# TRADITIONAL CHRISTIANITY

## TRUTH OR DECEPTION

# روائیتی مسیحت

## سچائی یا فریب


مصنف ریورنڈ ایوالڈ فرینک۔ کریفلڈ جرمنی

مترجم نوبل گل

# فہرست مضامین


پیش لفظ ---------- ۱
تعارف ---------- ۳
پہلا باب۔
امتحان کے لئے کھڑا ہونا
وقت کی روحانی تحقیق ---------- ۶
دوسرا باب۔
اصلی مسیحیت اور بعد کے دور ---------- ۱۹
تیسرا باب
المناک آغاز۔ مصیبت کا منبع ---------- ۲۶
چوتھا باب
پاپاؤں کے بے بنیاد دعوے ---------- ۳۶
پانچواں باب
مریم کون ہے؟ ---------- ۴۵
چھٹا باب
دین مریم کیا ہے؟ ---------- ۵۱
ساتواں باب
اصلاح۔ نیا آغاز ---------- ۶۰
آٹھواں باب
خدا (الوہیت) ---------- ۶۵
نوواں باب
خدا کی ذاتی گواہی ---------- ۷۱

دسواں باب

خدا کی تھیافنی یا دیدنی صورت ............ ۷۴

گیارہواں باب

خداوند کا جلال ............ ۷۸

بارہواں باب

خدا سے نکلا ہوا ............ ۸۰

تیرواں باب

خداوند کا نام ............ ۸۷

چودھواں باب

ایک مفید موازنہ ............ ۹۳

پندروں باب

یسوع خداوند ہے ............ ۹۷

سولھواں باب

جو کوئی یسوع کا اقرار کرتا ہے

درست یا غلط اقرار ............ ۱۰۱

۱۷واں باب

مسیح یسوع انسان ............ ۱۰۷

اٹھارواں باب

بپتسمہ ............ ۱۱۵

انیسواں باب

عشائے ربانی ............ ۱۲۵

بیسواں باب

انسان کا گرنا ............ ۱۳۴

اکیسواں باب

راستبازی ............ ۱۴۳

بائیسواں باب
نئی پیدائش ........................ ۱۵۰
تئیسواں باب
تقدیس ........................ ۱۵۷
چوبیسواں باب
خدا کے پاک روح سے بپتسمہ ........................ ۱۶۳
پچیسواں باب
چناؤ یا ازل سے تقرر ........................ ۱۷۸
چھبیسواں باب
خداوند کے نزدیک ایک دن ہزار برس کے برابر ........................ ۱۸۸
ستائیسواں باب
آخری وقت کا مطلب ........................ ۲۰۰
اٹھائیسواں باب
آخری نتیجہ اور
چھ سو چھیاسٹھ کا پراسرار عدد ........................ ۲۲۸

If thy word is no more valid
Where upon should my faith rest
I'm not concerned with a thousand worlds
But only try to do thy Word the best
(N.L.earl of zinzendrof)

اگر تیرا کلام مزید مستند نہیں رہا تو
میرے ایمان کی بنیاد کس پر ہو
مجھے ہزاروں جہانوں سے کیا سروکار
میں تو تیرے کلام کی بہترین بجا آوری کیلئے کوشاں ہوں

(این۔ایل۔ارل آف سنزن ڈورف)

---

# پیش لفظ

یورپین یونین جس میں مذہب اور سیاست آپس میں جڑے ہوئے ہیں اسکی عالمی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کتاب کو فوری طور پر لکھنے کی ضرورت محسوس کی ہے۔ میں اس حقیقت سے قائل ہو چکا ہوں کہ ہمارا واسطہ وقت کے اہم موضوع کے ساتھ ہے۔ دراصل وقت کی سچائی کو اس سے زیادہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کتاب بعض انداز سے کچھ انوکھی بھی معلوم ہو سکتی ہے تاہم ان باتوں کی تہہ تک پہنچنے کے لئے کسی کو تاریخی حقائق کے اوپر سے پردہ اٹھا کر کھلا چھوڑنا گا۔ مسیحیت کی نشو و نما کا جائزہ لینے کے لئے ہمیں ابتدا کی طرف لوٹنا پڑیگا۔ میرے خیال کے مطابق اب وہ وقت آگیا ہے کہ سچائی کو تمام لوگوں تک پہنچایا جائے۔ چونکہ میں نے اس فرض کو پورا کرنیکا بیڑہ اٹھایا ہے اسلئے میں نے علم الہیات اور منطق کو پیش کرنے سے گریز کیا ہے۔

چونکہ یہ کتاب مختلف ممالک کے اندر ان کی مقامی زبانوں میں شائع کی جائیگی اس لئے میں مندرجہ ذیل نظریات کو پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ گو میں خود مختلف نظریے کا حامی ہوں تو بھی ہمیں دوسرونکے نظریات اور وقار کا احترام کرنا چاہئیے چہ جائیکہ ان کا ایمان اور طریقہ عبادت ہمارے لئے کتنا ہی عجیب کیوں نہ ہو۔ اگر دنیا کے اسی کروڑ ہندو گائے کو مقدس سمجھتے ہیں تو ہمیں انکے عقیدے کا احترام کرنا چاہئیے۔ اگر وہ گائے کے گوبر کی راکھ کو اپنے ماتھوں پر لگاتے ہیں تو انہیں کون روک سکتا ہے؟ اسی طرح اگر سکھ گردوارہ امرتسر میں داخل ہونے والوں کو جوتی اتار کر اور پاؤں دھو کر جانے کے لئے کہتے ہیں تو جو جانا چاہتے ہیں ان کو ایسا کرنا پڑے گا۔ الغرض مسلمانوں کی مساجد ہوں یا دیگر مذاہب کے مندر ہر ایک کو ان کے قوائد و ضوابط کی پابندی کرنی چاہئیے۔ یہ بات میں نے ایک سو سے زائد ممالک کے مشنری دوروں کے دوران دیکھی ہے۔

میں جہاں کہیں بھی گیا اپنے سامنے ایک وسیع اور کھلا ہوا دروازہ پایا۔ میں نے بین الکلیسیائی کانفرنسوں اور کئی گرجوں میں مہمان سپیکر کی حیثیت سے کلام پیش کیا۔ جنوبی افریکہ میں مجھے ایک رومن کیتھولک چرچ میں انکی معمول کی عبادت میں کلام پیش کرنے کے لئے کہا گیا۔ چونکہ ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے بارے میں اچھے برے کا فیصلہ کرے اور جو چاہتا ہے اس کو قبول کرے اسلئے میں بنیادی طور پر سب کا احترام کرتا ہوں۔

چند مرتبہ مجھے ویٹی کن میں سینٹ پیٹرز کیتھڈرل کے اندر تمام دنیا سے آئے ہوئے لوگوں کو بڑی جان سوزی کے ساتھ سینٹ پیٹرز کے مجسمے کے پاؤں چومتے دیکھنے کا موقع ملا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی مقامات پر اس سے کہیں زیادہ چیزوں کو دیکھا ہے۔ چونکہ میں بنی نوع انسان کے بارے میں بہت حساس ہوں اس لئے مجھے ان پر بڑا ترس آتا ہے۔ اس کتاب کے اندر میں نے کلام کے نقطہ نگاہ سے درست اور غلط باتوں کا جائزہ پیش کیا ہے ایک بالغ شخص کو ان چیزوں کا خود جائزہ لینا چاہیے۔

ایک نہایت ہی اہم ضرورت کے تحت مجھے سب سے پہلے خدا کے پاک کلام کی روشنی میں رومن کیتھولک ادارے کے بارے میں اظہار خیال کرنا پڑے گا اور اس کے بعد خدا کے کلام کا سامنا کرنا ہوگا۔ صرف الہی مکاشفہ کی روشنی میں ہی ہم سچائی کو دیکھ کر فریب اور غلطی کو پہچاننے کی تمیز حاصل کر سکتے ہیں۔

رومن کیتھولک کلیسیا کے اس دعوے کو کہ نجات صرف ان کے درمیان ہی مل سکتی ہے کم و بیش دوسری کلیسیاؤں نے بھی اپنا رکھا ہے۔ نجات کے بارے میں سب نے اپنا فارمولا وضع کر رکھا ہے جو فی الحقیقت ممکن نہیں۔ تاہم جو کلیسیا مسیح کا اور بطور خاص پطرس اور دیگر رسولوں کا حوالہ دیتی ہے اسے اس بات کا امتحان دینے کے لئے تیار رہنا چاہیے کہ ان کا دعوی درست ہے یا غلط۔ خداوند خدا تمام پڑھنے والوں کو برکت بخشے۔

# تعارف

دور حاضرہ میں کسی سے خدا اور ایمان کے بارے میں بات کرنا آسان نہیں ۔بعض کے نزدیک یہ مضمون بالکل بے وقت اور بوڑھوں کے لئے ہے جبکہ بعض لوگ خدائی باتوں کو اپنی زندگی اور نظام قدرت میں تلاش کر رہے ہیں۔ کچھ لوگ خدا کے وجود کے ہی قائل نہیں اور کچھ ایک عظیم قوت کا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن جب کوئی حادثہ رونما ہوتا ہے تو جو لوگ اسکی ہستی کے قائل نہیں وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ خدا نے ایسا کیوں ہونے دیا؟

ماضی میں جو کچھ خدا کے نام اور مذہبی لبادے کی اوٹ میں ہوا اس نے انصاف کے بارے میں بہت سے لوگوں کا ایمان متزلزل کر دیا ہے۔ ایسے لوگ خدا اور مذہبی اداروں کو ایک ہی سطح پر دیکھتے ہیں۔ وقت کی رفتار کے ساتھ تاریخ سازوں نے مختلف زمانوں میں رونما ہونے والے برے واقعات کی داستانوں سے کتابیں بھر رکھی ہیں۔ اس زمانے میں بھی بعض جرآت مند مصنفین نے ان باتوں کے اوپر سے پردہ اٹھایا ہے جو ناقابل یقین ہیں۔

ہر مذہب کے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جو فطرتی قوت کے علاوہ کسی مافوق الفطرت طاقت کے قائل ہیں۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ انسان مرنے کے لئے نہیں بلکہ زندہ رہنے کے لئے پیدا ہوا۔

درحقیقت ایسے لوگ بہت کم ہیں جو اس بات کو مانتے ہیں کہ موت کے وقت ہر چیز کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ لیکن جب انکی جان کنی کا وقت آئے گا تو انہیں اس بات کا احساس ہو گا کہ وہ غلطی پر تھے۔ ہر شخص نے کسی نہ کسی ملک کے اندر کسی مذہب یا عقیدے میں جسے وہ درست سمجھتا ہے جنم لیا ہے۔

موجودہ ناقابل فہم ترقی جس میں گھوڑے اور بگھی سے راکٹ لانچر۔ موٹر کار ڈرائیور سے ستاروں پر جانے والے لوگ جو کچھ خدا نے چھ ہزار سال قبل کہا اس کی تصدیق کر رہے ہیں کہ ۔۔۔ دیکھو یہ لوگ سب ایک ہیں اور ان سبھوں کی ایک ہی زبان ہے۔ وہ جو کچھ یہ کرنے لگے ہیں تو اب کچھ بھی جسکا وہ ارادہ کریں انسے باقی نہ چھوٹیگا۔ پیدائش ۔۱۱/۶

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان زیادہ سے زیادہ اپنے آپ اور اپنی کامیابی پر بھروسہ کرنے لگا ہے۔ اسکے ساتھ وہ خدا سے زیادہ دور ہو کر اس کے کلام پر شک کرنے لگا ہے۔ جو کچھ خدا نے باغ عدن کے اندر کہا اس کے بارے میں خدا کے دشمن نے یہ کہکر پہلے انسان کے دماغ میں شک کا بیج بونا شروع کیا کہ ۔۔ کیا واقعی خدا نے کہا ہے کہ باغ کے کسی درخت کا پھل تم نہ کھانا؟ پیدائش۔ ۳/۱۔ اس نے خدا کے وجود کا انکار نہیں کیا بلکہ اس کے کلام کے آگے ایک سوالیہ نشان لگا دیا۔ آج وہ پڑھے لکھے عالموں اور سائینسدانوں کو تحریک دے کر اور کئی قسم کی دلائل میں بتلا کر کے اس مقام تک پہنچا رہا ہے جہاں وہ خالق کے برخلاف ہوں۔ لوگ خدا کے کلام پر شک کرنے لگے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خدا کی نمائندگی کرنے والے لوگوں کی ناکامی اور ان کے کردار کی طرف دیکھتے ہیں۔

اگر کوئی اس بات کا قائل ہے کہ ہر چیز ایک دھماکے کے ذریعے وجود میں آئی تو اس کو یہ بتانا چاہئے کہ ایسا دھماکہ کب اور کہاں واقع ہوا۔ اگر کوئی اس بات کا قائل ہے کہ ہر زندہ مخلوق ایک اصل مادے سے پروان چڑھی تو اسے یہ بھی بتانا ہوگا کہ اس مادے کو وجود میں لانے اور اس میں زندگی پیدا کرنے کا کون ذمہ دار ہے۔ اگر کوئی مسلہ ارتقا کو مانتا ہے تو وہ اس بات کی وضاحت کرے کہ اگر کبھی اس قسم کی ترقی ہوئی تو ابھی تک ہم اسی ادنی مخلوق کے وجود کو کیوں دیکھتے ہیں۔ خالق کے بیان کے مطابق کہ ہر چیز اپنی جنس کے مطابق پیدا ہوا ابھی تک ہو رہی ہے۔ ہر روز دنیا میں لاکھوں زندگیاں رونما ہوتی ہیں اور یہ تخلیقی معجزے کی دہرائی ہے۔ اس قسم کے فریضوں کا جو سدا قائم رہنے والے تحقیقی ثبوتوں کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں مقصد یہ ہے کہ خالق کی اس عبارت پر جو مقدس صحیفوں میں محفوظ ہے شک پیدا کر کے بے اثر کیا جائے۔

مندرجہ ذیل حقائق کو پہچانا نہایت ضروری ہے۔ جس طرح تاریخ بتاتی ہے خدا کے نبیوں نے کبھی کوئی مذہب یا ایمان شروع نہ کیا۔ نہ حنوک نہ نوح نے نہ ابرہام اور نہ موسی نے۔ نہ ایلیاہ اور نہ ہی یسعیاہ نے۔ غرضیکہ کسی بھی نبی نے جسے خدا نے بھیجا کسی مذہب کی بنیاد نہ ڈالی۔ یہ حقیقت بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ جو کچھ انہوں نے خدا سے حاصل کیا اس میں سب شریک ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام پرانا عہد نامہ آپس میں پوری طرح سے ہم آہنگ ہے۔ صرف ایک ہی تھا جس نے کلام اور کام کیا، اور وہ تھا خداوند خدا جس نے

اپنا منصوبہ ان پر ظاہر کیا جنکو اس نے ایک خاص مقصد کے لئے بلایا ۔ یہ لوگ خدا کی الٰہی آواز تھے ۔ وہ مختلف زمانوں میں رونما ہوئے اور انہوں نے اپنے بلاوے کے مطابق اپنے حصے کا کلام حاصل کر کے نجات کے منصوبے کے لئے انبیانہ پیش گوئیاں کیں ۔ گو وہ مختلف صدیوں میں آئے اور ان کے درمیان ہزاروں سال کا وقفہ تھا تو بھی ان کی تحریروں میں مکمل یگانگت تھی اور ان میں کسی قسم کا اختلاف نہ تھا ۔ جن رسولوں کو خداوند نے بھیجا انہوں نے بھی کوئی مذہب قائم نہیں کیا ۔ انہوں نے حلیمی اور رسادگی کے ساتھ ان زبردست حقائق کو بیان کیا کہ پرانے عہد نامہ کی پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں ۔ جہاں تک نئے عہد نامہ کی کلیسیا کی تعمیر اور بنیاد کا تعلق ہے اسکو انہوں نے مکمل طور پر جلال کے خداوند پر چھوڑ دیا جسنے فرمایا کہ کلیسیا میں بناؤنگا ۔ اس نے یہ کام پطرس ۔ پولس یا کسی اور رسول کے ہاتھ میں نہیں دیا بلکہ اس کے لئے اس نے مسیح کے بدن یعنی کلیسیا میں مختلف خادموں اور روحانی نعمتوں کو رکھا ہے ۔ افسیوں ۔ ۴/ ۱۱ و ۱۰ کرنتھیوں ۔ ۱۲/ ۱۴ ۔ بائیبل کی کلیسیا کسی انسان کا بنایا ہوا ادارہ نہیں بلکہ ایک زندہ بدن ہے ۔ یہی وہ جگہ ہے جسے خدا نے ان نجات یافتہ لوگوں کے رہنے کے لئے چنا ہے جن پر فضل ہو چکا ہے ۔ اسے خدا کی ہیکل کہہ کر بھی پکارا گیا ہے ۔ افسیوں ۔ ۲/ ۲۱ ۔ اور خدا کا گھر بھی کہا گیا ہے ۔ عبرانیوں ۔ ۳/ ۶ ۔ خدا ہاتھ کے بنائے ہوئے گھروں یا مقامات مقدسہ میں نہیں رہتا ۔ یسعیاہ ۔ ۶۶/ ۱ ۔ ۲ ۔ و اعمال ۔ ۷/ ۴۸ ۔ ۴۹ ۔ وہ صرف اپنے لوگوں کے دلوں میں رہتا ہے ۔ بدیں وجہ یہ جاننے کے لئے کہ خدا کی کلیسیا کیا ہے اس کی تعلیم کیا ہے اور اس میں بپتسمہ کس طرح دیا جاتا ہے ہمیں ابتدا کی اصل کلیسیا کی طرف لوٹنا ہوگا ۔ ۱ ۔ تمتھیس ۔ ۳/ ۱۵ ۔ ان باتوں کا جواب صرف سچائی کی کتاب ۔ خدا کے پاک کلام کے اندر ڈھونڈا جا سکتا ہے ۔ اسی نظریے اور خدا کے سامنے اپنی ذمہ داری سے آگاہ ہو کر یہ کتاب صفحہ تحریر پر لائی جا رہی ہے ۔

مصنف

# پہلا باب

## امتحان کے لئے کھڑا ہونا

## وقت کی روحانی تحقیق

چونکہ یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ آجکل کوئی بات اس وقت تک قبول نہیں کی جاتی جب تک کہ پہلے اسے ثابت نہ کیا جائے اس لئے مجھے یہ کتاب لکھنے کی ہمت حاصل ہوئی۔ اسکا مثالی نمونہ وہ سرخی ہے جو ستمبر سن ۱۹۸۸ کو اخبارات میں شائع ہوئی۔ اس کا تعلق ایک چوغے کے ساتھ ہے۔ صدیوں سے اسے اصل یادگار سمجھ کر اس کا احترام کیا جاتا تھا۔ لیکن اب انگلینڈ۔ امریکہ اور سوئٹزرلینڈ میں ایک خود مختار ادارے کی تحقیق نے یہ کہہ کر لوگوں کو حیران کر دیا ہے کہ یہ ارغوانی چوغہ جو تاریک ادوار میں سے گزر کر ہم تک پہنچا بغیر کسی شک کے مسیح کا چوغہ ہے۔ اس تصدیق شدہ تحقیق کے باوجود معزز پادری صاحبان یہ حوصلہ دے رہے ہیں کہ اس غلط بیانی کو قبول کر کے اس یادگار کی تعظیم کی جائے۔ گویا اس بات کا علم ہو جانے کے بعد بھی لوگوں کو غلطی میں رہنا چاہیے۔
اکتوبر ۱۹۸۸ء کو شمالی آئرلینڈ کے ڈپٹی ڈاکٹر آئین پیسلی نے یورپین پارلیمنٹ شٹراس برگ میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ اصلاحی دنوں کے بعد وہ واحد پروٹسٹنٹ تھا جس نے دلیری کے ساتھ بات کی۔ اس نے ایک اشتہار دکھایا جس پر لکھا تھا۔ پوپ جان دوئم مخالف مسیح اس بات نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا اور پوپ کے خطاب کے خلاف احتجاج کیا۔ اخبارات نے اس واقعہ کی خبر اور فوٹو پہلے صفحوں پر لگائی۔ اس سے اگلے روز صرف چند اشخاص نے خطاب کیا اور زندگی معمول کے مطابق چلنے لگی۔ اب ہر روز کوئی نہ کوئی نئی خبر شائع ہو رہی ہے۔

گو یہ دکھ کی بات ہے لیکن سچ ہے کہ ماضی میں پادری صاحبان اور عام لوگوں نے خدا اور کلیسیا کو باہم جوڑ دیا ہے۔ چونکہ لوگ ان اداروں سے مایوس ہو چکے تھے اس لئے وہ انکے

خلاف ہوگئے اور دونوں سے خلاصی حاصل کرلی۔ یہ فیصلہ جس کی بہتوں نے پیروی کی بہت ہی دردناک ہے۔ میں کبوت کی جو یروشلیم کے مغربی حصے سے پندرہ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے اس میٹنگ کو کبھی نہیں بھول سکتا جہاں سیاحتی سفر کے لیڈر کی حیثیت سے میں نے شام کے کھانے سے فارغ ہوکر اپنے گروپ کو ایک چھوٹی سی عبادت کے لئے اکٹھا کیا۔ اس میں یہودیوں اور کئی دوسرے مہمانوں نے بھی حصہ لیا۔ لوگوں نے اسے بہت پسند کیا۔ میں نے پرانے عہد نامے سے کچھ حوالے پڑھے اور بتایا کہ وہ کس طرح نئے عہد نامے کے اندر پورے ہوئے۔ کہ اچانک ایک خاتون جو وارسا پولینڈ سے ہجرت کرکے وہاں آئی تھی اپنے اندرونی جذبات کے ساتھ بولنے لگی کہ۔ میں نے نیا عہد نامہ پڑھا ہے اگر مسیح کیتھولک نہ ہوتا تو میں اس پر ایمان لا سکتی تھی۔ اس نے کہا کہ پولینڈ کے لوگوں نے جو کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں یہودیوں کو بہت زیادہ دکھ پہنچایا ہے۔ یہ سن کر ہم سب پر گویا سکتہ طاری ہو گیا۔ تاہم میں نے اسے بتایا کہ مسیحا کیتھولک نہیں تھا بلکہ وہ نجات دہندہ تھا جو مجسم ہوا۔ اسی طرح مقدسہ مریم بھی کیتھولک نہ تھی۔ لیکن وہ اس بات کو نہ سمجھ سکی۔

لوگوں کی اپنے مذہب کے بارے میں اسقدر ناواقفیت ناقابل یقین ہے۔ مسیحت مسیح کے ساتھ ذاتی تعلق اور بغیر اعمال کے ایک مذہب بن کر رہ گئی ہے اور جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں یہ لوگوں کے لئے گویا افیون ہے۔ زیر نظر تشریح کو ان باتوں کے اوپر سے پردہ اٹھانا چاہیے جو بائبل کے مطابق نہیں اور جسے غلط طور پر مسیحت کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اسے ان رویوں اور بزرگان دین کے قصوں کو بھی بیان کرنا پڑے گا جن پر عرصہ دراز سے بلا تمیز عمل کیا جارہا ہے۔

جب خدا پر ایمان اور انسانیت کے بارے میں اس کے منصوبے کے تعلق کی بات آتی ہے تو ہمیں کتابوں کی کتاب سے مشورہ حاصل کرنا چاہیے۔ یہ محاورہ کہ نہ میرا کسی چیز پر ایمان ہے اور نہ میں کسی کو مانتا ہوں صرف بنی نوع انسان کے لئے ہی استعمال ہو سکتا ہے نہ کہ خدائے قادر مطلق اور اس کے کلام کے لئے۔ وہ ہمیشہ وفادار رہتا ہے۔ چونکہ اس کا کلام تکمیل شدہ سچائی ہے اس لئے اس میں رتی بھر بھی شک کی گنجائش نہیں۔ وہ جیسا کہ بعض لوگ دعوی کرتے ہیں مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے اور جو زندہ ہیں وہ اسی کے طفیل زندہ ہیں

آج اسکا کلام ایک زندہ حقیقت ہے۔

کبھی ایسا وقت بھی تھا جب لوگوں کو خاص کام کیلئے مقرر کیا گیا۔ تاریخ انسانی کے اندر ہم شاعروں۔ نغمہ سازوں۔ بادشاہوں۔شہنشاہوں۔ سیاستدانوں اوران مدبرین کے بارے میں پڑھتے ہیں جو آج تک ہوتے چلے آرہے ہیں۔ یہی حال سائینس اوردیگر تحقیقات کا ہے۔ جن لوگوں نے کسی نہ کسی چیز کو ایجاد کیا اور جن کے بغیر یہ دنیا بالکل مختلف دکھائی دیتی انکے ناموں کی ایک فہرست تیار کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح پرانے اور نئے عہد نامہ میں خدا کے خاص لوگ ہو گزرے ہیں جنہوں نے نجات کے منصوبے کے لئے خاص کام سر انجام دیا۔یہی حال رسولی زمانے سے لیکر سن ۳۲۵ عیسوی کی نقایاہ کونسل تک کا ہے۔ ان میں خاص شخصیات کا ذکر کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ تاریک زمانوں میں بھی ایسے لوگ ہو گزرے ہیں جنہوں نے کلیسیائی تاریخ کے اندر ایک اہم کردار ادا کیا۔ ان میں جانے پہچانے ناموں کا تعلق اصلاحی تحریک کے ساتھ وابسطہ ہے۔

خدا کے ایسے لوگ جن کو خاص مقصد کے لئے استعمال کیا گیا ان کی خدمت عالمگیر تھی اور انہوں نے ہر قسم کی کلیسیائی اور مذہبی پابندیوں کو عبور کیا۔ ان کو تمام کام کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ اس بات کی تصدیق خداوند کے ان الفاظ سے ہوتی ہے کہ تم تمام دنیا میں جاکر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔ جن لوگوں کو خدا نے بھیجا ہے وہ خدا کے کلام کو تمام نبیوں اور رسولوں کے کلام سے ہم آہنگ کر کے پیش کرتے ہیں۔ جو شخص نئی تعلیم یا نئے مکاشفہ کے ساتھ آتا ہے اسے لازمی طور پر پاک کلام کے امتحان کے لئے کھڑا ہونا چاہیے۔اگر کسی کی منادی انکے ساتھ نہیں ملتی تو ایسا شخص اور اسکی تعلیم خود بخود نا اہل قرار پائے گی۔ خدا خود اپنے کلام میں ردو بدل نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی وہ اپنے منصوبے کو تبدیل کر سکتا ہے۔ جو کچھ کیا اور سکھایا جارہا ہے اسکے بارے میں یہ سوال کرنا چاہیئے کہ کیا یہ واقعی ہی درست ہے؟ کیا یہ ایسے ہی لکھا ہے؟

اسکے بارے میں پاک کلام کیا کہتا ہے؟ ہماری دلچسپی انسانی خیالات میں نہیں بلکہ جو کچھ خدا فرمانا چاہتا ہے اسے خدا کے ان لوگوں کے وسیلہ سے جانتا اور سننا چاہتے ہیں جنہیں اس نے اپنی خدمت کیلئے آواز دے کر بلایا ہے۔ پرانے عہد نامہ کے انبیاکرام ایسے ہی تھے۔ انہوں نے کلیسیائی تاریخ کے راستے متعین کئے۔ رسولوں کی ذمہ داری یہ بھی تھی کہ وہ پرانے عہد نامہ کی پیشن گوئیوں کی تکمیل کے بارے میں بتائیں۔ اپنی بلاہٹ اور ذمہ داری کی وجہ سے وہ خدا کی نجات کے منصوبے کو بتانے میں بھی شریک تھے۔ پاک نوشتوں میں ان باتوں کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی جو لوگ روح کی آواز کو سننا چاہتے ہیں وہ انکے ساتھ براہ راست کلام کرتا ہے۔ اس کی ضرورت نہیں کہ کوئی کسی کو سکھائے۔ اگر سب لوگ کلام مقدس میں لکھی ہوئی باتوں پر ایمان لائیں تو یہی کافی ہے۔ یوں بقول یسعیاہ اور یوحنا رسول ہر شخص خدا سے تعلیم یافتہ ہو گا۔ یسعیاہ۔ ۵۴ / ۱۳ و یوحنا۔ ۶ / ۴۵۔ یہاں ہم کلیسیائی یا مذہبی فرقوں کے تعلیمی طوماروں اور کتابوں کی نمائش نہیں کر رہے بلکہ خدا کے اس منصوبے کی تشریح کر رہے ہیں جسے اس نے اپنے پاک کلام کے اندر عیاں کیا ہے۔

جو لوگ کلیسیائی تواریخ سے واقف ہیں جیسا کہ میں خود بھی گزشتہ پچیس سالوں سے کے دوران مطالعہ کرنے کے بعد ہوا ہوں وہ اس بات کو جانتے ہونگے کہ مختلف تاریخ ساز کسی ایک ہی زمانے شخصیت اور چیز کے بارے میں کیا بتاتے ہیں۔ جن مضامین کو غور و فکر کے لئے پیش کیا گیا ان میں کوئی نئی بات سامنے نہ آ سکی۔ بلکہ اس کے برعکس بائبل کو ماننے والے مسیحوں کو اس بات سے ٹھوکر لگی کہ نئے عہد نامہ کی پچیدہ تحقیق نے کئی باتوں کو سوالیہ نشانات کے ساتھ چھوڑ دیا۔ نئے عہد نامہ میں اناجیل اور رسولوں کے خطوط پہلے عبرانی۔ ارامی یا یونانی میں لکھے گئے اور بعد میں انکا یونانی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ لیکن یہ کوئی اہم بات نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا نے ان لوگوں کو چنا جو عبرانی زبان بولتے تھے۔ موسی اور ہارون نے فرعون سے کہا کہ ہمیں عبرانیوں کا خدا ملا ہے۔ خروج۔ ۳ / ۱۸۔ یسوع مسیح نے یقینی طور پر یونانی زبان نہ بولی بلکہ وہ ارامی زبان بولتا تھا جو اس وقت عبرانی لوگوں میں بولی جاتی تھی۔ اگر اس کا تلفظ کمزور ہے جیسا کہ بعض دعوی کرتے ہیں تو بھی اسے علما کے لڑائی جھگڑے پر نہیں چھوڑا گیا۔ ہمارے لئے

یہی جاننا کافی ہے کہ ہمارے خداوند نے بقول پولس رسول اپنے جی اٹھنے کے بعد اس سے عبرانی زبان میں بات کی۔ اس کے بارے میں وہ لکھتا ہے کہ "میں نے عبرانی زبان میں یہ بات سنی کہ اے ساؤل اے ساؤل تو مجھے کیوں ستاتا ہے" اعمال۔ ۱۴/۲۶۔ علاوہ ازیں یہ بحث کہ ان دنوں میں کچھ اور خطوط بھی گردش میں تھے اناجیل کی صداقت کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ تاہم یہ بات درست ہے کہ رسولی دنوں میں کچھ اور خطوط بھی لکھے گئے تھے۔ اسکی تصدیق لوقا۔ ۱/۱ میں کی گئی ہے۔ اسکے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ ان خطوط کو نئے عہد نامہ کا اپوکریفا کہا جاتا ہے۔ خداوند نے خود اس بات کا خیال رکھا کہ جو خطوط پاک صحیفوں کا حصہ بنے اور انکو جاننا ہمارے لئے ضروری تھا وہ اس کی مرضی اور حکم سے لکھے جائیں۔

ہمارے لئے خدا کے کلام کا درست طور پر احترام کرنا بہت ضروری ہے۔ ۱۔ تھسلنیکیوں۔ ۱۳/۲۔ ہمیں اس بات کا یقین کرنا چاہیئے کہ ہر ایک صحیفہ خدا کے الہام سے لکھا گیا ہے۔ ۲۔ تمتھیس۔ ۱۶/۳۔ نئے عہد نامہ میں جہاں کہیں "جیسا لکھا ہے" یا "جس طرح کلام کہتا ہے" کے الفاظ لکھے ہیں ان کا اشارہ پرانے عہد نامہ کی طرف ہے۔ نیا عہد نامہ بھی پاک صحیفہ ہے۔ اور یہ دونوں مل کر ایک بائیبل بنے ہیں۔ لوقا۔ ۲۴/۴۴۔ ۴۵ میں ہم یوں پڑھتے ہیں کہ "پھر اس نے ان سے کہا یہ میری وہ باتیں ہیں جو میں نے تم سے اس وقت کہیں تھیں جب تمہارے ساتھ تھا۔ کہ ضرور ہے کہ جتنی باتیں موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں اور زبور میں میری بابت لکھی ہیں پوری ہوں۔ پھر اس نے ان کا ذہن کھولا تا کہ کتاب مقدس کو سمجھیں"

اس کے علاوہ خداوند نے یہ بھی کہا کہ "تم کتاب مقدس میں ڈھونڈتے ہو کیونکہ سمجھتے ہو کہ اس میں ہمیشہ کی زندگی تمہیں ملتی ہے اور یہ وہ ہے جو میری گواہی دیتی ہے" یوحنا۔ ۳۹/۵۔ پولس رسول اسکا خلاصہ یوں بیان

کرتا ہے کہ "۔ میں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچا دی جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیح کتاب مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کیلئے موا اور دفن ہوا اور تیسرے دن کتاب مقدس کے مطابق جی اٹھا" ۱۔کرنتھیوں ۔ ۱۵ / ۳ ۔ پطرس رسول یسعیاہ ۔ ۴۰ / ۸ کو ذہن میں رکھتے ہوئے پرانے اور نئے عہد ناموں کو ایک مشترکہ نام کے ساتھ جوڑتا ہے کہ "۔ خداوند کا کلام ابد تک قائم رہیگا ۔ یہ وہی خوشخبری کا کلام ہے جو تمہیں سنایا گیا" ۱ ۔ پطرس ۔ ۱/ ۲۲ ۔ ۲۵ ۔ نیا عہد نامہ پرانے عہد نامہ کی پیشن گوئیوں کا خلاصہ اور نتیجہ ہے ۔

بائیبل کے ایک جانے پہچانے استاد ڈاکٹر کلیرینس لارکن نے اپنی ایک کتاب " زمانوں کی سچائی " میں لکھا ہے کہ مسیح کی پہلی آمد کے وقت پرانے عہد نامہ کی ایک سو نو پیشن گوئیاں حقیقی اور درست طور پر پوری ہوئیں ۔ کسی نبوت کی تکمیل بائیبل کی الہی حقیقت کو عیاں کرتی ہے ۔ اگر ہم کسی چیز کو پرکھنے کے لئے اس کا بغور جائیزہ لیتے ہیں تو ہمیں متعصب نہیں ہونا چاہئیے ۔ بائیبل کے ایک اور مفسر کارل شنائیڈر کا کہنا ہے کہ " معافی کا کام نئے عہد نامہ میں شروع ہوا اور کبھی ختم نہیں ہوا " دیکھئے کے ۔ ڈیلشنر کی کتاب صفحہ نمبر ۲۰ ۔ وہ درست ہے ۔ لیکن اسکے کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہمارے پاس نقلی نیا عہد نامہ ہے بلکہ یہ کہ غیر مستند لوگوں نے اسے پہلے ہی شروع کر رکھا تھا جو اب تک جاری ہے اور اسکے ذریعے اپنی تفسیروں کے ساتھ نقلی تعلیم دے رہے ہیں ۔ تاہم اس فریب کے باوجود جس کا ذکر ہم بعد میں کریں گے خدا کا اصلی کلام ابد تک رہے گا ۔ پطرس رسول کے نقلی خط کے بارے میں تباہ کن دلیری نے اس قسم کی رائے دینے کی رہنمائی کی ہے جو بالکل ناقابل یقین ہے ۔ کلام مقدس ۔ جھوٹی دستاویزات کا پلندہ ہے " کے ڈیلشنر ۔ گے فالشٹے گلوبے صفحہ ۔ ۲۲۰ یہ ناقابل یقین دعوی اور شر پسند جھوٹ ہے ۔ اسکو نام نہاد ماہرین کے پاس بھیجا گیا جو پہلے ہی ایک اچھا کام سرانجام دے چکے تھے ۔ یہ نیا عہد نامہ لکھنے والوں کو جعلی

دستاویزات تیار کرنے کے الزام میں ملوث کرنیکی ایک ایسی شرمناک گستاخی کی ہے جس نے انہیں دھوکہ باز اور بائیبل کے ماننے والوں کو فریب خوردہ قرار دیا ہے۔ تاہم نکتہ چیں لوگوں کی اس پر فریب چالاکی سے ہمیشہ چمکنے والی سچائی تاریک نہیں ہو سکتی۔

بے شک چاروں انجیل نویس سادہ لوگ تھے۔ اگر بعض واقعات کے بارے میں انکی اطلاعات مختلف ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ جو کچھ انہوں نے لکھا وہ ایک جگہ بیٹھ کر ایک دوسرے سے مشورہ کر کے نہیں لکھا۔ بلکہ ہر ایک نے جس طرح اس کو رہنمائی ملی اس کے مطابق لکھا خواہ اس نے اس چیز کو شخصی طور پر دیکھا یا سنا۔ اس کے بارے میں تصدیق شدہ حقائق بہت اہم ہیں نہ کہ اردگرد کا ماحول۔

ایک کیتھولک ماہر علم الہیات اور بائیبل کے ترجمان ڈاکٹر کونسٹنٹا ئین روش نے مکاشفہ کے چاروں جانداروں ببر۔ بچھڑے۔ انسان اور اڑتے ہوئے عقاب کو چاروں اناجیل کے مختلف کرداروں کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔ تاہم قبل ازیں ارینیئس نے ان چاروں جانداروں کا ذکر کرتے ہوئے دعوی کیا کہ ابتدائی کلیسیا میں یہ بخوبی جانے پہچانے تھے۔ بائیبل کے بعض حصوں کو اشاروں اور تمثیلوں میں لکھا گیا ہے۔ بائیبل کے ترجمانوں کے مطابق متی کا چہرہ انسان جیسا ہے۔ مرقس کا ببر۔ لوقا کا بچھڑے اور یوحنا کا عقاب کی مانند ہے۔ حزقی ایل کے پہلے باب میں چارں جانداروں کی صورت کو انسان کی مانند دکھایا گیا ہے۔ (پانچویں آئت) لکھا ہے کہ " اس میں سے چاروں جانداروں کی ایک شبیہ نظر آئی اور انکی شکل یوں تھی کہ انسان سے مشابہ تھے۔ ان کی چاروں طرف پروں کے نیچے انسان کے ہاتھ تھے۔ آئت۔ ۸۔ ہر ایک کے چار چہرے تھے لیکن متعارف صرف ایک خاص چہرے کو ہی کرایا گیا۔ گویا چاروں انجیل نویسوں نے ایک ہی نجات دہندہ کا حوالہ دیا لیکن انداز مختلف اپنایا۔ اگرچہ ہر جاندار کی شبیہ مختلف ہے تو بھی اندرونی طور پر وہ ایک ہی ہیں۔ ایک انجیل

یہی حال چاروں اناجیل کا بھی ہے۔ بیرونی طور پر تو وہ مختلف ہیں لیکن اندرونی طور پر وہ باہم ایک ہیں۔ اگر ایک نے خداوند کو ابن آدم متعارف کرایا ہے تو دوسرے نے اسے ببر جو تمام جانوروں کا بادشاہ ہے کہا ہے۔ یہ ہمارے خداوند کے الہی اختیار کو ظاہر کرتا ہے۔ تیسرا اسکو بوجھ اٹھانیوالا اور چوتھا اسے عقاب کے طور پر پیش کرتا ہے جس نے بلندیوں پر پروازکی اور بیت الحم کی زمین کو چھوا تک بھی نہیں۔

اگر ایک انجیل نویس نے کسی بات کا ذکر کیا ہے اور دوسرے نے نہیں۔ یا اگر ایک نے کسی واقع کو دوسرے کی نسبت زیادہ اہمیت دی ہے تو یہ قابل قبول ہے۔ اسی طرح اگر ایک انجیل نویس کہتا ہے کہ خداوند نے سات روٹیوں سے چار ہزار کو سیر کیا اور دوسرا کہتا ہے کہ عورتوں کو علاوہ چار ہزار مردوں کو سیر کیا تو دونوں درست ہیں۔ اسکا مطلب صرف یہ ہے کہ ایک دوسرے کی نسبت زیادہ تفصیل میں گیا۔ اگر ایک لکھتا ہے کہ اس نے یریحو میں دو اندھوں کی آنکھیں کھولیں اور دوسرا لکھتا ہے کہ ایک اندھے کی تو دونوں درست ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک شخص موقع پر موجود تھا جبکہ دوسرے کی بینائی حاصل کرنے والے کے ساتھ شخصی ملاقات ہوئی۔ ایک انجیل نویس لکھتا ہے کہ جب یسوع کو صلیب پر لٹکایا گیا تو دونوں ڈاکو لعن طعن کر رہے تھے۔ متی۔ ۲۷/۴۴۔ جبکہ لوقا کا کہنا ہے کہ ان میں سے ایک نے کہا کہ "اے یسوع جب تو اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد کرنا" لوقا۔ ۲۳/۴۲۔ یہاں بھی دونوں انجیل نویس درست ہیں۔ شروع میں دونوں نے ٹھٹھا اڑایا لیکن بعد میں ایک نے اسے پہچان لیا کہ وہ کون ہے۔

بعض نکتہ چین خداوند کے اس بیان کو کہ "میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا" غلط رنگ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ مرنے کے بعد وہ سیدھا آسمان پر گیا لیکن افسیوں کے خط میں لکھا ہے کہ وہ زمین کے نیچے کے علاقہ میں بھی اترا تھا۔ اس خیال

کے حامل اشخاص اس بات کو پہچاننے سے قاصر ہیں کہ جو لوگ مصلوبیت کے بعد نجات کے وارث ہونگے ان کی جگہ اوپر نہیں بلکہ نیچے تھی۔ لوقا۔۱۶ میں ہمیں صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ ان دونوں مقامات کو ایک گڑھے کے ذریعے اس طرح پاٹا گیا ہے کہ کوئی جدا کرنے والی سرحد کو پار نہیں کر سکتا۔ جن لوگوں نے آنیوالے نجات دہندہ پر امید لگا رکھی تھی انکو ایک طرح سے قید میں رکھا گیا تھا۔ اگر ہم متی۔۲۷:۵۱ سے پڑھنا شروع کریں تو معلوم ہو گا کہ مسیح کے جی اٹھنے کے وقت بہت سے مقدسین بھی جی اٹھے۔ اس وقت سے فردوس مزید نیچے نہیں بلکہ اوپر ہے۔ جب مسیح اوپر گیا تو وہ قیدیوں کو ساتھ لے گیا اور انکو انعام دیئے۔ افسیوں۔۴:۸۔۱۰۔ جو لوگ نجات کے لئے آزادی کا انتظار کر رہے تھے وہ اپنے نجات دہندہ کے ساتھ اوپر چلے گئے۔ اس سلسلے میں ایک انجیل نویس کی اس اطلاع میں کہ یسوع کے جی اٹھنے کے دن ان دو فرشتوں کی موجودگی جنہوں نے عورتوں کے ساتھ گفتگو کی۔ لوقا۔۲۴:۴۔ اور دوسرے انجیل نویس کے بیان میں جو صرف ایک کا ذکر کرتا ہے کوئی غلطی نہیں۔ متی۔۲۸:۲۔ ایک دفعہ انکو قبر کے اندر دکھایا گیا اور دوسری دفعہ وہ باہر کھڑے ہیں۔ دونوں انجیل نویس سچے ہیں۔ اندر ان کو اس جگہ دکھایا گیا ہے جہاں خداوند کا جسد خاکی رکھا ہوا تھا جبکہ باہر وہ یہ اعلان کر رہے ہیں کہ وہ جی اٹھا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہوا۔ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ وہ دو تھے تو ان میں سے بات صرف ایک نے ہی کی اس لئے مصنف نے اس کا ذکر بطور خاص کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ دنیا میں نکتہ چینی کرنے والے ہی نہیں بلکہ خدا کے ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں جو ہمیں کلام کی مکمل ہم آہنگی اس طرح دکھا سکتے ہیں کہ ہر شخص قائیل ہو سکے۔ ان میں سے ایک بین الاقوامی حیثیت سے جانا پہچانا ماہر علم الہیات اور بائیبل کا ترجمان ڈاکٹر سی۔ آئی۔ سکافیلڈ ہے۔ اس نے چاروں اناجیل کا بہترین پیش لفظ تحریر کیا ہے۔

نکتہ چیں نئے عہد نامہ کے انبیا نہ کردار کو نہیں سمجھ سکے۔ ان کا کہنا ہے کہ پولس نے اپنے کلیسیائی خطوط میں دنیا کی آخرت کے بارے میں غلطیاں کی ہیں۔ اس نے لکھا ہے کہ "۔ ہم تم سے خداوند کے کلام کے مطابق کہتے ہیں کہ ہم جو زندہ ہیں اور خداوند کے آنے تک باقی رہیں گے سوئے ہوؤں سے ہرگز آگے نہ بڑھیں گے" ۱۔ تھسلنیکیوں ۔ ۴ / ۱۵ ۔ یہ بات پولس رسول کو صیغہ حال میں اسلئے لکھنی پڑھی کہ روح القدس خدا کا کلام نجات کے پورے دور کے لئے لکھوا رہا تھا۔ نیا عہد نامہ اس انداز سے لکھا گیا ہے جسے فضل کے پورے دور میں پڑھا جا سکتا ہے۔ یہ ہر وقت کے لئے موثر اور مستند ہے۔ اس کی منادی پہلی سے آخری نسل تک کی جا سکتی ہے جبتک کہ مسیح کے پروشیا کی پیشن گوئی پوری نہیں ہوتی۔ یہی پولس اپنا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "۔۔ میں اب قربان ہو رہا ہوں اور میرے کوچ کا وقت آ پہنچا ہے۔ میں اچھی کشتی لڑ چکا۔ میں نے دوڑ کو ختم کر لیا۔ میں نے ایمان کو محفوظ رکھا۔ آئیندہ کے لئے میرے واسطے راستبازی کا وہ تاج رکھا ہوا ہے جو عادل منصف یعنی خداوند مجھے اس دن دیگا اور صرف مجھے ہی نہیں بلکہ ان سبکو بھی جو اس کے ظہور کے آرزومند ہیں"۔ ۲۔ تیمتھیس ۔ ۴ / ۶ ۔ ۸ ۔

ہر زمانے کے لوگ مسیح کی واپسی کی توقع اپنے دنوں میں کرتے تھے۔ جو اس کی آمد کی توقع نہیں رکھتے ان کے پاس پہلی قیامت میں شریک ہونے کا بہت کم موقع ہے۔ ایسے لوگوں کے اندر اسکے آنے کی زندہ امید کا فقدان ہوتا ہے۔ مارٹن لوتھر کا ایمان تھا کہ آخری وقت آ پہنچا ہے۔ مخالف مسیح کے لئے اس نے "مسیح کے خاتمے" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس نے لکھا کہ "یہ ایک ہزار پانچ سو چالیسواں سال ہے لیکن اصل میں یہ ۵۵۰۰ سال ہیں۔ اس لئے وقت کے خاتمے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ جس طرح مسیح کی موت کے بعد تین دن پورے نہ ہوئے اسی طرح چھ ہزار سال بھی مکمل نہ ہونگے۔" جس کے اندر زندہ امید تھی وہ مسیح کی واپسی کا منتظر تھا۔ اسی طرح اب بھی ہوگا۔ اس وقت دنیا میں ایسے لوگ ہیں جنکی بنیاد بائبل کی پیشن گوئیوں پر

ہے اور وہ اسکی واپسی کی توقع اسی پشت میں کر رہے ہیں۔ اندھے معترضین اپنے اس غلط دعوے کی انتہائی بلندیوں پر پہنچ چکے ہیں کہ مسیح کی یہ پیشن گوئی پوری نہیں ہوئی کہ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب باتیں نہ ہو لیں یہ نسل ہرگز تمام نہ ہوگی" متی ۔ ۲۴/۳۴۔ لیکن اس بیان میں جس نسل کا اس نے ذکر کیا وہ یہودی تھی نہ کہ جیسا ہم سمجھتے ہیں وقت کی معیاد۔ یہودیوں کو بہت ہی مشکل وقت سے گزرنا پڑا۔ گو انکو بڑے ظالمانہ طریقے سے ہلاک کیا گیا تو بھی وہ خداوند کے کہنے کے مطابق اب تک موجود ہیں۔ گویا جس طرح یسوع نے کہا یہ خدا کے ازلی منصوبے میں پہلے ہی سے مقرر ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بیان کہ "... میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آجائیگا" متی ۔ ۱۰/۲۳۔ بالکل غلط سمجھا جاتا ہے اور اسے اس کی واپسی کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے۔ کیا وہ پتمس کے جزیرے میں ابن آدم کی حیثیت سے نہ آیا جب یوحنا نے اس کو سات چراغدانوں کے درمیان کھڑا دیکھا؟ اسی طرح جب وہ اس زمین پر اپنی بادشاہی کو شروع کرنے کے لئے دوبارہ آئے گا تو وہ اپنے پورے جلال کے ساتھ آئیگا۔ "اسکا سر اور بال سفید اون بلکہ برف کی مانند سفید تھے اور اسکی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند تھیں۔ اور اس کے پاؤں اس خالص پیتل کے سے تھے جو بھٹی میں تپایا گیا ہو اور اس کی آواز زور کے پانی کی سی تھی" مکاشفہ ۔ ۱/۱۴ ۔ ۱۵۔ یقیناً یہ بات اسی طرح پوری ہوئی جیسے یسوع نے کہی تھی۔ خدا کے کلام کے بارے میں معترضین کی ہر غلط تفسیر کو کلام خود جھوٹا ثابت کریگا۔ جنہوں نے خدا کے کلام کے پیچھے سوالیہ نشانات لگانے کا خیال کیا ہے انکو یہ سمجھ لینا چاہئیے کہ بالآخر ہر بات خدا کے کلام کے مطابق وقوع میں آئیگی۔

یہ یسوع یا رسول نہیں تھے جنہوں نے غلطیاں کیں بلکہ وہ اندھے نکتہ چین تھے جن سے کلیسیائی تواریخ میں غلطیاں سرزد ہوئیں۔ اس وقت بھی وہ ان لوگوں کا حوالہ دیتے ہیں جو اسی قسم کے فریب کا شکار ہوئے اور ان ہی کی

باتوں کو دہرایا جا رہا ہے۔ یوں وہ خدا کی نجات کے منصوبے کے بارے میں اپنی لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ جب اس کو تاریخی نکتہ نگاہ سے پرکھا جاتا ہے تو وہ دیکھ سکتے ہیں کہ مسیحیت میں بالخصوص عالمگیر کلیسیا میں غلط باتیں کس طرح ابھریں۔ لیکن جب خدا کے کلام اور اس کی بادشاہی کی بات آتی ہے تو ان کے پاس اسکو سمجھنے کا مکاشفہ نہیں ہے۔ اس معاملہ میں بائیبل کو ماننے والے مسیحیوں کی حیثیت سے ہم خاموش نہیں رہ سکتے۔ جن لوگوں کی پاک کلام اور اس کے اندر خدا کے پوشیدہ اور منکشف منصوبے تک رسائی نہیں وہ اپنی لاعلمی کو اپنے سوالیہ نشانوں سے ثابت کرتے ہیں۔ وہ ان باتوں کا ذکر کرتے ہیں جنہیں وہ جھوٹ اور متضاد سمجھتے ہیں۔ وہ ایسا صرف اس وقت کرتے ہیں جب وہ کلام کی ذاتی تفسیر کرتے ہیں۔

یسوع مسیح کے وجود کے لئے کسی تاریخی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ وہ تاریخ انسانی کا مرکزی نکتہ ہے۔ اس کا ذکر تاریخ دانوں نے کیا ہو یا نہ۔ ہماری بحث کا اسکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ چونکہ نبیوں اور رسولوں کو اسے براہ راست لکھنے کا حکم ملا اس لئے انہوں نے اسے لکھا۔ ہمارا ان پر ایمان ہے اور یہی کافی ہے۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں ان لوگوں کی اطلاع پر ایمان رکھتا ہوں جو مافوق الفطرت باتیں وقوع میں آتے وقت موجود تھے۔ یسوع مسیح کی پیدائیش سے لیکر آسمان پر اٹھائے جانے کے وقت تک آنکھوں سے دیکھنے اور کانوں سے سننے والے گواہ موجود تھے۔ لیکن جیسا کہ اب ہے وہ ماضی میں تھے۔ جب خدا زمین پر کوئی مافوق الفطرت کام کرتا ہے تو لوگ اس کا یقین اس لئے نہیں کرتے کہ وہ ان کی منظم کلیسیا اور مذہب کے درمیان نہیں ہوا۔ کلیسیائی عہدہ داروں کو اس کا کوئی علم نہیں۔ جو لوگ ایمان لا سکتے ہیں ان کے لئے کلام میں سب باتوں کی گواہیاں موجود ہیں اور انکو ان جھوٹے گواہوں کو سننے کی کوئی ضرورت نہیں جو بہت دیر کے بعد منظر پر ظاہر ہوئے کہ ان کے پاس بھی کچھ موجود ہے۔ کسی کو ایسے لوگوں کی بات سننے کی ضرورت نہیں۔

اگر نکتہ چینی کرنے والے کلیسیائی مورخ غلط اور جوڑ توڑ کرنے والے ایمان کے بارے میں لکھتے ہیں تو یہ ممکن نہیں کہ وہ اصلی کلیسیا یا اعمال کی کتاب کا حوالہ دے سکیں۔ ملی جلی جھوٹی تعلیم اور پیغام ایسے ہیں جن کا کلام مقدس کے اندر کوئی وجود نہیں اس لئے وہ اس کے ساتھ میل نہیں کھا سکتے۔ ان کی اختراع بعد میں کی گئی۔

# دوسرا باب
# اصلی مسیحیت اور بعد کے دور

تاریخ دانوں نے مسیحت کے آغاز کے بعد کلیسیائی تاریخ میں رونما ہونیوالے زمانوں کا مفصل ذکر کیا ہے۔ زیرنظر تشریح کے اندر ہم ان کا مختصر بیان کریں گے۔ ہر کلیسیائی زمانے کی حد مندرجہ ذیل طریقے سے متعین کی جا سکتی ہے۔
کلیسیا کے آغاز کا زمانہ تقریباً ایک صدی کے گرد محیط ہے۔ اسکے بعد کے وقت کو رسولی زمانے کے بعد کا زمانہ کہا جاتا ہے جو سن ۳۲۵ء میں نقایاہ کی کونسل تک چلا۔ اس میں کلیسیائی ڈھانچے میں مختلف نشوونما ہوئی۔ رسولی کلیسیا کے بعد کے اسی دور میں رومی کلیسیا سرکاری کلیسیا بنی۔ اس کے بعد تاریک زمانہ تھا۔ کلیسیا کے نئے آغاز کا اصلاحی زمانہ فل گاسپل (پوری خوشخبری) کا تعارف اور مسیح کی واپسی سے قبل کلیسیا کو اس کی اصلی حالت پر واپس لانے کے زمانے سے شروع ہوا۔ فی الواقعہ پہلی کلیسیا کی تاریخی دستاویزات نے کسی واضع تصویر کو پیش نہیں کیا بہت سے لوگوں نے بعض باتوں کا ذکر کرتے ہوئے محض اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جبکہ بعض نے بزرگان دین کے روائیتی قصے پیش کئے ہیں۔ ان میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے سوچا کہ یہ باتیں درست ہیں۔ یہ بھی ایک واضع حقیقت ہے کہ کیتھولک نما تحریریں پروٹسٹنٹ لوگوں سے مختلف ہیں۔ تاہم مختلف زمانوں کی حتمی تصویرکشی اور جو کچھ ان میں ہوا ان کا اس اصلیت کے ساتھ جو ابتدا میں تھی مقابلہ کرنا بہت ضروری ہے۔
رسولی تعلیم کو ہم نے صرف رسولوں سے ہی حاصل کیا ہے۔ ایک کتاب جس کا نام بارہ رسولوں کی تعلیم ہے اور جو ایک کیتھولک خانقاہ میں پائی گئی اس پر سن ۸۰ تا ۱۲۰ء کی فرضی تاریخ ڈالدی گئی جبکہ اسکا خداوند کے رسولوں کے ساتھ کوئی واسطہ ہے نہ تعلق۔ یہی حال نام نہاد رسولی عقیدے کا بھی ہے جسے رسولوں کے تین سو سال بعد وجود میں لایا گیا اور کئی مجالس میں ترتیب دیا گیا

یقیناً اس کو رسولوں کے ساتھ منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح غیر ارادی طور پر جھوٹی باتوں نے اندر رینگنا شروع کر دیا۔ اصلی تعلیم صرف اعمال کی کتاب اور نئے عہد نامے کے رسولوں کے خطوط میں پائی جاتی ہے۔ رسول ایسے لوگ تھے جنہوں نے خداوند سے براہ راست کلام سنا اور جو کچھ انہوں نے سنا اسے اسکے حکم سے ہم تک پہنچایا۔ نئے عہد نامے کی کلیسیا نے خدا کا خالص اور اصلی کلام جس پر اس کی مہر ہے صرف رسولوں ہی سے حاصل کیا پولس کو بڑے مافوق الفطرت طریقے سے بلایا گیا۔ اسے ایک خاص ہتھیار بنانے کے لئے چنا اور خداوند کے رسولوں کے ساتھ رکھا گیا۔ وہ یہ کہہ سکتا تھا کہ اسے براہ راست خدمت کرنے کا حکم ملا۔ بدیں وجہ وہ یہ بیان دے سکتا تھا کہ "یہ بات مجھے خداوند سے پہنچی اور میں نے تم کو بھی پہنچا دی! (۱۔کرنتھیوں۔۱۱/۲۳) اسی نے سب سے زیادہ خطوط لکھے جو ٹھیک ایک سو ابواب اور دو ہزار تین سو پینتیس آیات پر مشتمل ہیں۔ جبکہ پطرس رسول نے صرف ۱۶۶ آیات پر مشتمل آٹھ ابواب لکھے۔ پولس نے خوشخبری کو اسی طرح حاصل کیا جس طرح نبیوں نے خدا کا کلام الٰہی مکاشفہ کے ذریعے حاصل کیا۔ (گلتیوں۔۱۔۱۱۔۱۲) یہی وجہ ہے کہ اس نے جو تنبیہ کی وہ گودے سے گزر کر اندر پہنچتی ہے کہ "اگر ہم یا آسمان کا کوئی فرشتہ بھی اس خوشخبری کے سوا جو ہم نے تمہیں سنائی کوئی اور خوشخبری تمہیں سنائے تو ملعون ہو۔ (گلتیوں۔۱۔۸) جو کچھ اس اصلی خوش خبری کے ساتھ نہیں ملتا جسکی اس کے اصل رسولوں نے منادی کی وہ لعنت کے تحت ہے۔ اگر ہم اسکو اس طرح دیکھ سکیں تو ہم اس حقیقت کا سامنا کریں گے کہ ایک ایسی مسیحیت بھی ہے جو جھوٹی اور لعنت کے نیچے ہے۔ یہ وہی ہو سکتی ہے جس کو اس وقت کے نکتہ چین دیکھ رہے تھے۔

اناجیل کے چاروں مصنفین نے نجات دہندہ کی گواہی دی۔ انہوں نے اس کی زندگی۔ اس کی خدمت بلکہ اس کی پیدائش سے لیکر اس کی موت۔ جی اٹھنے اور اس کے آسمان پر اٹھائے جانے تک سب کچھ بیان کیا۔ متی مرقس اور لوقا نے اس کا مکمل خاکہ اور تصویر پیش کی ہے جب کہ یوحنا نے نہ بیت الحم کا ذکر کیا اور نہ اسکے نسب نامے کا بلکہ وہ براہ راست بلندیوں پر پرواز کرتے ہوئے

پہلے باب کی پہلی آئت میں بتاتا ہے کہ اصل میں مسیح کون تھا۔ چاروں اناجیل زمین پر نجات کی تکمیل کے کام کا ذکر کرتے ہیں۔ خدا نے مسیح میں ہو کر دنیا کے ساتھ میل کر لیا۔ یہ تاریخی شہادتیں شخصی طور پر دیکھنے اور سننے والے گواہوں کے ذریعے پایۂ ثبوت کو پہنچیں۔ (۲۔پطرس۔۱۔۱۶/۱۔۱۸ و ۱۔یوحنا۔۱/۱۔۳)

اعمال کی کتاب ہمیں یہ بتاتی ہے کہ اصلی کلیسیا کس طرح روح القدس کے نزول کے ساتھ مافوق الفطرت طریقے سے وجود میں آئی۔ دوسرا باب) یہ ایک ایسا منظر تھا جو ٹھیک آسمان سے نازل ہوا۔ روح القدس سے معمور پطرس رسول نے اپنے پہلے وعظ میں خدا کی طرف رجوع لانے والوں کے ساتھ خدا کے حکم سے کلام کیا۔ اس میں اس نے توبہ کی ضرورت اور اعمال ۲/۳۸ کے مطابق بائیبلی بپتسمے کے علاوہ روح القدس کے بپتسمے کو اسی طرح حاصل کرنیکے لئے کہا جس طرح ایک سو بیس نے حاصل کیا۔ اس نے اعلان کیا کہ یہ وعدہ تم اور تمہاری اولاد اور ان سب دور کے لوگوں سے بھی ہے جنکو خداوند ہمارا خدا اپنے پاس بلائے گا۔ (اعمال۔۲/۳۹) جو لوگ ایمان لاتے ہیں انہیں خدا خود بچاتا اور کلیسیا میں شامل کرتا ہے۔ (اعمال۔۲/۴۷)

اصلی کلیسیا ان مرد و خواتین پر مشتمل تھی جنہیں خدا کے ساتھ شخصی تجربہ تھا۔ جو لوگ ایمان لا کر بپتسمہ لیتے ان کو مافوق الفطرت طریقے سے روح القدس کا بپتسمہ دے کر مسیح کے بدن میں بھی شامل کیا جاتا تھا۔ (۱۔کرنتھیوں۔۱۲/۱۳) اسی کے اندر روح کی نعمتیں کام کرتی ہیں۔ (۱۔کرنتھیوں۔۱۲ تا ۱۴ واں باب۔ اس کے ساتھ ہی روح کا پھل بھی ملتا ہے۔ گلتیوں۔۵/۲۲۔۲۳۔ جس طرح خدا مسیح میں تھا اور اس نے اپنے بدن کے اندر رہ کر جو کچھ چاہا وہ کیا اسی طرح نجات یافتہ لوگوں پر مشتمل اصلی کلیسیا بھی خداوند کا بدن ہے۔ (۱۔کرنتھیوں۔۱۲/۱۲) چونکہ وہ اسکا سر ہے۔ (کلسیوں۔۱/۱۸) اس لئے کلیسیا کے ذریعے وہ اس خدمت کو جاری رکھ سکتا ہے۔ اس نے فرمایا کہ جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اسی طرح میں بھی تمہیں بھیجتا ہوں۔ (یوحنا۔۲۰/۲۱) چونکہ اس حکم کے ذریعے اس نے بہت سے کاموں کو سرانجام دینا تھا اس لئے اس نے اس میں رسولوں۔ نبیوں۔ استادوں۔ چرواہوں اور مبشروں کو رکھا۔ (افسیوں۔۴/۱۱)

اصلی کلیسیا کے اندر بلند مرتبہ لوگ نہ ہوا کرتے تھے بلکہ ایسے مرد خدا ہوا کرتے تھے جنکو بڑی اعلیٰ خدمت کے لئے بلایا گیا اور انہوں نے بڑے وقار کے ساتھ روح القدس

کی رہنمائی میں خدا اور اسکے لوگوں کی خدمت کی۔ اصل کلیسیا کسی فادر یا پادری
کے عہدے سے واقف نہ تھی بلکہ نجات یافتہ لوگوں کی ساری جماعت جو نئے سرے
سے پیدا ہونے کا تجربہ رکھتی تھی باہم ملکر ایک برگزیدہ نسل اور شاہی کاہنوں کا فرقہ تھی
(۱۔پطرس۔۲/۹ و مکاشفہ۔۱/۶) جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے پانچ خدمتیں پوری عالمگیر
کلیسیا کو دی گئی ہیں نہ کہ کسی مقامی جماعت کو۔ اعلیٰ درجے کی مقامی کلیسیاؤں میں بزرگوں
کی بھی ذمہ داری ہوا کرتی تھی۔ ان میں جن لوگوں نے قیادت سنبھالی انکو نگہبان یا
بشپ کہا گیا۔ ان کا شادی شدہ ہونا بہت ضروری تھا (۱۔ تمتھیس۔۳/۱۔۷۔ و ططس۔۱/
۵۔۸) ایسی مقامی کلیسیائیں بھی تھیں جن میں ایک سے زیادہ نگہبان (بشپ) ہوا کرتے تھے
۔ میرا مطلب ہے کہ ایک مقامی کلیسیا کے اندر کم از کم دو رہنما نگہبان ہوا کرتے تھے۔
فلپیوں۔۱/۱ یہ بات یعقوب۔۵/۱۴ کے ان الفاظ کے ساتھ اتفاق کرتی ہے کہ اگر تم میں
کوئی بیمار ہو تو کلیسیا کے بزرگوں کو بلائے کہ وہ اسکے لئے دعا کریں۔ جب پولس اور برنباس
یروشلیم گئے تو وہاں ان کو کلیسیا۔ رسول اور بزرگ خوشی کے ساتھ ملے اعمال۔۱۵/۴
اصلی کلیسیا کے اندر اس قسم کا الٰہی ضابطہ موجود تھا۔

مقامی کلیسیا کی عملی دیکھ بھال کیلئے خادم ہوا کرتے تھے۔ انکا بھی شادی شدہ ہونا ضروری
تھا۔ (تمتھیس۔۳/۸۔۱۸) نگہبانوں اور خادموں کے لئے شادی شدہ ہونے کی شرط اس
لئے رکھی گئی تھی کہ وہ مقامی کلیسیا کے اندر پیدا ہونیوالے خاندانی مسائل اپنے ذاتی
تجربے کی بنا پر حل کرسکیں۔ نئے عہد نامہ کی کلیسیا بشپ یا نگہبان کے اس عہدے سے واقف
نہیں تھی جسکا آجکل بعض کلیسیاؤں میں مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ ۱۔ تمتھیس۔۳/۱۵ کے مطابق
ایمانداروں کی جماعت خدا کا گھر یعنی زندہ خدا کی کلیسیا اور حق کا ستون اور بنیاد ہے۔
گویا یہ بنیاد بھی ہے اور حق کا ستون بھی۔ اس کے اندر ذاتی تفاسیر اور جھوٹی باتوں کے
لئے کوئی جگہ نہیں۔ اصلی کلیسیا زمین پر خدا کی سکونت گاہ ہے۔ اور اسی کے ذریعے اسکی مرضی
جس طرح آسمان پر پوری ہوتی ہے ویسے ہی زمین پر بھی پوری ہوتی ہے۔

نئے عہد نامے کی ابتدائی کلیسیا کے اندر حقیقی خوشخبری۔ حقیقی تعلیم اور رسولی عمل موجود
تھا۔ اصلی کلیسیا یسوع مسیح کی زندگی کا رنگ حاصل کرچکی تھی اس لئے وہ پاک روح
کی رہنمائی میں چل کر ایک منظم بدن تھی نہ کہ کوئی منظم تنظیم۔

کچھ عرصے کے بعد پولس اور دیگر رسولوں کو بدعتوں اور فریب کاروں کے ساتھ بھی نمٹنا

پڑا۔ کثرت الوجود کی نشونما کے علاوہ دیگر مختلف رہنمائیوں نے بھی ساتھ ساتھ بھاگنا شروع کر دیا۔ لیکن ایمانداروں کی ایک ایسی جماعت ہمیشہ موجود رہی جو اصلی کلام۔ اصلی خوشخبری اور اصلی تعلیم کے ساتھ کھڑی رہی اور جو کچھ رسولوں نے شروع کیا اسی پر عمل پیرا ہوتی رہی۔ مقدس یوحنا رسول نے بھی ان مختلف راہوں کا ذکر کیا ہے جن پر لوگوں نے چلنا شروع کر دیا۔ وہ لکھتا ہے کہ "ہم خدا سے ہیں۔ جو خدا کو جانتا ہے وہ ہماری سنتا ہے۔ جو خدا سے نہیں وہ ہماری نہیں سنتا۔ اسی سے ہم حق کی روح اور گمراہی کی روح کو پہچان لیتے ہیں" ۱۔ یوحنا۔ ۴/۶

علاوہ ازیں۔ اس وقت خدا کے کلام کی شخصی تفسیریں کر کے ایک ایسی ملی جلی تعلیم رائج کر دی گئی جو بعد میں ایک باضابطہ تعلیم بن گئی۔ ایسے لوگوں کو خدا کا کلام جھوٹے بھائی کہتا ہے۔ یہ بغیر بلاہٹ کے چوری چھپے اندر داخل ہو چکے تھے۔ پولس اس کے بارے میں بڑی واضح بات کرتا ہے کہ "یہ ان جھوٹے بھائیوں کے سبب سے ہوا جو چھپ کر داخل ہو گئے تھے اور چوری سے گھس آئے تھے تاکہ اس آزادی کو جو ہمیں مسیح یسوع میں حاصل ہے جاسوسوں کے طور پر دریافت کر کے ہمیں غلامی میں لائیں" گلتیوں۔ ۲/۴۔ یہ وہ لوگ تھے جو دوسرے یسوع کی منادی کرتے تھے اور انہوں نے کوئی اور روح پارکھی تھی اور وہ دوسری خوشخبری کی منادی کرتے تھے۔ ۲۔ کرنتھیوں۔ ۱۱/۴۔ پطرس نے ان جھوٹے استادوں کا ذکر کیا ہے جو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنے والی بدعتیں نکالیں گے۔ ۲۔ پطرس۔ ۲/۱۔ ۳۔ یہوداہ نے بھی مختلف مسیحی راستوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ "ان پر افسوس کہ یہ قائین کی راہ پر چلے اور مزدوری کے لئے بڑی حرص سے بلعام کی سی گمراہی اختیار کی اور قورح کی طرح مخالفت کر کے ہلاک ہوئے" یہوداہ۔ گیارویں آئیت۔

جھوٹے بھائیوں نے دغا بازی کو متعارف کرایا اور جو لوگ الٹی طرف چلنے لگے انہوں نے اپنی جماعتوں کو بھی اپنے پیچھے لگا لیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مختلف روحانی سمتیں وجود میں آگئیں۔

جب یہ گروہ زیادہ منحرف ہونے لگا تو یوحنا نے مخالف مسیح کی تحریک کا آغاز دیکھا۔ مخالف کا مطلب ہے برخلاف یا برعکس۔ ہر وہ بات جو مسیح اور اس کے کلام کے برعکس ہے اسے مخالف مسیح کہا جانا چاہیئے۔ اسکے بارے میں وہ لکھتا ہے کہ "وہ نکلے تو ہم

میں سے مگر ہم میں سے تھے نہیں۔ اس لئے کہ اگر ہم میں سے ہوتے تو ہمارے ساتھ رہتے۔ لیکن نکل اس لئے گئے کہ یہ ظاہر ہو کہ وہ سب ہم میں سے نہیں ہیں۔ ۱۔ یوحنا۔ ۱۹/۲۔ پولس رسول نے بھی مندرجہ ذیل بیان میں واضح الفاظ میں آگاہ کیا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ میرے جانے کے بعد پھاڑنے والے بھیڑیئے تم میں آئیں گے جنہیں گلہ پر کچھ ترس نہ آئے گا۔ (اعمال۔ ۲۰/۲۹) مکاشفہ کے دوسرے باب کی دوسری آئت میں یوحنا رسول یوں لکھتا ہے کہ... اور جو اپنے آپکو رسول کہتے ہیں اور ہے نہیں تو نے انکو آزما کر جھوٹا پایا۔ آخر جو لوگ رسول ہونے کا دعوی کرتے تھے انہوں نے ان کا کس طرح امتحان لیا؟ کلام کے ذریعے۔ انہوں نے اس بات کا جائزہ لیا کہ انکی منادی پطرس اور پولس کے ساتھ ملتی ہے یا نہیں۔ امتحان ہمیشہ رسولوں کی منادی اور عمل کے ساتھ لینا چاہیئے۔ صرف یہی ایک ناپنے کا گز ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سچائی کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے؟ یہ ابتدائی مسیحی زمانے میں ہی شروع ہو چکا تھا۔

بائبل کے حوالوں سے یہ پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے کہ خداوند یسوع مسیح کی اصلی کلیسیا کے مقابلے میں جھوٹی رہنمائیوں نے بھی اپنے آپکو منظم کرنا شروع کر دیا تھا۔ پہلی مسیحی صدی کے خاتمے کے بعد مختلف تعلیمیں اور آمیزش شروع ہو چکی تھی۔ ایک گروہ بلعام کی تعلیم کو مانتا تھا جبکہ دوسرا نیکلیوں کی تعلیم کو قبول کر چکا تھا۔ کچھ لوگ اس عورت کی سن رہے تھے جو اپنے آپ کو نبیہ کہتی تھی۔ (مکاشفہ۔ ۲/۲۰) یوں جس طرح کلیسیائی تواریخ تصدیق کرتی ہے یہ سلسلہ آگے ہی آگے بڑھتا رہا۔

یہ جاننے کے لئے کہ رسولوں کی خالص اور سچی تعلیم کونسی تھی وہ مقدس صحیفوں کے اندر بڑی صفائی کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی مختلف تعلیمیں جو جھوٹے خادموں نے متعارف کرائیں ان کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ یہ للکار کہ سب چیزوں کو آزماؤ جو بہتر ہے اسے مضبوطی کے ساتھ تھامے رہو۔ آج بھی اتنی اہمیت کی حامل ہے۔ بہت لوگوں نے اپنی تعلیم کا جائزہ لئے بغیر ہی اسے بخشش کے طور پر قبول کر رکھا ہے۔ جبکہ کچھ لوگ اپنا جائزہ تو لیتے ہیں لیکن ان کا جائیزہ ان کے اپنے نکتہ نگاہ سے ہوتا ہے۔ یوں وہ اس بات کو بالکل نظرانداز کر دیتے ہیں۔ ہر بات کو خدا کے کلام کی پوری گواہی کی رسی کے ساتھ ہی ناپنا چاہیئے۔

اس کے بعد آنے والی صدیوں میں ان تمام گروہوں نے زندہ خدا کی کلیسیا کے ساتھ

جس نے ہمیشہ اس تعلیم کو مانا جو خداوند یسوع اور اس کے رسولوں نے دی بڑھنا شروع کر دیا۔ جو تحریکیں خدا کے کلام سے منحرف ہو گئیں انہوں نے زیادہ شہرت حاصل کر لی۔ تنگ راستے کو چوڑا اور دروازے کو کشادہ کر دیا گیا۔ ان میں سے ہر ایک تحریک کا مدعا آجکل کی طرح زیادہ سے زیادہ ممبر بنانا تھا۔ لیکن یسوع مسیح کی کلیسیا کے لئے لوقا۔ ۱۲/۳۲ کا وعدہ ہمیشہ قائم ہے کہ اے چھوٹے گلے نہ ڈر کیونکہ تمہارے باپ کو پسند آیا کہ تمہیں بادشاہی دے۔ جن لوگوں کا تعلق چھوٹے گلے کے ساتھ ہے وہ صرف اس اچھے چرواہے کی آواز کو سنیں گے جس نے بھیڑوں کی خاطر اپنی جان دی ہے۔ وہ صرف اس کے کلام کو سنیں گے۔ یہ کلیسیا۔ ہر زمانے کی باہر نکالی ہوئی کلیسیا۔ چھوٹا گلہ ہے جو دنیا سے سمجھوتہ کئے بغیر اچھے چرواہے کی آواز سنے گا۔

رسولی زمانے کے بعد سن ۱۵۵ عیسوی میں پولیکارپ جو یوحنا رسول کو جانتا اور اس کے ساتھ رہا تھا اور اس کے بعد سن ۲۰۲ عیسوی میں ارینیئس کو جو پولیکارپ کا شاگرد تھا حقیقی ایمان کی اچھی لڑائی لڑنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی انکی تعلیم کا بغور جائزہ لے تو اس نتیجے پر پہنچنا مشکل نہیں کہ رسولوں کی خالص اور اصلی تعلیم اور ایمان ان کے پاس بھی پوری طرح نہ تھا۔ غرضیکہ الہی نظام کی سیڑھی سے ایک قدم نیچے اتر کر دنیاوی تنظیم بنانے کا ثبوت اسی زمانے میں موجود ہے۔ ۳۲۵ عیسوی میں منعقد ہونے والی نقایاہ کی کونسل تک جو ترقی ہوئی اس میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ لہٰذا ہر برائے نام مسیحیت کی اکثریت نے کانسٹنٹائن کے برسر اقتدار آنے تک اپنے آپکو منظم کر لیا اور یہ رومی حکومت میں ایک زبردست طاقت کے طور پر ابھری۔ برائے نام مسیحی ایمان کو ایک نیا فلسفی رنگ دے دیا گیا۔ اصلی ایمان کو ضائع کرنیکے لئے مشرقی ایمان میں یونانی خیالات ملا دئے گئے۔ یوں برائے نام مسیحیت میں بحث شروع ہو گئی اور زندگی کے درخت کو نیک و بد کی پہچان کے درخت میں تبدیل کر دیا گیا۔

---

# تیسرا باب

## المناک آغاز مصیبت کا منبع

جب تک خوشخبری یہودیوں کی سرزمین تک محدود رہی اسوقت تک کلیسیائیں صرف یہودی لوگوں ہی کی تھیں اس لئے ان میں الوہیت کے بارے میں کوئی بحث و تمحیص نہ تھی۔ اسوقت صرف رومی۔ یونانی خیالات اور بت پرستوں کے دیوی دیوتاؤں کے بارے میں سوچ و بچار کیا جاتا تھا۔ روحانی اور انبیانہ تصور جو پرانے عہد نامے کو گھیرے ہوئے تھا نئے عہد کی ایک حقیقت بنا زیادہ سے زیادہ معدوم ہونے لگا۔ گو اس کے بارے میں ترطولین نے خاصی زوردار آواز کے ساتھ کہا کہ۔ پرانا اور نیا عہد نامہ ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہے اور پیشنگوییاں پرانے اور نئے عہد نامے کے باہمی ربط کو قائم کرتی ہیں۔ (ایف۔ ہاؤس کی کتاب Vater der Christenheit page 20 جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے۔ مسیحی دنیا کو قدم بہ قدم یہودیوں کی بنیاد سے ہٹا کر بت پرستوں کی سوچ پر لگا دیا گیا۔ یہ سب کچھ رسولوں اور ان کے بعد کے زمانے سے بالکل مختلف تھا۔ پھر پرانے عہد نامے کو نئے عہد نامے کے کچھ حوالوں کے ساتھ منسلک کر کے یہودیوں کے خلاف استعمال کیا جانے لگا۔ جبکہ دوسری صدی میں روحانی طور پر اندھے لیڈروں نے جن کا رومی بادشاہوں کے ساتھ لگ لگاؤ تھا یہودیت کے خلاف باضابطہ مہم شروع کر دی۔ چونکہ تمام عربی نسل سم کی اولاد ہے اس لئے سم کی مخالف نسل کو یہودیوں کے ساتھ ہی منسوب کرنا مناسب نہیں۔

رومی قیصر قسطنطین نے ایک بہت کارآمد ترکیب استعمال کرتے ہوئے اپنے آپکو ایک طرف تو برگشتہ مسیحیت کا مددگار بنالیا دوسری طرف اس نے بت پرستوں کے ساتھ بھی مکمل رابطہ نہ توڑا۔ اس نے بت پرستوں کے مندروں کو تعمیر کرنے کے لئے بھی مالی مدد کی اور مسیحی گرجوں کو بھی کھڑا کیا۔ جبکہ سن ۳۱۵ عیسوی میں وہ یہودیت قبول کرنے والوں کے لئے کڑی سزا کا قانون بھی نافذ کر چکا تھا۔ جن یہودیوں نے دیگر لوگوں کو یہودیت میں داخل کیا انکو اور تبدیل ہونے والے مسیحوں کو موت کی سزا حاصل کرنی پڑی۔ ۳۲۱ عیسوی میں حکم جاری ہوا کہ اتوار کے دن کو ریاستی تعطیل کے طور پر تسلیم کیا جائے۔ لیکن بات یہیں ختم نہ ہوئی۔

قسطنطین نے اس نے یہودیوں کو خوفزدہ کر کے سبت کی جگہ اتوار منانے پر مجبور کیا۔ صرف اسی بات کا ڈھنڈورہ پیٹا جس کا اس وقت کے بشپ پہلے ہی فیصلہ کر چکے تھے۔ نقایہ کی مجلس میں اریس اور اتھناسیس دو مکرر تھے۔ ان کے بیانات اور کاغذات کو کلیسیائی تواریخ میں خوب کھنگالا گیا ہے۔ بظاہر آریس کو مسیح کے بارے میں کوئی واقفیت نہ تھی جبکہ اتھناسیس نے بڑی آزادی کے ساتھ گواہی دی کہ یسوع میں خدا خود ہم پر ظاہر ہوا۔ خدا نے خود اپنے آپکو ہم پر عیاں کیا اور ہمیں چھڑایا۔ اسی کے اندر ہم باپ کو بذات خود پاتے ہیں۔ گویا خدا نے یسوع میں ہو کر ہمیں چھڑایا ہے۔ دیکھئے کے۔ ڈی۔ شمیٹ کی کتاب۔ Grundriss der Kirchengeschichte p.98

اس وقت تک رومی کلیسیا منظم ہو چکی تھی۔ نقایہ کی مجلس تک لوگ کسی پوپ یا کارڈینل سے واقف نہ تھے۔ نیز اس وقت تک ایسا کوئی رومن بشپ بھی نہ تھا جس نے اپنی فضیلت کا دعوی کیا ہو۔ اس سلسلے میں کلیسیائی تواریخ کے کچھ حصے کو پچھلی تاریخیں دینے کے علاوہ اس میں بڑی سنجیدگی کے ساتھ جوڑ توڑ کیا گیا۔ یہ قسطنطین ہی تھا جس نے نقایہ کی مجلس فراہم کی۔ وہ خود ہی اس کا میزبان بھی تھا اور چیئرمین بھی۔ اس کا مدعا یہ تھا کہ کلیسیا کے کئی ٹکڑوں کو باہم متحد کیا جائے تاکہ وہ اس کی ریاست کی خدمت کر سکیں۔ یوں ریاست اور کلیسیا آپس میں متحد ہو گئیں اور ریاستی کلیسیا وجود میں آ گئی۔ ۳۸۰ عیسوی میں تھیوڈوسیس اعظم اور گراشین نے عام مذہبی آزادی کا خاتمہ کر دیا۔ ۳۸۱ میں منعقد ہونیوالی کلیسیائی کونسل میں بشپ صاحبان نے متفقہ طور پر قیصر تھیوڈوسیس اول کے اس حکم کی منظوری دے دی جو اس نے ماہ فروری سن ۳۸۰ کو جاری کیا تھا۔ اس میں تمام رومی باشندوں کو کہا گیا کہ وہ مسیحوں کے اس تثلیثی ایمان کی پیروی کریں جو ۳۲۵ء میں نقایہ کونسل نے تیار کیا ہے۔ تثلیثی ایمان جو خدا باپ۔ بیٹے اور روح القدس کی تثلیث پر مبنی ہے تمام مسیحوں کا جزو ایمان ہے۔ یوں یہ مذہب ریاست کا مددگار بن گیا۔ بی۔ ہیر نبرگ chronik der Menschheit P212

قسطنطنیہ میں منعقد ہونیوالی دوسری کلیسیائی کونسل میں نیسہ کا گریگری اہم لوگوں میں سے ایک تھا۔ اس نے نقایہ کے عقیدے کو تحفظ دیا اور تثلیث کی تعلیم کو باضابطہ نافذ کر دیا۔ ملاحظہ کریں۔ بی ہیر نبرگ کی مندرجہ بالا کتاب صفحہ نمبر ۲۱۴۔ اسکے بعد ہر ایک شہری کو

بی ہر نبرگ کی مندرجہ بالا کتاب صفحہ ۲۱۴۔ اس کے بعد ہر ایک شہری آرتھوڈکس مسیحی ہونیکا پابند کر دیا گیا۔ بت پرستی اور مسیحی عقیدے کے خلاف باتیں کرنا قابل تعزیر جرم قرار دے دیا گیا۔ ( Grundriss der Kirchengeschichte page.83. جو لوگ اپنے ضمیر کی آواز کے خلاف اس حکم کی پیروی کرنے سے باز رہے اور انہوں نے ریاستی کلیسیا کا ممبر بننا پسند نہ کیا ان پر ملحد ہونیکا ٹھپہ لگا دیا گیا۔ اسکے بعد اس ریاستی مسیحی کلیسیا نے بائبل کے ماننے والی کلیسیاؤں پر ظلم ڈھانا شروع کر دیا۔

سن ۴۴۰ سے لیکر سن ۴۶۱ عیسوی تک پوپ لیو اعظم کے زیر سایہ عالمگیر کلیسیا نے بہت ترقی کی۔ بہت سے تاریخ دانوں کی رائے کے مطابق اس کو پہلا پوپ تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن پاپاؤں کے بارے میں ہرڈرکی لکھی ہوئی فہرست نمبر ۲۴۶ میں پوپ پال پنجم سمیت جن پاپاؤں کا نام لکھا گیا ہے ان میں پوپ لیو اول ۴۵ ویں نمبر پر آتا ہے۔ اس سرکاری کتاب میں پہلے پندرہ پاپاؤں کے بعد سوالیہ نشانات پائے جاتے ہیں کہ اس فہرست کے مطابق ان میں سے پطرس کونسا تھا۔ پروٹسٹنٹ تاریخ دانوں کی ایک بہت بڑی تعداد چوالیس پاپاؤں کے بعد سوالیہ نشان لگاتی ہے۔ اس بات پر سبھی متفق ہیں کہ پاپائی تاریخ لیو اول کے ساتھ شروع ہوئی۔ (۴۵۱) میں منعقد ہونے والی چالسی ڈون کی مجلس میں اسے ذاتی طور پر مطمئین ہونا پڑا کہ اس سے بھی قسطنطنیہ کے بشپ کی طرح سلوک کیا جائے۔ تاہم اس وقت تک اسقف اعظم بننے کے تصور کا کچھ علم نہ تھا۔ لیکن اس نے نشوونما پانا شروع کر دیا تھا۔

اس ریاستی کلیسیا کے ادارے نے (سن ۵۲۷ - ۵۶۵) کے دوران قیصر جسٹن کے تحت اپنے آپ کو مکمل کیا۔ کاہنوں کو سرکاری عہدے دئے گئے۔ یہ بات نہائت واضح ہے کہ اس عالمگیر ریاستی کلیسیا کا خالق مسیح نہ تھا۔ یہ صرف ان سیاسی اور مذہبی لیڈروں کی وجہ سے ہوا جو رومی سلطنت کی خاطر تمام قوت کو یکجا کرنا چاہتے تھے۔ لیکن چوتھی اور پانچویں صدی سے ہم کلیسیا کو تاریخی طور پر دیکھ رہے ہیں۔ ایک طرف تو یسوع مسیح کی کلیسیا اور دوسری طرف وہ تمام جماعتیں ہیں جو حقیقی ایمان سے تجاوز کر کے اس عظیم کلیسیا کے ساتھ شریک ہو چکی ہیں۔ یوں اس عالمی بت پرست مسیحی کلیسیا کی المناک تاریخ نے اپنا راستہ بنایا۔

بشپ صاحبان کو سیاسی اور مذہبی اختیارات دیکر قابل تعظیم شخصیات بنا دیا گیا۔

چونکہ انکو روحانی باپ سمجھا جانے لگا اس لئے ان سب کا ایک ہی عہدہ تھا۔ حکومت کا دارالخلافہ روم تھا بدیں وجہ رومی بشپ باقاعدگی کے ساتھ عزت کا عہدہ قبول کرتے تھے۔ یہ پونٹی فیکس میکسی مس کے ساتھ شروع ہوا۔ یہ لقب پہلے بت پرستوں کے سردار کاہن۔ رومی حکومت کے قیصر اور قسطنطین استعمال کیا کرتے تھے۔ پاپائی کلیسیاؤں کی غلط نشوونما کی وجہ سے قوت اور خاص عہدے کے اختیار کو منوانے کی جنگ بھی جاری ہو گئی۔ سن ۱۲۹۴ تا ۱۳۰۲ عیسوی کے دوران بونی فائیٹیس کے وقت پوپ کے بارے میں یہ فتواہ جاری ہوا کہ۔ چونکہ زمین کی ساری آبادی پوپ کے ماتحت ہے اس لئے نجات حاصل کرنے کے لئے اس پر ایمان لانا بہت ضروری ہے۔ یہ بات سن ۱۰۷۳ تا ۱۰۸۵ عیسوی کے درمیان گریگری ہفتم نے بھی کہی کہ صرف رومی سردار کاہن کو ہی عالمگیر کہا جانا چاہیے ( H.Heinz,Zwischen Zeit und Ewigkeit page 176 ) یوں مسیحت اور مسیحی دنیا کو مسیح کے ساتھ شخصی تجربے اور رشتے پر زور دئے بغیر تسلیم کیا جانے لگا۔ لوگوں کے لئے صرف یہی کافی تھا کہ وہ اس بہت بڑے ادارے کے ممبر ہوں۔ مسیح اور خدا کے کلام سے اختیار لے کر اس ادارے اور اس کے نمائندوں کو دے دیا گیا۔ اب مسیح اپنی کلیسیا کا سر ہے جبکہ پوپ ہمیشہ اس عالمگیر کلیسیائی ادارے کا سر تسلیم کیا جاتا ہے۔

اس ریاستی کلیسیا میں لوگوں کو زبردستی بپتسمہ دیا جاتا اور بعد ازاں کسی کو اپنا ذاتی فیصلہ کرنے کے امکان کو ختم کر کے ہر نومولود کو پیدائش کے بعد انہی حقوق کا حقدار سمجھا جانے لگا۔ کلام کے برعکس اس بپتسمے کی مشق کے ذریعے لوگوں کو زبردستی ممبر بنانے کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔ یوں یہ عوامی کلیسیا کی اصل بنیاد بن گیا۔ علاوہ ازیں کلیسیائی ٹیکس کے نظام کو متعارف کرا کر اس کلیسیا کے مالی پہلو کو ایک وسیع اختیار کی گارنٹی دے دی گئی۔

اس ترقی کے برعکس خدا کے کلام سے دور ہو کر پہلے تو یہودیت سے تعلقات منقطع کر لئے بعد میں یہودی مسیحیوں سے بھی۔ تاہم معاملہ صرف یہیں ختم نہ ہوا بلکہ قبل ازیں سن ۱۶۷ عیسوی میں سمرنا کے بشپ جسٹن نے بہت ہی توہین آمیز بیانات جاری کئے جن کے ذریعے مسیحیوں کو خدا کے اسرائیل بنایا گیا اور یہودیوں کو ایسے مرتد قرار دیا گیا جنکا گرنا ضروری تھا۔ لیکن پولس رسول نے اس بات کو بالکل نئے انداز کے ساتھ دیکھا اور کہا کہ۔ نہ ختنہ کچھ چیز ہے نہ نامختونی بلکہ نئے سرے سے مخلوق ہونا۔ اور جتنے اس قاعدہ پر چلیں انہیں اور خدا کے اسرائیل کو اطمینان اور رحم حاصل ہوتا رہے۔ ( گلتیوں۔ ۶/۱۵۔۱۶ ) اس سلسلے میں پطرس رسول نے

بھی بڑا اہم بیان دیا ہے۔ کہ اب مجھے یقین ہو گیا کہ خدا کسی کا طرفدار نہیں۔ بلکہ ہر قوم میں جو اس سے ڈرتا اور راست بازی کرتا ہے وہ اس کو پسند آتا ہے۔ (اعمال۔ ۱۰/۴ ۳۵۔۲ یہودیوں کے بارے میں اس قسم تحقیری بیان پہلے ہی سرگرداں تھا جو بعد میں مزید جارہانہ شکل اختیار کر گیا۔ انطاکیہ کے بشپ اگنیٹیئس نے لوگوں کے ذہنوں میں مخالف یہودی خیالات کو بونا شروع کر دیا۔ پہلی صدیوں میں کلیسیا کے نمائندے جس مخالف یہودی اقرار کا ذکر کیا کرتے تھے وہ کلیسیائی تاریخ کے اندر بڑی اچھی طرح سے لکھا گیا ہے۔ وہ رومی کلیسیا کے منظم ہونے سے پہلے دس لاکھ سے زیادہ یہودیوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے ذمہ دار تھے۔ کاہنوں نے یہودیوں کو مسیح کے بلکہ خدا کے قاتل کہنے کا اختیار حاصل کر لیا۔ اس کے علاوہ بھی انہیں کئی باتوں کا مجرم ٹھہرا کر مختلف طریقوں سے قتل کر دیا گیا۔ یوں کلیسیا نے بذات خود خون نہ کرنے کے حکم کو مکمل طور پر منسوخ کر دیا۔

سن ۳۵۴ تا ۴۰۷ عیسوی کے دوران کلیسیا کے فادر کرائیشوش ٹامس جو یہودیوں کے دشمنوں میں ایک کینہ ور شخص تھا اس نے دکھایا کہ جس طرح ابلیس کے ساتھ رفاقت نہیں رکھی جا سکتی اسی طرح یہودیوں کے ساتھ بھی کوئی میل جول نہیں رکھا جا سکتا۔ وہ سوروں اور بکریوں سے بہتر نہیں۔ یہودی عبادت خانے نہ صرف تھیٹر ہیں بلکہ قحبہ خانے۔ ڈاکوؤں کی کھو۔ ناپاک جانوروں کی پناہ گاہ اور شیطان کی رہائش گاہیں ہیں۔ مسیحیوں کا کسی یہودی ڈاکٹر کے پاس جانے کی بجائے مرجانا بہتر ہے۔ تمام یہودیوں سے اس طرح منہ موڑا جائے جیسے وبا اور انسانی نسل کی وبائی مرض سے۔

K.Deschner, Kriminalgeschichte des christentums, vol.1. page 134.

سن ۴۴۴ میں سکندریہ کے رہنے والے سرل نامی ایک بزرگ نے یہودی سوالوں کا آخری حل پیش کیا۔ لیکن بیسویں صدی میں یہ آخری حل اپنی انتہائی بلندیوں تک پہنچ گیا ۔سپرئین۔طرطولین۔اتھانیسس۔ہیرونیمس۔نقایہ کا گریگری۔ایمبروسئیس۔اوگوسٹینیس ۔جسٹین اور دیگر بہتوں کے دل میں یہودیوں کے بارے میں اسقدر نفرت تھی کہ اسے خادموں اور عام لوگوں میں بھی بو دیا۔ یہودیوں کے خلاف یہ نعرہ اس سوچ کا ایک حصہ بن گیا کہ رومی سلطنت ہر چیز کی مالک ہے۔ یہودیوں پر یہ الزام لگایا گیا کہ ہر مصیبت کے

ذمے دار وہی ہیں۔ اس لئے ہر صورت میں ان کا مٹا یا جانا بہت ضروری ہے۔ اس کے بارے میں جو کچھ ہمارے خداوند نے فرمایا وہ یہودیوں اور مسیح کے پیرو کاروں کے لئے درست ہے کہ لوگ تم کو عبادت خانوں سے خارج کر دیں گے بلکہ وہ وقت آتا ہے کہ جو کوئی تم کو قتل کریگا وہ گمان کریگا کہ میں خدا کی خدمت کرتا ہوں۔ اور وہ اس لئے یہ کریں گے کہ انہوں نے نہ باپ کو جانا نہ مجھے۔ لیکن میں نے یہ باتیں اس لیے تم سے کہیں کہ جب انکا وقت آئے تو تمکو یاد آجائے کہ میں نے تم سے کہہ دیا تھا۔ . . (یوحنا ۔ ۱۶ / ۲ ۔ ۴)

بے شک جو قاتل ایسا کر رہے تھے انکی قائلیت تھی کہ وہ خدا کی خدمت کر رہے ہیں۔ تثلیثی ایمان کے مسیحوں کو یہودیوں کے توحید پرست نظریے سے آزاد کرایا گیا۔ علاوہ ازیں جن مسیحوں نے اپنے آپکو ریاستی مذہب کے تابع نہ کیا ان کو مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ انکے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ اس خونی نظام کا حصہ بن سکیں۔ وہ مسیح کی رفاقت میں قائم رہے۔ جہاں تک یہودیوں کے خلاف نفرت کا تعلق ہے اس سے عظیم اصلاح کار مارٹن لوتھر بھی چھٹکارہ حاصل نہ کر سکا۔ ایک راہب کی حیثیت سے یہ نظریہ اس کے خون اور گوشت میں رچ چکا تھا۔ جو کچھ لوتھر نے پندرہ فروری سن ۱۵۴۶ عیسوی کو یہودی ڈاکٹروں کے بارے میں کہا اسے پڑھ کر کوئی مشکل سے ہی یقین کر سکے گا کہ وہ اس قسم کی دوائیاں لکھ کر دیتے ہیں جن سے لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ H.J.Gamm, Das Judentum, page 64

یہودیوں کے خلاف نفرت صدیوں تک پھیلتی رہی اور ان کے خلاف سخت بیانات جاری ہوتے رہے۔ اس ظلم کو جائز قرار دینے کے لئے بعض اوقات کلام کے کچھ حوالوں کو بھی استعمال کیا گیا۔ جب یسوع نے بے ایمان یہودیوں کا ذکر کیا تو یہ اور بات تھی لیکن جب اس نے ایماندار یہودیوں کے بارے میں بات کی تو یہ فرق بات تھی۔ یہی بات تمام لوگوں اور قوموں کے لئے بھی ہے۔

ان تمام باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے کوئی اس عالمگیر کلیسیا سے پوچھ سکتا ہے کہ کیا اس کے اس کردار سے اس کے اپنے دعوے کے مطابق لوگوں کو نجات ملی یا یہودیوں۔ بت پرستوں اور مختلف نظریات کے حامل لوگوں کو بغیر رحم کے تباہی؟

عالمگیر کلیسیا تمام لڑائیوں ایذا رسانیوں اور جائیدادوں کو ضبط کرنے اور تاریک زمانوں تک جب یورپ کا تیسرا حصہ اس کے قبضہ میں تھا جرائم اور قتل و غارت گری کی ذمہ دار رہی ہے۔ زندہ اور مردہ لوگوں کی جائیدادیں اسی کے قبضہ میں ہیں۔ بادشاہوں۔ شہزادوں اور کسی با اختیار شخص کو اسکا سامنا کرنیکی جرات نہ ہوئی بلکہ ہر ایک اسکے ساتھ مل کر چلنے کا خواہاں تھا۔ ہابس برگ کے رہنے والے روڈولف نے سن ۱۲۸۶ عیسوی میں کہا کہ یہودی لوگ اپنی جائیدادوں اور زمینوں سمیت اس کے محل کا حصہ ہیں۔ (ایچ۔ جی۔ گام۔ Das Judentum p. 84.

پاپاؤں۔ بشپ صاحبان اور انکے تمام عملہ کی بار بار دہرائی ہوئی لعنتوں نے یہودیوں اور مختلف سوچ رکھنے والوں کے لئے بغیر رحم کئے رومن کلیسیا کی طرف سے ہمیشہ اذیت پہنچانے کی بنیاد رکھ دی۔ یہ بات صرف آخری عدالت کے اندر ہی واضح ہوگی کہ دوسری عالمگیر جنگ کے دوران جن ساٹھ لاکھ یہودیوں کو قتل کیا گیا ان کے ذمہ دار جرمن لوگ ہونگے یا رومن کیتھولک کلیسیا۔ کیونکہ کیتھولک فرقہ کے ہٹلر۔ ہملر۔ اور کیتھولک کونسل کیلئے میدان بہت پہلے تیار ہو چکا تھا۔ جیسے دھوکے باز فیوہرر ہٹلر نے کیا اس کے بارے میں پوپ صاحبان انکو دوراندیشی سے کام لینے کی تلقین پہلے ہی کر چکے تھے۔

جس کسی نے بھی پاپاؤں کے کردار کے بارے میں شروع سے لیکر اب تک پڑھا وہ کانپ اٹھے۔ یہودی اور متفرق ایمان رکھنے والوں کو کچھ نہ سمجھا جاتا۔ پوپ لئو تیرویں نے سن ۱۸۷۸ عیسوی تا ۱۹۰۳ عیسوی میں کہا کہ جو یہ کہتا ہے کہ روح القدس ہمیں بے دین لوگوں کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دیتا وہ ملعون ہے (ای پارس۔ کیتھولک کونسل کی پوشیدہ تاریخ صفحہ ۱۶۷) لیکن روح القدس نے کب سے قتل کرنا شروع کیا ہے؟ بائیبل کی گواہی کے مطابق روح القدس زندگی بخشتا ہے۔ جو لوگ ریاستی کلیسیا کے وفادار نہ رہے ان پر ملحد ہونے کی چھاپ لگادی گئی اور کیتھولک کاہنوں نے خود بخود ان سے چھٹکارا حاصل کرنیکا حق دیدیا۔ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ جب دوسری عالمگیر جنگ کے دوران لاکھوں یہودیوں کو ذبح کیا گیا تو پوپ پائیس بارواں کیوں خاموش رہا۔ ویٹی کن سے صرف تھوڑے

کے فاصلے پر ایک یہودی عبادت گاہ کو آگ لگا دی گئی لیکن پوپ نے اس کے بارے میں ایک لفظ تک نہ کہا مگر جب موجودہ پوپ نے نئی عبادتگاہ کا دورہ کیا تو یہودیوں کی اندھی جماعت نے زبور ۱۵۰ گایا جسے سن کر پوپ بے حد لطف اندوز ہوا جب خداوند ابرہام سے ملا تو اس نے اس کے ساتھ وعدہ کیا کہ میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤنگا اور برکت دونگا اور تیرا نام سرفراز کرونگا۔ سو تو باعث برکت ہو۔ جو تجھے مبارک کہیں انکو میں برکت دونگا اور جو تجھ پر لعنت کرے اس پر میں لعنت کرونگا اور زمین کے سب قبیلے تیرے سبب سے برکت پائیں گے۔ (پیدائش ۔۱۲/ ۲۔ ۳) جو لوگ خدا کو ماننے کا بہانہ کرتے ہیں ان کے سامنے یہ الفاظ ضرور آنے چاہئیں۔

توحید پرستی جو یہودی ایمان کا بنیادی حصہ ہے ان بشپ صاحبان کے راستے کی رکاوٹ بن گیا جو بت پرستوں میں سے مسیحیت میں داخل ہوئے تھے۔ پہلے وہ یہودیوں سے چھٹکارہ حاصل کرنا چاہتے تھے اور اس کے ساتھ ہی وہ یہودیوں کے خدا کے نام سے بھی منسوب ہونا نہ چاہتے تھے۔ عبرانی زبان کے لفظ مسیحا کو یونانی زبان کے لفظ خرستس یعنی مسح کئے ہوئے میں تبدیل کر دیا گیا۔ اور عبرانی زبان کا لفظ یہوشواہ یونانی میں یسوع کہا جانے لگا۔ خدا کی الوہیت کے بارے میں یہ کلیہ یونانی خیال میں سے ابھرا جو جو لوگوں اور اسرائیل کے خدا کے لئے بالکل انوکھا تھا۔ نیا عہد نامہ میں جیسا بعض تاریخ ساز دعوی کرتے ہیں یہودیوں کے ساتھ کسی طرح کی نفرت کا اظہار نہیں کرتا۔ ان میں سے بہت سے لوگ جس بات کو نہیں سمجھ سکے وہ خداوند کے ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ۔ نجات یہودیوں میں سے ہے۔ (یوحنا۔ ۴/ ۲۲)

پرانے عہد نامے کے انبیا نے پہل سے ہی کہہ دیا تھا کہ غیر قومیں خدا کی نجات میں شریک ہونگی۔ یسعیاہ۔ ۴۲/ ۶ میں لکھا ہے کہ میں خداوند نے تجھے صداقت سے بلایا۔ میں ہی تیرا ہاتھ پکڑونگا اور تیری حفاظت کرونگا۔ اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لئے تجھے دونگا۔ پھر لکھا ہے کہ میں تجھ کو قوموں کے لئے نور بناؤنگا کہ تجھ سے میری نجات زمین کے کناروں تک پہنچے۔ (یسعیاہ۔ ۴۹/ ۶ دوسرا حصہ) خداوند نے یہودیوں کے ساتھ آغاز کرتے ہوئے کہا کہ اسرائیل کے گھرانے

بھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔ (متی ۱۰/۶) پطرس رسول کا سب سے پہلا تجربہ کرنیلیس نامی ایک رومی جرنیل کو اپنے سارے گھرانے سمیت تبدیل ہوتے دیکھنے کا ہوا۔ (اعمال۔۱۰) پھر خداوند نے جو مشورہ پولس رسول کو دیا اس کے بارے میں اس نے یوں لکھا کہ۔۔۔ جا میں تجھے غیر قوموں کے پاس دور دور بھیجونگا۔ اعمال ۔۲۲/۲۱۔ متی ۔۲۸/۱۹ میں خداوند نے بڑے صاف الفاظ میں کہا کہ۔ "پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ"۔ زندہ خدا کی کلیسیا لوگوں اور قوموں کا مجموعہ ہے۔ چونکہ رومی تسلط ہر جگہ تھا اسلئے رومن حکومتی مذہب نے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ہر حربہ استعمال کیا۔ درحقیقت لوگوں کو مسیحی بنانے پر نہیں بلکہ کیتھولک بنانے پر زور دیا جاتا۔ لوگ خوشخبری کی منادی سنکر مسیحی نہ بنے بلکہ انہیں ڈنڈے کے زور پر کیتھولک سرکاری مذہب کو قبول کرنیکے لئے مجبور کیا گیا۔ رومن کیتھولک کلیسیا کے تقریباً ایک ہزار سالہ دور حکومت میں زمین خون سے شرابور ہو گئی۔ شہیدونکی تعداد گو مختلف بتائی جاتی ہے لیکن سب سے زیادہ چھ کروڑ اسی لاکھ ہے۔ جو شخص متفرق ایمان رکھتا تھا اسکو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ حتٰی کہ مخالف اصلاحی تحریک بڑی خونریز تھی۔ اس میں جنگ کرنے کے لئے تمام زمینی وسائل بروئے کار لائے گئے۔ یقیناً انکا انجیل کی منادی کے ساتھ کوئی واسطہ نہ تھا۔ اسکے برعکس کلیسیا نے اپنے آپ کو منظم کرنیکے لئے زمینی قوت کو استعمال کیا۔ سپین کی سرکاری تحقیق اور جادو گرنی کی آزمائیش سے سبھی واقف ہیں۔ مسیحیت کے نام پر لوگوں کو ان کے انسانی حقوق سے محروم کر دیا گیا۔ تمام یورپ کے اندر محض انکے متفرق ایمان کے باعث انکو جلایا اور جلاوطن کر کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ تئیس اور چوبیس اگست سن ۱۵۷۲ عیسوی کو مقدس برتلمائی کی شام کے وقت نوارے کے ہنری سوئم اور مارگیوریٹا ڈی۔ والوئیس کی شادی کیوقت صرف پیرس میں تین ہزار اور تمام فرانس کے اندر بیس ہزار سے زائد فرانسیسی پروٹسٹنٹ لوگوں کو ذبح کر دیا گیا۔ جبکہ پوپ گریگری تیرہویں نے فرانسیسی پروٹسٹنٹ لوگوں کے قتل پر جشن منایا۔ دیکھئے بی۔ ہارنبرگ کی کتاب Chronik der Menschheit page 437 کلیسیا نے مسیح کی فطرت کا مظاہرہ کبھی نہ کیا اور نہ ہی اس نے کبھی ابتدائی مسیحیوں کی نمائندگی کی۔ یہ تمام تعلیمی تبدیلیوں کی ذمہ دار ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اسکے

۰ اندر ایمان نام کی کوئی شے نہیں پائی جاتی۔ بائیبل مقدس کو پڑھنے کی ممانعت تھی اور جو ایسا کرتے تھے ان کو سزا دی جاتی تھی۔ یہ دکھ کی بات ہے کہ یہودیوں اور بائیبل کے ماننے والوں کو بطور خاص ان کی بائبلوں سمیت جلایا جاتا تھا۔ آخر اس ادارے کو بائیبل سے کیا خوف تھا؟

---

# چوتھا باب

## پاپاؤں کے بے بنیاد دعوے

جیسا کہ دلائل کے ساتھ پہلے دکھایا جا چکا ہے کہ کیتھولک کلیسیا اصل میں ۱۶۰۰ سو سال قبل شروع ہوئی نہ کہ تقریباً ۲۰۰۰ سال پہلے۔ بدیں وجہ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ اس میں کوئی تعلیم یا عمل اصلی کلیسیا کے ساتھ نہیں ملتا۔ غرضیکہ بپتسمہ۔ خداوند کی فسح اور توبہ وغیرہ کے بارے میں بھی وہی اصطلاحات استعمال کی جا رہی ہیں۔ لیکن ان کا مطلب کچھ اور ہے۔ اور جس طرح ان کی ادائیگی ابتدائی کلیسیا میں ہوا کرتی تھی اب یہ اس سے بالکل مختلف ہے۔

پاک صحیفوں کے اندر پوپ کے بارے میں کچھ نہیں لکھا اور نہ کسی جگہ پطرس رسول کے جانشین۔ مسیح کے قائم مقام یا کسی رسولی جانشینی کا ذکر کیا گیا ہے۔ البتہ بعض صحیفوں بالخصوص متی ۔۱۶/ ۱۸ میں یسوع کے مندرجہ ذیل الفاظ کو خود ساختہ تحریک کو مضبوط کرنے کے لئے طاقت کے ذریعے عائد کیا گیا"۔ میں بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پطرس ہے اور میں اس پتھر یعنی پطرہ پر اپنی کلیسیا بناؤں گا۔ اور عالم ارواح کے دروازے اس پر غالب نہ آئیں گے" یہاں خداوند نے پطرس سے یہ نہیں کہا کہ میں تجھ پر اپنی کلیسیا بناؤنگا بلکہ اس پتھر پر۔ پطرس کا مطلب ہے پتھر۔ جبکہ کلیسیا کو بہت سے پتھروں پر تعمیر کیا جانا چاہیے۔ (۱۔پطرس۔۲/ ۵)

اگر کوئی اسکے پرانے اور نئے عہد نامے کے یونانی متن کو دیکھنا چاہتا ہے تو وہاں پتھر کے لئے پطرہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ آسمان کا خداوند اپنی کلیسیا کو کسی آدمی پر تعمیر کرے خواہ وہ کتنا ہی بڑا نبی یا رسول ہی کیوں نہ ہو؟ یہ محض ایک خام خیالی ہے۔ پطرس ایک متحرک پتھر تھا نہ کہ پطرہ جس کا مطلب ہے غیر متحرک۔ اس بیان کی پانچ آیات کے بعد اس نے پھر کر کہا کہ اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو۔ تو میرے لئے ٹھوکر کا باعث ہے کیونکہ تو خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے۔ (۲۳ویں آیت)

پطرس نے مسیح کے بارے میں یہ مکاشفہ حاصل کیا کہ وہ کون ہے اور یسوع مسیح کے

مکاشفہ کے اوپر کلیسیا قائم کی گئی۔ تاہم اٹھارویں آئت پر غور کرنے سے پہلے کسی کو سترویں آئت کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔ یسوع نے جواب میں اس سے کہا مبارک ہے تو شمعون بریونا کیونکہ یہ بات خون اور گوشت نے نہیں بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے تجھ پر ظاہر کی ہے۔ یہاں یہ بات بڑے واضح طور پر بیان کی گئی ہے کہ پطرس نے یسوع کے بارے میں آسمانی مکاشفہ حاصل کیا کہ یسوع مسیح کون ہے۔ اس کا ذکر وہ پہلے ہی سولویں آئت کے اندر کر چکا ہے کہ شمعون پطرس نے جواب میں اس سے کہا کہ تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔ اس بیان سے ذرا پہلے خداوند نے دوسروں کا نقطہ نظر معلوم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جب اس نے یہ پوچھا کہ۔ تم مجھے کیا کہتے ہو؟ تو جواب آسمانی مکاشفہ تھا۔ یسوع مسیح کے اسی مکاشفہ کے اوپر نئے عہد نامے کی کلیسیا تعمیر کی گئی ہے۔

انیسویں آئت کو بھی غلط سمجھا جاتا ہے۔ لکھا ہے کہ میں آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں تجھے دونگا۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے نے اپنی منادی یہ کہہ کر شروع کی کہ "توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی" (متی۔ ۳/۲) ہمارے خداوند نے بھی اپنی خدمت انہی الفاظ کے ساتھ شروع کی۔ لکھا ہے کہ "اس وقت سے یسوع نے منادی کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ "توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے" (متی۔ ۴/۱۷، لوقا۔ ۱۶/۱۶۔ میں اس کا تعلق ہم پر یوں ظاہر کیا گیا ہے کہ" شریعت اور انبیا یوحنا تک رہے۔ اس وقت سے خدا کی بادشاہی کی خوشخبری دی جاتی ہے"

پینتکست کے دن لوگ خدا کی بادشاہی کے اندر داخل ہوئے۔ یوں ان کو یوحنا سے جس نے اس بادشاہی کا اعلان کیا زیادہ حق حاصل ملا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے خداوند نے کہا کہ " میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں ان میں یوحنا بپتسمہ دینے والے سے بڑا کوئی نہیں ہوا لیکن جو آسمان کی بادشاہی میں چھوٹا ہے وہ اس سے بڑا ہے۔ اور یوحنا بپتسمہ دینے والے کے دنوں سے اب تک آسمان کی بادشاہی پر زور ہوتا رہا ہے اور زورآور اسے چھین لیتے ہیں" (متی۔ ۱۱/۱۱-۱۲

پطرس رسول الٰہی اختیار حاصل کر چکا تھا جسے اس نے آسمان کی کنجیوں کے طور پر درست استعمال کیا۔ یہ وہی تھا جس نے ٹھیک شروع ہی میں نئے عہد نامہ کی کلیسیا کو ہمیشہ کے لئے درست ضابطہ دیا۔

کنجیوں کا اشارہ سمجھنا بہت آسان ہے۔ جس کے پاس کسی مکان کی کنجی ہے وہ اس کے اندر داخل ہو سکتا ہے۔ جس کے پاس کسی کار کی کنجی ہے وہ اس کو چلا سکتا ہے۔ جس کے قبضے میں آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں ہیں اسکو اس بادشاہی تک رسائی حاصل ہے۔ اور وہ ان چیزوں کو جو پہلے مقفل تھیں کھول کر منکشف کر سکتا ہے۔ الٰہی بلاہٹ کے اختیار اور خدمت کے باعث نئے عہد نامے کا تعلیمی معیار فضل کے زمانے کے اختتام تک تمام کلیسیا کے لئے مقرر کیا جا چکا ہے اور اسے کسی طرح بھی تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ خداوند نے کنجیوں کے بارے میں اپنے وقت کے روحانی رہنماؤں کو یہ کہہ کر مجرم ٹھہرایا کہ " اے شرع کے عالمو تم پر افسوس۔ کہ تم نے معرفت کی کنجی چھین لی۔ تم آپ بھی داخل نہ ہوئے اور داخل ہونے والوں کو بھی روکا" لوقا۔ ۱۱/۵۲) کیا یہ ممکن ہے کہ آج ہم بھی اپنے آپکو اسی حالت میں پاتے ہیں ؟

اس سلسلے میں جو کچھ یسوع نے پطرس سے کہا اسے بھی غلط سمجھا جاتا ہے اور اس کی غلط تفسیر کی جاتی ہے۔۔ "اور جو کچھ تو زمین پر باندھے گا وہ آسمان پر بندھے گا اور جو کچھ تو زمین پر کھولیگا وہ آسمان پر کھلیگا" (متی۔۱۶/۱۹) اسکا کیا مطلب ہے؟ جس بات کا پطرس رسول نے روح کی ہدائیت کے ساتھ اعلان کیا وہ جب تک کلیسیا اس زمین پر موجود ہے درست ہے۔ تو یہ پانی کا بپتسمہ اور روح القدس کا بپتسمہ۔ یہ سب کچھ خدا کی رہنمائی کے ساتھ ہوا۔ بدیں وجہ یہ آسمان پر اسی طرح درست ہے جس طرح کہ یہ زمین پر ہے۔ کنجیوں کا حقیقی مطلب یہی ہے۔

خدائی اختیار کو صرف پطرس تک جس نے نئے عہد نامے کی کلیسیا کے جنم کے وقت وہ باتیں کہیں جنکو سکھانا اور ان پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے محدود نہیں رکھا۔ بلکہ یہ اختیار تمام کلیسیا کو دیا گیا ہے۔ یہ حقیقت بغیر کسی شک کے متی۔۱۸۔۱۸۔ میں بیان کی گئی ہے یہاں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ صیغہ جمع میں یوں ہیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تم زمین پر باندھو گے وہ آسمان پر بندھے گا اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے وہ آسمان پر کھلیگا۔ یہاں یہ بات بڑی صفائی کے ساتھ دیکھی جا سکتی ہے کہ تعلیمی بنیاد رکھنے کا جو اختیار پطرس کو دیا گیا وہی پہلے گھنٹے کے دوسرے لوگوں کو بھی دیا گیا جس پر تمام کلیسیا کو عمل کرنا چاہئے۔ کلیسیا کے لئے یہ بہت ضروری ہے

کہ جو کچھ مقرر ہو چکا ہے وہ اسے سکھائے اور مانے۔ جس طرح کہ باہمی ربط کو دیکھا گیا ہے یہ ہر ایماندار کی ذاتی چیزوں کے لئے بھی درست ہے۔ اگر کوئی شخص ان باتوں کی طرف توجہ نہ دیتا جو کلیسیا نے کلام کے مطابق طے کیں تو اسے بے ایمان سمجھا جاتا تھا۔ خدائی اختیار صرف کسی ایک شخص تک ہی محدود نہیں رکھا گیا بلکہ یہ تمام کلیسیا کے لئے کلام کا ذاتی اختیار ہے جسے اتفاقی طور پر نہیں بلکہ پاک کلام کی ترتیب کے ساتھ استعمال کیا جانا چاہیے۔ اگلی آئت واضح کرتی ہے کہ اس کو کس طرح دعا کے مطابق سرانجام دیا گیا کہ پھر میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم میں سے دو شخص زمین پر کسی بات کے لئے جسے وہ چاہتے ہوں اتفاق کریں تو وہ میرے باپ کی طرف سے جو آسمان پر ہے ان کے لئے ہو جائے گی (متی۔ ۱۸/۱۹)

نیز یہاں یوحنا۔ ۲۰/۲۱۔ ۲۲۔ کی بھی وضاحت کرنا بہت ضروری ہے۔ خداوند نے رسولوں سے کلام کرتے ہوئے یوں کہا کہ ۔۔۔۔ "تمہاری سلامتی ہو۔ جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اسی طرح میں بھی تمہیں بھیجتا ہوں۔ اور یہ کہہ کر ان پر پھونکا اور ان سے کہا روح القدس لو۔ جن کے گناہ تم بخشو ان کے بخشے گئے ہیں جن کے گناہ تم قائم رکھو ان کے قائم رکھے گئے ہیں" رومن کیتھولک کلیسیا اس حوالے کو بالکل غلط سمجھتی ہے اور اسے بے جا استعمال کر رہی ہے۔ دنیا میں ایسا کوئی شخص نہیں جسے گناہوں کو معاف کرنے کے ساتھ کوئی سروکار ہے۔ گناہ صرف خدا کی طرف سے معاف کئے جاتے ہیں۔ کلام کی منادی کے ذریعے جو لوگ مسیح اور اسکے مخلصی کے کام پر ایمان رکھتے ہیں وہ خدا سے گناہوں کی معافی حاصل کرتے ہیں۔ یہ بات بڑی واضح ہے کہ کوئی شخص نہ اپنے گناہوں کو معاف کر سکتا ہے اور نہ دوسروں کے۔ کلام کہتا ہے کہ "یروشلیم سے شروع کر کے سب قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اس کے نام سے کی جائے گی (لوقا۔ ۲۴/۴۷) کلسیوں۔ ۲/۱۳۔ میں یوں لکھا ہے کہ۔ اس نے تمہیں بھی جو اپنے قصوروں اور جسم کی نامختونی کے سبب سے مردہ تھے اس کے ساتھ زندہ کیا اور ہمارے سب قصور معاف کئے۔

یہ الفاظ کہ جس کے گناہ تم معاف کرو ان کے معاف کئے جائیں گے کسی ایک شخص کو نہیں بلکہ بہت سے لوگوں کو کہے گئے ہیں۔ آخر انکا کیا مطلب ہے اور یہ کن کو کس سلسلے میں کہے گئے؟ اپنے جی اٹھنے کے بعد ہمارے خداوند نے اپنے ان رسولوں کے

کے ساتھ کلام کیا جنکو اس نے بذات خود انجیل کی خوشخبری سنانے کے لئے بلایا جب ہمارے خداوند نے خدمت سرانجام دی تو وہاں ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے اسکی فوق الفطرت خدمت کو بعلزبول کے ساتھ منسلک کیا۔ اسوقت اس نے ان سے یوں کہا کہ "اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ آدمیوں کا ہر گناہ اور کفر معاف کیا جائے گا مگر جو کفر روح کے حق میں ہو وہ معاف نہ کیا جائے گا۔ اور جو کوئی ابن آدم کے برخلاف کوئی بات کہے گا وہ تو اسے معاف کی جائے گی مگر جو کوئی روح القدس کے برخلاف کوئی بات کہے گا وہ اسے معاف نہ کی جائیگی نہ اس عالم میں نہ آنے والے میں" (متی۔ ۱۲/۳۱۔۳۲) جو کوئی خدا کے ان بندوں کے خلاف گناہ کرتا ہے جنکو پنتکست کے دن سے الہی بلاہٹ کے مطابق بلایا اور خدمت کرنے کا اختیار دیا گیا ہے وہ بہت بڑے خطرے میں ہے۔

اگر کوئی خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے کسی شخص کے خلاف کفر بکتا اور اس کو ستاتا اور سنگسار کرتا ہے تو وہ اس ستانے والے کو اس کا گناہ معاف کر سکتا ہے۔ یسوع نے بذات خود یہ کہکر ہمیں نمونہ دیا کہ اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں لوقا۔ ۲۳۔ ۳۴) جب ستفنس کو سنگسار کیا گیا تو اس نے بھی اپنے استاد کا نمونہ اختیار کیا۔ اسکے بارے میں لکھا ہے کہ۔ پس یہ ستفنس کو سنگسار کرتے رہے اور وہ یہ کہکر دعا کرتا رہا اے خداوند یسوع میری روح کو قبول کر۔ پھر اس نے گھٹنے ٹیک کر بڑی آواز سے پکارا اے خداوند یہ گناہ ان کے ذمہ نہ لگا اور یہ کہکر سو گیا۔ (اعمال۔ ۷/ ۵۹۔ ۶۰) اگر کوئی شخص کسی مرد خدا کیخلاف تو نہیں بلکہ روح القدس کے کاموں کے خلاف جو روح کی نعمتوں کے ذریعے کئے جا رہے ہیں گناہ کرتا اور کفر بکتا ہے تو یہ ناقابل معافی گناہ ہے جو قائم رہتا ہے ایک مرد خدا صرف ان گناہوں کو معاف کر سکتا ہے جو اس کے خلاف کئے گئے ہیں نہ کہ روح القدس کیخلاف کئے گئے گناہوں کو۔ خداوند کی دعا میں ہمیں بڑے صاف طور پر سکھایا گیا ہے کہ جسطرح ہم نے اپنے قرضداروں کو معاف کیا ہے تو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر۔ (متی۔ ۶/ ۱۲) مرقس کی انجیل میں یوں لکھا ہے کہ۔ جب کبھی تم کھڑے ہوئے دعا کرتے ہو اگر تمہیں کسی سے کچھ شکایت ہو تو اسے معاف کرو تاکہ تمہارا باپ بھی جو آسمان پر تمہارے گناہ معاف کرے مرقس ۱۱۔ ۲۵

اگر کوئی اپنے پڑوسی کے خلاف سات کے ستر دفعہ گناہ کرتا ہے تو ہمیں معاف کرنا چاہیئے۔ متی۔ ۲۱/۱۸

اگر کوئی خدا کے خادم کے خلاف کفر بکتا ہے تو یہ معاف کیا جا سکتا ہے لیکن اگر کسی کو خدا کا پاک روح استعمال کر رہا ہے اور جو کوئی روح کے کئے ہوئے کاموں کے خلاف کفر بکتا ہے وہ روح کے ذریعے استعمال ہونے والے شخص کے خلاف گناہ نہیں کرتا بلکہ روح القدس کے خلاف کرتا ہے جو اپنے خادم کو ایک برتن کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ جو ایسا کرتا ہے وہ خدا کے سامنے روح القدس کے خلاف ناقابل معافی گناہ کرنے کا مرتکب ہوا ہے۔ یہ گناہ کبھی بھی معاف نہ کیا جائیگا اور اس کا نتیجہ صرف موت ہے یعنی خدا سے ابدی جدائی۔ عام طور پر خدا کی نظر میں ہر شخص گنہگار رہے اور وہ اسی سے معافی حاصل کرتا ہے جو واحد بخشنے والا ہے۔ زبور نویس لکھتا ہے کہ "وہ تیری ساری بدکاری کو بخشتا ہے زبور۔ ۳/۱۰۳۔ مبارک وہ ہیں جنکی بدکاریاں معاف ہوئیں اور جن کے گناہ ڈھانکے گئے۔ مبارک وہ شخص ہے جسکے گناہ خداوند محسوب نہ کریگا۔ رومیوں۔ ۴/۷۔۸۔

رومن کیتھولک کلیسیا کا طریقہ کہ گناہ کا بڑی حلیمی کے ساتھ اقرار کرنا چاہیئے کلام کے مطابق نہیں۔ لوگوں کے گناہ تمام زندگی معاف کئے جاتے ہیں۔ پیدائیش سے لیکر موت تک نجات کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ لیکن موت کے بعد ماتم کرنے والونکو بتایا جاتا ہے کہ مرا ہوا شخص آخری مالش حاصل کرنے کے باوجود اوپر نہیں گیا بلکہ روحوں کے پاک کئے جانے والی جگہ پہنچ گیا ہے۔ وہاں وہ اپنے ان گناہوں سے جو وہ اپنی زندگی میں کرتا رہا ہے مزید پاک صاف کیا جائیگا۔ چہ جائیکہ وہ اپنی پوری زندگی معافی حاصل کرتا رہا۔ یہ کیسا فریب ہے۔ اس ضمن میں یہ کہنا بہت ضروری ہے کہ روحوں کے صاف کرنے والی کوئی جگہ نہیں اور یہ دیگر مفروضوں کی طرح محض ایک من گھڑت مفروضہ ہی ہے۔

اس کے بارے میں سوئیٹزرلینڈ کے ایک اصلاح کار ہولڈریش زونگلی نے کہا ہے کہ "روحوں کو صاف کرنیکی جگہ کا جسے آگ کا جھوٹا کفارہ کہا جاتا ہے کلام کے اندر کوئی ذکر نہیں۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اس مشکوک اور غیر دانشمندانہ

گفتگو کو ماننے کیلئے گونگے بنے رہیں۔ جو شخص روحوں کو صاف کرنیوالی جگہ کی وکالت کرتا ہے وہ یہ بھی سکھاتا ہے کہ کوئی اس آگ کو کس طرح بجھا سکتا ہے۔اس کے لئے وہ خود آگ بجھانے والی چیز بھی پیش کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ پیسہ دیں تو اس سے آگ جلد بجھ جائے گی۔ جو لوگ بڑی دلیری سے پیسہ وصول کرتے ہیں وہ دعا کرتے اور گیت گاتے ہیں۔ لیکن جب وہ دعا کرتے ہیں تو دعا کے ساتھ ساتھ پیسے کے لئے بھی اپنا ہاتھ بڑھاتے ہیں ( Zwingli, Der Theology, دوسرا حصہ صفحہ نمبر ۱۹۳۔۱۹۴)

اس عالمگیر کلیسیا کے وجود میں آنیکے بعد بہت سی نئی اور بیگانہ چیزیں جن کا اصل مسیحت کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں گھڑی۔ سکھائی اور مذہبی عقیدے کے طور پر مانی جاتی ہیں۔ ابتدائی مسیحی۔ موم بتیوں۔ بخور یا مقدس پانی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ یہی بات روحانی خوشی عنایت کرنے یا مردوں کے نام کسی کتاب کے اندر درج کرنے یا ان کی تعظیم و تکریم پر بھی صادر آتی ہے۔ ان میں روزمرہ کی عشائے ربانی یا خدا کی ماں کہنے یا کانونٹ (خانقاہوں) کا کوئی تصور نہ تھا۔ میرے سامنے سن ۱۸۷۰ عیسوی کی ایک فہرست پڑی ہے جس میں پاپاؤں کے لاخطا ہونے کے دعوے کئے گئے ہیں۔ اس کا ذکر ہم بعد میں کریں گے۔ جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے اس کے خلاف ایک بہت بڑا احتجاج کیا۔ ۹، جرمن ماہر علم الٰہیات اس کے خلاف تھے جبکہ صرف ۲۵۔ اس کے حق میں تھے۔ سن ۱۹۵۰ء میں یہ مفروضہ تیار کیا گیا کہ مریم جسمانی طور پر اوپر اٹھائی گئی تھی۔ ان تمام باتوں کی بنیاد بائبل پر نہیں بلکہ خدا کے کلام کے الٹ ہے۔ اس کے بارے میں یوں لکھا ہے کہ "آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوائے اسکے جو آسمان سے اترا یعنی ابن آدم جو آسمان میں ہے۔ یوحنا ۳۔ ۱۳۔

چونکہ پاپاؤں کے دعوے براہ راست مسیح کے دعوے کے خلاف ہیں اس لئے انکو مخالف مسیح کا درجہ دینا بہت ضروری ہے۔ ۴۳۱ عیسوی میں افسس کی مجلس میں مریم کو خدا کی ماں ماننے کا اعلان کیا گیا۔ تب سے اس کو آسمان کی ملکہ۔ درمیانی۔ رحیم ماں۔ کلیسیا کی ماں اور سانپ کے سر کو کچلنے والی کے القابوں کے ساتھ پکارا جانے لگا ہے۔ بہت سی باتیں جو صرف مسیح کیلئے واجب ہیں مریم کے

نام منسوب کر دی گئی ہیں ۔ یہ سب کچھ مخالف مسیح ہے ۔ وہ بادشاہ ہے ۔ وہی درمیانی ۔ مدد گار اور سانپ کے سر کو کچلنے والا ہے ۔ اگر یہ سب کچھ مریم نے سرانجام دیا ہے تو پھر مسیح کو ہم کونسا مقام دیں اور اس نے ہمارے لئے کیا کیا ہے ؟

اصلاح کار مارٹن لوتھر نے کلیسیائی کونسل اور اس اعلان کے بارے میں جو پاپاؤں نے ۱۸/اپریل سن ۱۵۲۱ عیسوی میں دورم میں کیا ذکر کیا ہے ۔ اس کا یہ بیان کلیسیائی تاریخ کے اندریوں درج ہے کہ ۔ چونکہ پاپاؤں نے اکثر غلطیاں کی ہیں اور اپنے آپکو متضاد بیانات دینے کی گرفت میں دیکھا ہے اسلئیے میں نہ پوپ کو مانتا ہوں اور نہ انکی کونسل کو ۔ یہ میرا حال ہے ۔ اگر میں کلام مقدس کی گواہی اور اس کے روشن دلائل سے متاثر نہیں ہوتا تو کیا میں کلام کی گواہیوں کی وجہ سے جن کا میں حوالہ دے رہا ہوں جیتا گیا ہوں اور میں خدا کے کلام کا قیدی ہوں ۔ اسلئے میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ میں ایسا نہ کر سکتا ہوں اور نہ کروں گا ۔ کیونکہ اپنے ضمیر کے خلاف کام کرنا محفوظ اور فائدہ مند نہیں ہے ۔۔ پس اے خدا میری مدد کر آمین ( مسیحی دنیا کے والد صفحہ نمبر ۱۴۷ مصنف ۔ ایف ۔ ہاؤز ۔ تاریخ ثابت کرتی ہے کہ پوپ کتنے خطا کار تھے ۔ تیس برس کی جنگ کے خاتمے تک ۲۴۵ پوپ ہوئے ۔ ان میں ۲۲ مخالف پوپ تھے ۔ ایک حکایت کے مطابق جو ایک لمبے عرصہ تک تواریخی سچائی مانی جاتی رہی ایک خاتون پوپ بھی تھی ۔ ۱۹ پاپاؤں نے روم کو خیرباد کہہ دیا ۔ ۳۵ نے اٹلی کے باہر حکومت کی ۔ آٹھ نے ایک ماہ سے زیادہ حکومت نہ کی ۔ ۴۰ نے ایک سال تک ۔ ۲۲ نے دو سال تک ۔ ۵۴ نے پانچ سال تک ۔ ۷۰ نے دس سال تک ۔ ۵۱ نے پندرہ سال ۔ ۱۸ نے بیس سال تک ۲۴۵ پاپاؤں میں سے ۳۱ کو بالجبر قبضہ جمانے والے اور بدعتی کہا گیا ۔ قانونی اور باضابطہ پاپاؤں میں سے ۶۴ بذریعہ قوت مرے ۔ ۱۸ کو زہر دے کر مارا گیا ۔ ۴ کو گلا گھونٹ کر مارا گیا اور ۱۳ عجیب و غریب طریقے سے مرے ۔ ( ای روزے ناؤ کی کتاب WiderdiePfaffenherrshaft vol.1,page 42-

روم یا زیادہ وضاحت کے ساتھ ویٹی کن نے عالمگیر اختیار حاصل کر لیا ہے جو کسی طرح بھی خدا کے کلام کے ذریعے درست قرار نہیں دیا جا سکتا ۔ یہ ایک دنیاوی

قوت ہے جس نے کہانت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ یہ کہاوت کہ پطرس رسول روم میں رہا اور اس نے بیس سال تک بشپ کی خدمت سرانجام دی عالمگیر کلیسیا کی اپنے دعوے کو سچ ثابت کرنے کیلئے ایک مایوس کن کوشش ہے۔ تاریخ دانوں نے صرف شمعون ماگوس کا ذکر ضرور کیا ہے جس نے اپنی جادوگری کے باعث رومی سینٹ پر اپنا اثر جمار کھا تھا۔ فی الواقع پولس اور پطرس کے مشنری دوروں کو بھی صاف طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ان کے بارے میں کوئی شک نہیں۔ اگر پطرس نے روم کا چکر لگایا ہوتا تو یہ ایک غیر معمولی واقعہ ہوتا جسے لازمی طور پر ریکارڈ میں لایا جاتا۔

گلتیوں ۲/۹ کے مطابق پطرس۔ یوحنا اور یعقوب نے پولس اور برنباس کو دہنا ہاتھ دیکر رفاقت میں شامل کر لیا تاکہ وہ غیر قوموں کے پاس جائیں جبکہ پطرس۔ یوحنا اور یعقوب نے یہودیوں کے درمیان خدمت سرانجام دی۔ پولس نے جو خط رومیوں کو لکھا اس کے آخر میں ستائیس اشخاص کو سلام لکھا گیا۔ ان میں پطرس کا نام نہیں لکھا گیا۔ نیز پولس نے اپنے کلیسیائی اور ذاتی خطوط میں روم کا ذکر کیا ہے لیکن پطرس کا ایک بار بھی نہیں۔

اگر کوئی خدا کے کلام پر غور کرتے ہوئے اس کا مذہبی نشو ونما کے ساتھ مقابلہ کرے تو ثابت ہوتا ہے کہ رومی کلیسیا نے جو تعلیم رائج کر رکھی ہے ان میں سے ایک بھی خدا کے کلام کے امتحان میں پوری نہیں اترتی۔ پاپاؤں کا قائم کردہ شخصی اختیار بالکل بے بنیاد ہے۔ کلیسیائی تاریخ کے اندر ایک مرتبہ بھی نہیں لکھا گیا کہ کسی پوپ نے خدا کی بلاہٹ یا اس کا تجربہ حاصل کیا ہو۔ اس کے برعکس۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ پوپ کا انتخاب کارڈینلز یعنی بڑے پادیوں کی مجلس میں ہوتا ہے۔

# پانچواں باب
# مریم کون ہے؟

آیئے ہم پاکدامن مریم کو دیکھیں کہ خدا نے اس کے وسیلے سے کیا کیا اور انسان نے اسے کیا بنا دیا۔ مریم کنواری تھی اور اس کے ذریعے خدا نے یسعیاہ نبی کی معرفت کیا ہوا وعدہ پورا کیا کہ ۔۔" خداوند آپ تم کو ایک نشان بخشے گا۔ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا اور وہ اسکا نام عمانوایل رکھے گی۔ یسعیاہ۔ ۷/۱۴۔ بعض نئی بائبلوں کے اندر کنواری کا ترجمہ جوان عورت کیا گیا ہے۔ لیکن یہ اصلی مطلب کا حلیہ بگاڑا گیا ہے۔ اس عظیم واقعہ کیوقت وہ جوان عورت نہیں تھی بلکہ اسکے بعد ہوئی۔ جب روح القدس نے اس پر سایہ کیا اس وقت وہ کنواری تھی۔ کنواری کا مطلب ہے پاکدامن جس کو کسی نے چھوا تک نہ ہو۔

اب یسوع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہو گئی تو ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی (متی۔۱/۱۸)

اس واقعہ نے یوسف کو اتنا مایوس کیا کہ وہ اسکو چھوڑ دینا چاہتا تھا۔ ہم اس کے احساسات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس کے بارے میں لکھا ہے کہ۔ اس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تھا اور اسے بدنام کرنا نہیں چاہتا تھا اسے چپکے سے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ وہ ان باتوں کو سوچ ہی رہا تھا کہ خداوند کے فرشتہ نے اسے خواب میں دکھائی دیکر کہا اے یوسف ابن داؤد اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر کیونکہ جو اسکے پیٹ میں ہے وہ روح القدس کی قدرت سے ہے۔ (متی۔۱/۱۹۔۲۰

یہاں ہم پہلا بیان پڑھتے ہیں کہ مریم جسکی منگنی یوسف کے ساتھ ہو چکی تھی بعد میں اس کی بیوی بنی۔ جو لوگ اس عبارت کو پڑھیں گے وہ اس بات کو دیکھیں گے کہ یوسف نے ٹھیک ویسا ہی کیا جیسا اسے کرنے کو کہا گیا تھا۔ اس کے بارے میں لکھا ہے کہ۔

پس یوسف نے نیند سے جاگ کر ویسا ہی کیا جیسا خداوند کے فرشتہ نے اسے حکم دیا تھا اور اپنی بیوی کو اپنے ہاں لے آیا۔ اور اس کو نہ جانا جب تک اس کے بیٹا نہ ہوا۔ اور اس کا نام یسوع رکھا۔ (متی۔۱/۲۴-۲۵) یہ بڑا صاف بیان ہے۔ صرف یسوع مسیح کی پیدائش کے بعد انکے گھریلو تعلقات قائم ہوئے۔ اس رشتۂ ازدواج سے چار بیٹے اور بیٹیاں جن کی تعداد نہیں بتائی گئی پیدا ہوئیں۔ اس کے بارے میں یوں لکھا ہے کہ۔ کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں؟ اور اسکی ماں کا نام مریم اور اس کے بھائی یعقوب اور یوسف اور شمعون اور یہوداہ نہیں؟ اور کیا اسکی سب بہنیں ہمارے ہاں نہیں؟ (متی۔۱۳/۵۵-۵۶) یہ کلام کی سچائی ہے۔ باقی سب اندازے ہیں جو جان بوجھ کر لگائے گئے ہیں۔

متی۔۱/۱۶۔ میں دیئے گئے نسب نامے میں یوسف کو پہلے ہی مریم کا شوہر بتایا گیا ہے نیز شادی کی اس حقیقت اور بچوں کے بارے میں ہم مزید گواہوں کو بھی سنیں گے۔ مرقس اپنی انجیل کے چھٹے باب کی تیسری آیت میں یوں لکھتا ہے کہ کیا یہ وہی بڑھئی نہیں جو مریم کا بیٹا اور یعقوب اور یوسس اور یہوداہ اور شمعون کا بھائی ہے؟ لوقا بھی اس حقیقت سے واقف تھا اس لئے اس نے لکھا کہ اس کی ماں اور بھائی اسے ملنے کے لئے آئے۔ پھر اس کی ماں اور اس کے بھائی اس کے پاس آئے مگر بھیڑ کے سبب سے اس تک پہنچ نہ سکے۔ اور اسے خبر دی گئی کہ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں اور تجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اس نے جواب میں ان سے کہا کہ میری ماں اور میرے بھائی تو یہ ہیں جو خدا کا کلام سنتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ لوقا۔۸/۱۹-۲۱۔

یسوع زمینی رشتے داری قائم کرنے کے لئے نہیں آیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی زمینی ماں اور اس کے بیٹوں کو اہمیت نہیں دی۔ اس کے بارے میں اس نے ان کی سوچ کو درست کیا کہ اصل میں خدا کے بچے کون ہیں۔ اس نے کہا کہ جو خدا کا کلام سنتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

غلط تحریک ان دنوں میں بھی چل رہی تھی اور اب بھی چل رہی ہے۔ لکھا ہے کہ جب وہ یہ باتیں کہہ رہا تھا تو ایسا ہوا کہ بھیڑ میں سے ایک عورت نے پکار کر اس سے کہا مبارک ہے وہ رحم جس میں تو رہا اور وہ چھاتیاں جو تو نے چوسیں۔ اس نے کہا

ہاں۔ مگر زیادہ مبارک وہ ہیں جو خداوند کا کلام سنتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ لوقا۔۱۱/۲۷-۲۸ سے یہ کس قدر مثالی عزت و تعظیم تھی۔ لیکن خداوند نے فوراً ایک واضح درستی کی۔

علاوہ ازیں مریم کی پرستش کرنے کے لئے لوقا۔۱/۲۸ کو نہ صرف بگاڑا گیا ہے بلکہ اس کا غلط ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔ اس آئیت کو یوں پڑھا جانا چاہئیے "اور فرشتے نے اندر آکر کہا سلام تجھ کو جس پر فضل ہوا ہے۔ خداوند تیرے ساتھ ہے" لیکن کیتھولک کلیسیا نے اپنی نماز کی کتاب کے اندر اسے یوں لکھا ہے کہ "سلام اے مریم فضل سے بھری ہوئی۔ خداوند تیرے ساتھ ہے"۔ کسی پر فضل ہونے اور فضل سے بھرنے میں بڑا فرق ہے۔

مریم بھی دیگر لڑکیوں کی طرح سن بلوغت تک پہنچی۔ جبرائیل فرشتہ کے کلام سے قبل اس کی منگنی یوسف کے ساتھ ہو چکی تھی اور اب وہ شادی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ جب جبرائیل نے کہا کہ "۔۔ خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے" لوقا۔۱/۳۰ اس وقت اس کی نسبت ہو چکی تھی۔ یقیناً وہ آسمانی پیغام رساں سے یہ پیغام سن کر پریشان ہوئی ہوگی۔ یہ آئیت اس بات کی مزید تصدیق کرتی ہے کہ مریم فضل سے بھری ہوئی نہ تھی بلکہ اس پر فضل ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ یہ کہہ سکتی تھی کہ "دیکھ میں خدا کی بندی ہوں۔ میرے لئے تیرے قول کے موافق ہو۔ اور فرشتہ اس کے پاس سے چلا گیا" لوقا۔۱/۳۸۔

بائیبل میں مریم کے فضل اور یوسف کی حمائیت کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ اس کے برعکس جب کلام مجسم ہوا اور ہمارے درمیان رہا تو خدا کا فضل ہم پر عیاں ہوا۔ یوحنا۔۱۔ خدا کا فضل ہمیشہ کے لئے نجات دہندہ کے اندر پایا جاتا ہے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ "اس کی معموری میں سے ہم سب نے پایا یعنی فضل پر فضل۔ اس لئے کہ شریعت تو موسیٰ کی معرفت دی گئی مگر فضل اور سچائی یسوع مسیح کی معرفت پہنچی" یوحنا۔۱:۱۶-۱۷۔ مزید براں اس کے بارے میں کلام بڑی واضح گواہی رکھتا ہے۔

جیسا بہت سی تصاویر اور بتوں میں دکھایا جاتا ہے بیٹا مریم کی گود یا بازوں میں نہیں بلکہ جس طرح لکھا ہے کہ "خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ

کی گود میں ہے اسی نے ظاہر کیا۔ لوقا۔ ۱/ ۱۸۔ وہ تمام تصاویر جو ماں کی گود میں بچے کو پیش کرتی ہیں انکی اختراع بت پرستوں سے ہوئی۔ یہ زرخیزی کے دیوتا اور دیوی کو ظاہر کرتی ہیں اور ان کو بغیر مقصد کے قبول کر لیا گیا۔ اس فریب نے لوگوں کو خدا کی حقیقی پرستش سے مزید دور کر کے بتوں کی پوجا کرنے کی طرف مائل کر دیا۔ یسوع مریم کا مبارک پھل نہیں بلکہ الٰہی تخم کو قبول کرنے کا ایک وسیلہ تھی۔ وہ کلام تھا جو مجسم ہوا۔

مندرجہ ذیل آیات میں مریم کی انسانی ناکامیوں کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ عید فسح کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ لیکن یسوع جو ابھی بارہ برس کا ہی تھا ہیکل میں رہ گیا۔ مگر اس خاندان کو کئی دنوں تک اس کا پتہ بھی نہ چلا کہ وہ ان کے ساتھ نہ تھا۔ اس کے بارے میں لکھا ہے کہ۔ تین روز کے بعد ایسا ہوا کہ انہوں نے اسے ہیکل میں استادوں کے بیچ میں بیٹھے انکی سنتے اور ان سے سوال کرتے ہوئے پایا۔ (لوقا۔ ۲/ ۴۶) مریم کا اس کے ساتھ خاص تعلق تھا اس لئے جونہی اس نے اسے پایا اس نے ہلکی سی جھڑکی میں جو کچھ اسے کہا اس پر غور نہ کیا۔ اس کے بارے میں یوں لکھا ہے کہ۔۔ اسکی ماں نے اس سے کہا بیٹا تو نے کیوں ہم سے ایسا کیا؟ دیکھ تیرا باپ اور میں کڑھتے ہوئے تجھے ڈھونڈتے تھے۔ (لوقا۔ ۲/ ۴۸)

اس کے جواب میں جو کچھ اس بچے یسوع نے کہا اس میں ایک واضح درستی کی گئی۔۔۔ کہ تم مجھے کیوں ڈھونڈتے تھے؟ کیا تمکو معلوم نہ تھا کہ مجھے اپنے باپ کے ہاں ہونا ضرور ہے۔ (لوقا۔ ۲/ ۴۹) یہاں باپ کا اشارہ یوسف اور اسکے کارخانے کی طرف نہ تھا بلکہ اپنے آسمانی باپ کی طرف تھا۔ اس نے اسی وقت فوری طور پر مریم کے اس بیان کو درست کیا جس میں غلط طور پر یوسف کو اس کا باپ کہا گیا۔

مریم کو خود بھی خدا کے فضل اور نجات کی ضرورت تھی۔ جب یسوع مسیح کو اوپر آسمان پر اٹھا لیا گیا تو مریم بھی ان ایک سو بیس کے ساتھ بالاخانے میں روح القدس حاصل کرنے کے لئے پائی گئی۔ اس کے بارے میں یوں لکھا ہے کہ۔ یہ سب کے سب چند عورتوں اور یسوع کی ماں مریم اور اس کے بھائیوں کے ساتھ ایک دل ہو کر دعا میں مشغول رہے۔ (اعمال۔ ۱/ ۱۴) اس کے بھائیوں کے لئے پہلے ایمان لانا مشکل تھا۔ یوحنا۔ ۷/ ۳۔ ۵) لیکن جس طرح ہم کو بتایا گیا ہے بعد میں وہ حقیقی ایمانداروں

مریم کی تعظیم و تکریم کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ وہ ان لوگوں میں شامل تھی جو روح القدس کے نزول کے تجربے کا انتظار کر رہے تھے۔ خدا کے ہر بچے کے لئے لازم ہے کہ وہ نجات حاصل کرنیکے لئے روح القدس کا شخصی تجربہ حاصل کرے۔ مریم اس سے الگ نہ تھی۔

یہ کہا جاتا ہے کہ بیٹا مریم کی ہر درخواست کو پورا کرتا ہے۔ ایسا کہاں لکھا ہے؟ غلط امیدیں پروان چڑھ رہی ہیں۔ قانا گلیل کی شادی میں مے کم ہو گئی۔ اس واقعہ کا یوں ذکر کیا گیا ہے کہ۔ جب مے ہو چکی تو یسوع کی ماں نے اس سے کہا کہ ان کے پاس مے نہیں رہی۔ یسوع نے اس سے کہا اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام ہے؟ ابھی میرا وقت نہیں آیا۔ (یوحنا۔۲/۳۔۴) یہ بڑا فوری جواب تھا جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ کسی کے زیر اثر نہیں تھا۔ حتیٰ کہ مریم کے بھی۔

جو اچھا مشورہ خادموں کو دیا اسے ذل میں جگہ دینی چاہیئے۔ کہ۔۔۔ جو کچھ یہ تم سے کہے وہ کرو۔ (پانچویں آئت) یہ تمام بنی نوع انسان کیلئے ایک بہت بڑا سبق ہے۔ خداوند کے بھائیوں کا ذکر نہ صرف اناجیل میں ہی کیا گیا ہے بلکہ پولس بھی ان کا یوں حوالہ دیتا ہے کہ۔ کیا ہمکو یہ اختیار نہیں کہ کسی مسیحی بہن کو بیاہ کر لئے پھریں جیسا اور رسول اور خداوند کے بھائی اور کیفا کرتے ہیں؟ (۱۔کرنتھیوں۔۹/۵) رسول گلتیوں کو یوں لکھتا ہے۔ مگر اور رسولوں میں سے خداوند کے بھائی یعقوب کے سوا کسی سے نہ ملا۔ (گلتیوں۔۱/۱۹) گو یہ بات بڑی عجیب ہے لیکن سچ ہے کہ اعمال کے دوسرے باب میں روح القدس حاصل کرنے کے بعد مریم کا نئے عہد نامے میں مزید کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ بائبل کو ماننے والا مسیحی اس بات سے مطمئین ہے کہ اس نے خدا کے منصوبے کو پورا کیا۔ ابتدائی مسیحیوں کے اندر بت پرستی کی روح نہ تھی بلکہ روح القدس تھا اس لئے وہ تمام عزت و تکریم صرف خدائے خالق کو دیتے تھے نہ کہ کسی مخلوق کو۔

ساتویں صدی عیسوی کے بعد بائبل کے سراسر خلاف مریم کی پرستش شروع کر دی گئی۔ بارویں صدی سے مبارک مریم کے خوش الحان الفاظ پڑھے جانے لگے۔ ۱۱۴۰ عیسوی سے بے گناہی کے مبارک تصور کی عید کے ساتھ دیگر عیدیں منائی جانے لگیں۔ بارویں صدی میں روزری کا استعمال شروع ہوا۔ مریم کے نشان کے ذریعے۔۔۔

کیتھولک کلیسیا تمام دنیا کو اپنے زیر کرنا چاہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد سے مریم کی پرستش پر زیادہ زور دیا جانے لگا ہے۔ دیکھئے۔ (او۔ مارک من کی کتاب۔

ہمیں جو چیزیں سکھائی جا رہی ہیں ان میں امتیاز کرنا چاہیئے کہ یہ روح القدس کی طرف سے ہیں یا مخالف مسیح کی روح کی طرف سے جو اسوقت کام میں لگی ہوئی ہے۔ اس بات پر زور دیا جانا اور صاف طور پر کہا جانا چاہیئے کہ مریم کو پاک کلام کے اندر ایمان کے اعتبار سے ہمارے لئے ایک نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ اسکے بارے میں یوں لکھا گیا ہے کہ۔ مبارک ہے وہ جو ایمان لائی کیونکہ جو باتیں خداوند کی طرف سے اسے کہی گئی تھیں وہ پوری ہونگی۔ (لوقا۔ ۱/ ۴۵) یہی بات ہم سب پر صادر آنی چاہیئے۔ ہمیں ان سب وعدوں کا یقین کرنا چاہیئے جو خدا نے ہمارے ساتھ کئے ہیں۔ پھر ہمیں اس بات کی گارنٹی ہوگی کہ وہ پورے ہونگے۔ ہم سب کو مریم کی طرح یہ کہنا چاہیئے کہ۔۔ دیکھ میں خداوند کی بندی ہوں میرے لئے تیرے قول کے موافق ہو۔ لوقا ۱/ ۳۸۔ کلام مقدس کی مریم اس مریم سے بالکل مختلف ہے جسے سن ۴۳۱ عیسوی میں افسس کی کونسل میں پرستش کرنے کے لئے متعارف کرایا گیا۔

---

# چھٹا باب

# دین مریم کیا ہے؟

کتاب مقدس کی گواہی کے مطابق صرف خدا ہی ایمان اور پرستش کا مستحق ہے۔ اس کے علاوہ اگر کسی اور کو اس مقصد کے لئے سر بلند کیا جاتا ہے تو یہ بدگمانی اور بت پرستی ہے۔ پروٹسٹنٹ فرقہ کے ماہر علم الٰہیات نے اس پر پہلے ہی بہت مدلل لکھا ہے۔ تاہم ان کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے ہم چند بیانات کا حوالہ دیں گے۔ دین مریم کو چلانے کا کوئی جواز نہیں۔ کلام مقدس میں اس کے ظہور کا کوئی وعدہ نہیں کیا گیا۔ تقریباً پندرہ سو سال اس کے ظہور کے بغیر گزر گئے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ اس کے ظہور کے قصے پولینڈ۔ پرتگال۔ سپین اور فرانس جیسے کیتھولک ممالک کے اندر ہی زیر تحریر لائے گئے ہیں۔ اگر نجات کا دارومدار مریم پر ہی ہے تو وہ کسی پروٹسٹنٹ۔ مسلم اور بدھ مت ملک میں جہاں اس کا ظہور ان لوگوں کے لئے مددگار ثابت ہوتا کبھی ظاہر نہیں ہوئی۔ اس بات کی ہر ایک کو تسلی ہونی چاہیے کہ جس طرح پطرس۔ یوسف یا اور کوئی ظاہر نہیں ہو سکتا اسی طرح مریم بھی کبھی ظاہر نہیں ہو سکتی۔ چونکہ لوگ اسکی جستجو کرتے ہیں اسلئے یہ ان کے دماغی تصورات ہوتے ہیں۔ اس امر میں یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ ان مقامات پر کس کی پوجا کی جاتی ہے۔ یسوع کی یا مریم کی؟ یہ کس قسم کی روح ہے۔ جو یسوع کو جلال دینے کی بجائے مریم کو جلال دے رہی ہے؟ یقیناً یہ روح القدس نہیں۔ یہ فریب دینے والی روح ہے۔ پادری او۔ مارک من اپنی کتاب (دین مریم کے اندر شیطانیت) میں یوں لکھتے ہیں کہ مریم کے بارے میں عارفانہ دین بھی شیطانی اثر کی وجہ سے ہے۔ مریم کی تعظیم و تکریم کو پہلی صدیوں کے ساتھ منسوب کیا جا رہا ہے۔ دیوی ماتا کے مذہب نے پہلی صدیوں میں ہی مریم کے مذہب میں نشوونما پانی شروع کر دی۔ (او۔ مارک من کی کتاب کیتھولک کلیسیا کی غلطیاں صفحہ نمبر ۴۷)

خدا کی ماں کب سے وجود میں آئی ہے؟ یہ کلیہ سراسر کلام کے خلاف ہے۔ وہ خدا کی ماں نہ تھی بلکہ اسنے صرف ہمارے خداوند اور منجی یسوع مسیح کو جنم دیا۔

یہ افسس کا شہر تھا جس میں بھیڑ نے چلا کر کہا کہ افسیوں کی ارتمس بڑی ہے۔ اعمال ۱۹/۲۸۔ لیکن اب خاص عبادتوں کے اندر یہ گایا جاتا ہے کہ مریم بڑی ہے۔ ایک کی اہمیت کو کم کرنا اور دوسری کو بڑھانا بڑا آسان کام تھا۔

صرف پانچویں صدی سے دین مریم نے اپنا راستہ اختیار کرنا شروع کیا۔ اس کے بارے میں آرتھرڈ ریوز یوں لکھتا ہے کہ۔ تواریخی نظریے کی حیثیت سے مریم کی پوجا انسانی تباہی کی تصویر پیش کرتی ہے۔ یہ بچگانہ خیالات کی کہانی۔ گستاخانہ غلط بیانی۔ توڑمڑور۔ تفسیر۔ ذہنی خیالات اور ایسا جوڑ توڑ ہے جو انسانی کمزوری اور ضرورت میں سے اچھل کر نکل رہا ہے۔ جے سوٹ یعنی یسوع کی سوسائٹی کی چالاکی کلیسیائی طاقت کے ذریعے ترتیب دی گئی ہے۔ یہ ایک ڈرامہ ہے جو فی الواقع ایک ہی وقت رونے اور ہنسنے کا کردار پیش کر رہا ہے۔ درحقیقت یہ الوہیت کے ساتھ تنزومزاح ہے۔ (کے۔ڈیشنر)

مبارک ہے تو مریم سے لیکر اس کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کا نظریہ خلاف کلام ہے اسلئے یہ جھوٹی اختراع جو تقریباً سولہ سو سال قبل رومن کلیسیا کے اندر وجود میں آئی۔ آج ان تمام نظریات کو مسیحی ایمان کا جز سمجھا جارہا ہے جبکہ حقیقت میں یہ مخالف مسیح۔ دشمن کا کام ہے جو انسانیت کو یسوع مسیح میں نجات حاصل کرنے کے ایمان سے جدا کرکے مریم کے غیر نجات یافتہ وہم میں مبتلا کر چکا ہے۔ اصلاحی دور سے لیکر اب تک علم الہیات کے جانے پہچانے ماہرین نے اس کے بارے میں بڑی وضاحت کے ساتھ لکھا ہے۔

مریم کا مختلف جگہوں میں ظاہر ہونے کا وہم خدا کی نظر میں مکروہ ہے۔ اس نظریے نے بہت سے سنجیدہ لوگوں کو بھی غلط راستے پر ڈالدیا ہے۔ پادری مارکمن موجودہ پوپ کے بارے میں یوں لکھتا ہے کہ۔ کیا یہ مکروہ بات نہیں کہ جب پوپ نے پولینڈ کا دورہ کیا تو اس نے جاسنا گورہ میں سیاہ فام میڈونا کے آگے گھٹنے ٹیک کر سنہری گلاب کو نیچے رکھ کر بڑی مسرت کے ساتھ یہ اقرار کیا کہ ٹوٹوس ٹوم جس کا مطلب ہے کہ مکمل طور پر تیرا۔ اس نے اپنی تمام زندگی کے لئے مریم سے دعا کرنے کے لئے ٹوٹوس ٹوم کے الفاظ کو استعمال کرنا ایک رہنما اصول بنائے رکھا۔ سیاہ فام میڈونا

آگے اس کی دعا ان الفاظ کے ساتھ ختم ہوئی کہ میں دنیا کے کناروں تک تمام کلیسیا کو تیری نظر کرتا ہوں۔ میں تمام نسل انسانی۔ تمام آدمیوں۔ اپنے بھائیوں۔ تمام لوگوں اور تمام قوموں کو تیری نظر کرتا ہوں۔ میں روم اور پولینڈ کو تیری نظر کرتا ہوں کہ وہ تیرے خادم کے وسیلہ سے نئی محبت کے نئے بندھنوں میں متحد ہو جائیں۔ اے ماں ہمیں قبول کر۔ اے ماں ہمیں چھوڑ نہ دے۔ اے ماں ہماری رہنمائی کر۔

(او۔ مارک من)

مریم کو رومن کیتھولک کلیسیا کی ماں بنایا گیا ہے۔ وہ آسمان کی ملکہ نہیں بلکہ رومن کیتھولک حکومت کی ملکہ ہے۔

یاوَکیم ماریا آلونسو کی کتاب فاطیمہ کے مطابق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مریم تیرہ مئی ، ۱۹۱۷ عیسوی کو بھیڑیں چرانیوالے تین بچوں پر جلال میں ظاہر ہوئی۔ تیرہ کا عدد بار بار دہرایا گیا ہے۔ ۱۷/ جولائی سن ۱۹۱۷ عیسوی کو مقدس کنواری نے تین بچوں کو اگلے ماہ پھر واپس آنے کے لئے کہا۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ۱۳/ ستمبر ۱۹۱۷ء کو اپنے پانچویں ظہور کے وقت اس نے یوں کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ تم ۱۳ / اکتوبر کو اسی جگہ واپس آکر روزری پڑھو۔ چھٹے ظہور تک جو ۱۳/ اکتوبر سن ۱۹۱۷ء کو ہونا تھا اس مقام پر تقریباً پچاس ہزار یاتریوں کا مجمع فراہم ہوا۔ اس کے بعد وہاں مریم کے آگے درخواست کرنے کے لئے آنے والے یاتریوں کی تعداد جو اس حقیقت سے واقف نہیں تھی کہ مریم بذات خود خدا کی مدد کی طلبگار ہے اور وہ کسی کی مدد کرنے کے قابل نہیں لاکھوں تک پہنچ گئی۔

فاطیمہ کے اندر مریم کے بہت سے بت اور تصاویر بھی دکھائی گئی ہیں جن کا بہت احترام کیا جاتا ہے۔ پوپ جان پال نے ظاہر ہونیوالے مقام کے عبادت خانے میں اس قسم کے ایک بت کے سامنے گھٹنے ٹیکے۔ یہ مذہب براہ راست دس احکام کے خلاف کھڑا ہے۔ کلام مقدس میں لکھا ہے کہ۔ تو اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا نہ کسی چیز کی صورت بنانا جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے۔ تو انکے آگے سجدہ نہ کرنا اور نہ ان کی عبادت کرنا کیونکہ میں خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں اور جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں ان کی اولاد کو تیسری اور چوتھی پشت تک باپ دادا کی بدکاری کی سزا دیتا ہوں۔ خروج۔ ۲۰/ ۴۔ ۵۔

جو اس قسم کے مجسموں کی قدر کرتے ہیں انہیں اپنے آپ کو ایسے لوگوں میں شمار سمجھنا چاہیے جو خدا سے نفرت کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ سونے کے بچھڑے کے گرد ناچنے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ کسی کے پاس کرسٹو فورس ہے۔ بعض کسی اور مورت کو اور بعض مسیح کے مجسموں کو جو انسان کے ہاتھوں سے بنے ہیں اٹھائے پھرتے ہیں۔

یہ بات مجھے وہ گفتگو یاد دلاتی ہے جو ہم نے بعض مہمانوں کے ساتھ کی۔ ہم ایمان کی بات کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ کیا کسی کا یسوع مسیح کے ساتھ ذاتی رشتہ ہے۔ فوراً ایک خاتون نے جواب دیا کہ۔ میں نے اپنے یسوع کو بیچ دیا ہے۔ یہ سنکر ہم سب ایک لمحہ کیلئے حیران سے ہوگئے۔ اس کے بعد اس نے بیان کیا کہ وہ قدیم چیزوں کو بیچنے کا کاروبار کرتی ہے اور اسنے کسی گرجے میں یسوع کے مجسمے کو ایک مارک اور پچیس فینک میں بیچ دیا ہے۔

اس وقت دنیا میں اسی قسم کے مجسمے لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں جو سب کے سب خدا کے سامنے مکروہ ہیں۔ اس نے اپنی پاکزگی میں اعلان کرتے ہوئے ان سب کو عدالت میں لانے کا اعلان کیا ہے۔ کلام مقدس میں یوں لکھا ہے کہ "لعنت اس آدمی پر جو کاریگری کی صنعت کی طرح کھودی ہوئی یا ڈھالی ہوئی مورت بنا کر جو خداوند کے نزدیک مکروہ ہے اس کو کسی پوشیدہ جگہ میں نصب کرے اور سب لوگ جواب دیں اور کہیں آمین" (استثنا۔ ۱۵/۲۷) لوگ اپنی پناہ کے لئے اس کے پاس نہیں جاتے جو انکی مدد کر سکتا ہے بلکہ گھڑی ہوئی چیزوں سے امداد حاصل کرنیکے خواہاں ہیں۔ یوں وہ خدا کی بے عزتی کر کے اس کو ناراض کرتے ہیں۔ جب خداوند یسوع سے پہلے حکم کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ "اول یہ ہے اے اسرائیل سن۔ خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ" مرقس۔ ۲۹/۱۲۔ ۳۰۔ یقیناً یہاں نہ مریم کے لئے کوئی گنجائش ہے نہ مقدسین یا کسی اور مجسمے کے لئے۔

کیا مریم انسان ہونیکی حیثیت سے کائنات کا علم رکھے بغیر ساری دنیا کے کروڑوں لوگوں کی دعاؤں کو سن سکتی ہے؟ کیا مریم ہر جگہ حاضر و ناضر ہونے کی صلاحیت کے بغیر آسمان۔ زمین اور برزخ میں ہو سکتی ہے؟ صرف خدا ہی ہر جگہ حاضر و ناضر ہے۔

تمام زیارت گاہیں خواہ وہ کسی بھی ملک میں ہوں خدا کے نزدیک مکروہ ہیں اس لئے وہ قابل مذمت ہیں۔خداوند خدا یوں فرماتا ہے۔ کیونکہ خداوند اسرائیل کے گھرانے سے یوں فرماتا ہے کہ تم میرے طالب ہو اور زندہ رہو۔ لیکن بیت ایل کے طالب نہ ہو اور جلجال میں داخل نہ ہو اور بیر سبع کو نہ جاؤ کیونکہ جلجال اسیری میں جائیگا اور بیت ایل ناچیز ہو گا۔ تم خداوند کے طالب ہو اور زندہ رہو۔ (عاموس ۵/۴۔۶)

آج وہ یوں کہے گا کہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ تم میرے طالب ہو اور زندہ رہو لورڈس اور فاطیمہ میں داخل نہ ہو۔ اور نہ ہی Tchenstochow اور Altotting وغیرہ میں داخل ہو۔ بلکہ اے انتہائے زمین کے سب لوگو ہمیشہ کی زندگی پانے کیلئے میرے پاس آؤ۔ چونکہ خدا ہر جگہ حاضر و ناضر ہے اسلئے اسے جو کوئی بھی ڈھونڈے گا اور جہاں سے بھی پکارے گا وہ اس کی سنے گا۔

وٹوریو میسوری نے جرمن کارڈینل جوزف راٹ سنگر کے بارے میں یوں لکھا ہے کہ موجودہ پوپ جان پال دوئم نے زخمی ہونیکے بعد ۱۳/ مئی کو مریم کے ظہور کی سالگرہ کے وقت پرتگالی گاؤں میں فاطیمہ کی زیارت کرتے وقت مریم کا شکر ادا کیا جس کے ہاتھ نے پستول کی گولی کی عجیب طریقے سے رہنمائی کی۔ (وی۔میسوری Zur Lage des Glaubens Page 112 )" اسی کارڈینل راٹ سنگر نے اعلان کیا کہ کلیسیا نے مذہبی عقیدے کا اس طرح دعوی کیا ہے پہلے مسلسل کنوارپن اور خدا کی مادریت (خدا کی ماں بننا) پھر ایک لمبی بلوغیت اور ظہور کے بعد اصلی گناہ کا اخراج اور مریم کا بدن میں آسمانی جلال میں استقبال۔ اس کے بعد ہم ایک غیر معتبر جملہ پڑھتے ہیں کہ یہ عقائد مسیح پر اس اصلی ایمان کی حفاظت کرتے ہیں کہ وہ حقیقی خدا اور حقیقی انسان تھا۔ (وی۔میسوری کی متذکرہ بالا کتاب کے صفحہ نمبر ۱۰۸ کو پڑھئے)

اس بات کو بغیر وضاحت کے نہیں چھوڑا جا سکتا۔ چار عقیدوں کی بنیاد بھی باقی عقیدوں کی طرح بائیبل پر نہیں۔ کونسل کے اندر کلام کی سچائیوں کو پیش نظر نہیں رکھا گیا اور نہ ہی ان پر رائے حاصل کر کے انکو وجود میں لایا گیا ہے بلکہ انکو اس طرح ماننا اور سکھانا چاہیے جیسے انہیں خدا کے بلائے ہوئے لوگوں نے خدا کے نام

سے مشتہر کیا تھا۔ تمام فیصلوں کے ساتھ مسٹر راٹ سنگر کو اپنے لکھے ہوئے الفاظ کا سامنا کرنا ہوگا۔ حقیقت میں یہ بات بذات خود قابل فہم ہے کہ سچائی کو ووٹوں اور اظہار خیالات کے ذریعے خواہ وہ درست ہوں یا نہ تخلیق نہیں کیا جا سکتا۔ سچائی کو صرف پایا جا سکتا ہے خلق نہیں کیا جا سکتا (صفحہ ۶۲) اگر کوئی سچائی کے کلام کو داد نہیں دیتا تو اسے اس کا متبادل ڈھونڈنا پڑے گا۔ اور اگر کسی کا خدا پر بھروسہ نہیں تو اسے پوپ کی طرح اپنے مداحوں کی بھیڑ میں بلٹ پروف کار کے اندر سوار ہونا چاہیئے۔

علم الٰہی میں مسیحیت مریم کے مذہب میں تبدیل کر دی گئی ہے۔ مریم کی عظمت میں خاص عبادتیں کھلے بندوں کی جا رہی ہیں۔ دراصل سب چیزیں اسی کے گرد گھوم رہی ہیں۔ مسیح کا نام صرف اس پروگرام میں استعمال کیا جاتا ہے جہاں اسے موزوں خیال کیا جاتا ہے۔ پوپ نے بائبل کے مطابق مریم کی تعظیم کو پھر شروع کرنے کی درخواست کی ہے۔ تثلیثی فارمولے اور مسیحیت پرستی کو دوسرے عقائد کی روشنی میں، جو وقت اور تہذیب کے مطابق بیان کئے گئے ہیں سجایا گیا ہے (کیتھولک کلیسیا کی تعلیم، کتاب صفحہ نمبر ۱۷۳)

بائبل کا جاننے والا مسیحی مریم کی تعظیم کے تعلق سے اس قسم کے خلاف بائبل۔ غلط رہنمائی کرنے والے۔ کافرانہ بیانات کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہے؟

یہ خود ساختہ مذہبی عقیدے اور رسومات کیا ہیں؟ کیا وہ درست ہیں یا نہیں؟ کیا یہ جس طرح کارڈینل راٹ سنگر نے کہا کہ ایک لمبے عرصے کی بلوغیت اور ظہور کے بعد گویا وہ اصلی سچائی نہ تھی بلکہ انکو تیار کیا گیا تھا؟ گزرے سال اس بات کی توثیق کرتے ہیں کہ جہاں کہیں سچائی ہے اس کو پانے کی ضرورت ہے؟ یہ بات یقینی ہے کہ وہ صرف خدا کے کلام کے علاوہ اور کہیں نہیں۔ بائبل کو ماننے والے مسیحی جو زندہ خدا کی کلیسیا کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں رسولوں اور نبیوں کی نیو پر جس کے کونے کے سرے کا پتھر خود مسیح یسوع ہے تعمیر کئے گئے ہیں (افسیوں۔ ۲/۲۰) جو کچھ پاپاؤں نے تیار کیا ہے وہ خدا کے کلام کے ساتھ نہیں ملتا۔ اس لئے وہ رسولی نہیں ہے۔ پطرس۔ یعقوب اور یوحنا اور پولس نے مریم کے بارے میں کیوں نہ سوچا خصوصاً اس وقت جب ہر چیز ابھی تازہ ہی تھی؟

یوحنا رسول نے حقیقی ایمانداروں کو ایک بہت ہی اہم پیغام دیا جو ہمیشہ کے لئے درست ہے کہ۔ میں نے تمہیں اس لئے نہیں لکھا کہ تم سچائی کو نہیں جانتے بلکہ اسلئے کہ تم اسے جانتے ہو اور اس لئے کہ کوئی جھوٹ سچائی کی طرف سے نہیں ہے۔(۱۔یوحنا۔ ۲۱/۲) جن عقیدوں کا دعوی کیا جاتا ہے ان میں سے ایک بھی سچائی کے کلام کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ وہ تمام عقیدے مختلف ذرائع سے ابھرے ہیں۔

اب ہم ان سالوں کا حوالہ دیں گے جن میں بعض باتوں کو ایجاد کیا گیا اور وہ ابتدائی مسیحیت کے اندر موجود نہ تھیں۔

سن ۳۱۰ عیسوی میں صلیب کا نشان شروع ہوا۔

- ۳۲۰ ۔ میں موم بتیوں کو متعارف کرایا گیا۔
- ۳۷۵ ۔ فرشتوں اور مرے ہوئے مقدسوں کی عزت و تعظیم شروع ہوئی
- ۳۹۴ ۔ مریم کی پرستش کو ایجاد کیا گیا۔
- ۵۰۰ ۔ خادموں نے لوگوں سے مختلف لباس پہننا شروع کیا۔
- ۶۰۰ ۔ پوپ گریگری نے گرجوں کے اندر عبادت اور دعا کے لئے لاطینی زبان کے استعمال کو شروع کیا۔ ان میں سے ایک دعا مریم اور مرے ہوئے مقدسین کے لئے مخصوص ہے
- ۶۵۰ ۔ مریم کی عید منائی جانے لگی۔
- ۷۰۹ ۔ پوپ کے پاؤں کو چومنا شروع کیا گیا۔
- ۷۵۰ ۔ پوپ کو دنیوی اقتدار سونپا گیا۔
- ۷۸۸ ۔ مریم اور مردہ مقدسوں کی پرستش شروع کی گئی۔ صلیب۔ بتوں اور یادگاروں کی پرستش کو ایجاد کیا گیا۔
- ۸۵۰ ۔ پاک پانی میں ایک چٹکی نمک ملا کر اس پر گھنٹی کے ساتھ فادر صاحب کی برکت۔ کتاب اور موم بتی کو ایجاد کیا گیا۔
- ۸۹۰ ۔ مریم کے شوہر مقدس یوسف کی پرستش شروع کی گئی۔
- ۹۶۵ ۔ گھنٹیوں کو بپتسمہ دینے کا کام شروع ہوا۔
- ۹۹۵ ۔ پوپ جان ہنجم نے سب سے پہلے مرے ہوئے مقدسین کے نام مذہبی کتاب میں درج کرنے کی ہدائت کی۔

۹۹۸ عیسوی میں جمعے اور ایسٹر سے چالیس روز قبل روزے رکھنے کی بنیاد ڈالی گئی

۱۰۷۹ء میں کاہنوں کو کنوارہ رہنے کا حکم جاری کیا گیا۔

۱۰۹۰ء میں روزری یعنی تسبیح کو متعارف کرایا گیا۔

۱۱۰۰ء میں پاک عشاء نے قربانی کی صورت اختیار کر لی اور اس میں شامل ہونا لازمی قرار دے دیا گیا۔

۱۱۸۴ء میں مذہب کے مسلمہ عقائد کے خلاف نظریہ رکھنے والوں کے خلاف تحقیق کرنے کا فیصلہ کیا گیا

۱۱۹۰ء میں معافی ناموں کی فروخت شروع ہوئی

۱۲۰۰ء میں عشائے ربانی کے لئے روٹی کی جگہ ایک باریک بسکٹ استعمال ہونے لگا۔

۱۲۱۵ء میں پاک عشا کی روٹی اور مے کا یسوع مسیح کے بدن اور خون میں تبدیل ہونے کا عقیدہ رائج کیا گیا اور کم از کم سال میں ایک بار کاہنوں کے آگے اپنے گناہوں کا اقرار کرنے کے لئے مجبور کر دیا گیا تبہ

۱۲۲۰ء میں عشائے ربانی کے بسکٹ کے احترام کا نظام رائج کیا گیا۔

۱۲۲۷ء میں ہاتھ کی گھنٹی جو عشائے ربانی کے وقت بجا کر لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اب بہت جلد بسکٹ مسیح کے بدن میں تبدیل ہو جائیگا متعارف کرائی گئی۔

۱۲۲۹ء میں عام لوگوں کے لئے بائبل کا مطالعہ ممنوع قرار دے دیا گیا۔

۱۲۴۵ء میں کارڈینل کو (جو پوپ سے دوسرے نمبر پر ہوتا ہے) سرخ ٹوپی پہننے کا حکم جاری ہوا۔

۱۲۶۴ء میں مسیح کے بدن کی عید منائی جانے لگی۔

۱۴۱۴ء میں پاک عشاء کو ایک ہی جز قرار دیکر عام لوگوں کے لئے پیالے میں شریک ہونے کی ممانعت

۱۴۳۹ء میں روحوں کے پاک صاف ہونے کی جگہ کی تعلیم رائج ہوئی

۱۴۷۸ء میں سپین میں سرکاری طور پر عدالتی تحقیق کا قانون نافذ ہوا۔

۱۵۴۵ء میں بائبل کے برابر اختیار رکھنے کی رسم کا اعلان کیا گیا۔

۱۵۴۶ء میں غیر مستند کتابوں کو بائبل میں شامل کر دیا گیا۔
۱۸۵۴ء میں مریم کی بے گناہی کے تصور کو رائج کیا گیا۔
۱۸۷۰ء میں پوپ کے بے خطا ہونے کی تعلیم کو رائج کیا گیا۔
۱۹۲۵ء میں مریم کے آسمان پر جسمانی حالت میں موجود ہونے کی اختراع کی گئی۔
۱۹۵۰ء میں استقبال کنواری مریم کا عقیدہ قائم ہوا۔
یہ سب ایل۔جے۔کنگ کی کتاب موت کے گھر صفحہ نمبر ۱۱۷ تا ۱۲۲ میں دیکھئے۔

ہر با شعور شخص کئی سال گزر جانے کے بعد ان باتوں کو ایجاد کرنے کا مطلب دریافت کرنے کی بات کرے گا۔ نیا عہد نامہ بذات خود مکمل اور کامل ہے۔ کسی کو اس کے اندر کچھ شامل کرنے کا اختیار نہیں۔ کلام مقدس میں لکھا ہے کہ۔ اے بھائیو۔ میں انسان کے طور پر کہتا ہوں کہ اگرچہ آدمی ہی کا عہد ہو جب اس کی تصدیق ہو گئی تو کوئی اس کو باطل نہیں کرتا اور نہ اس پر کچھ بڑھاتا ہے۔ (گلتیوں۔ ۳/۱۵) اگر کوئی اپنی آخری وصیت لکھتا ہے تو اس کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن خدا کی واضع مرضی نئے عہد نامے کے اندر انسان نے ایمان کی دفعات کو جو اصلی نئے عہد نامے کے اندر موجود نہیں شامل کر کے تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے۔ مندرجہ ذیل تنبیہ کے بعد اس کا واجب احترام کہاں ہے؟

میں ہر ایک آدمی کے آگے جو اس کتاب کی نبوت کی باتیں سنتا ہے گواہی دیتا ہوں کہ اگر کوئی آدمی ان میں کچھ بڑھائے تو خدا اس کتاب میں لکھی ہوئی آفتیں اس پر نازل کرے گا۔ (مکاشفہ۔ ۲۲/۱۸)

# ساتواں باب
## اصلاح۔ نیا آغاز

**اصلاح** کے ذریعے الٰہی مداخلت دیر سے شروع ہوئی۔ بائبل کے نقطہ نگاہ سے یہ کافی نہ تھی۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اصلاح کار جو سب کے سب رومن کیتھولک کلیسیا کے فرزند تھے اس بات کو درست طور پر پہچانتے تھے کہ ایک نیا آغاز ضروری ہے۔ کیونکہ اس وقت کے دنیاوی نظام کے مطابق زیادہ باتیں اصلاح طلب نہیں تھیں۔ ایک طرح سے یرمیاہ نبی کا کلام دہرایا جا سکتا ہے کہ "اپنی افتادہ زمین پر ہل چلاؤ اور کانٹوں میں تخم ریزی نہ کرو" یرمیاہ۔ ۴/ ۳ دوسری طرف یہ پیشن گوئی کہ ہم بابل کو شفا دینا چاہتے تھے لیکن اس نے نہ چاہا۔ اسے چھوڑ دو اور ہم میں سے ہر ایک اپنے ملک کو روانہ ہو۔ یہ خروج تھا۔ ٹوٹ جانا اور باہر نکلنا۔ گویا انہوں نے اس آواز کو سن لیا تھا کہ "اے میری امت کے لوگو۔ اس میں سے نکل آؤ۔ تاکہ تم اس کے گناہوں میں شریک نہ ہو اور اس کی آفتوں میں سے کوئی تم پر نہ آجائے" (مکاشفہ۔ ۱۸/ ۴)

مثال کے طور پر لوتھر۔ ان الفاظ کو سمجھ گیا جو مقدس یوحنا رسول نے لکھے کہ۔۔۔ تیرے سوداگر زمین کے امیر تھے تیری جادوگری سے سب قومیں گمراہ ہو گئیں۔ اور نبیوں اور مقدسوں اور زمین کے اور سب مقتولوں کا خون اس میں پایا گیا۔ مکاشفہ۔ ۱۸/ ۲۳ تا ۲۴) اس کے علاوہ جو کچھ یرمیاہ نبی نے فرمایا کہ بابل خداوند کے ہاتھ میں سونے کا پیالہ تھا جس نے ساری دنیا کو متوالا کیا۔ قوموں نے اس کی مے پی اس لئے وہ دیوانہ ہیں۔ (یرمیاہ۔ ۵۱/ ۷) تاہم ابتدائی مسیحیت کی طرف لوٹنے کا اصلاحی سہرہ نہ ملا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اصلاح کاروں نے بعض باتوں کی تو اصلاح کی لیکن باقی چیزوں کو یا تو تبدیل کیا گیا یا انہیں جوں کا توں ہی چھوڑ دیا گیا۔

معافی ناموں کی فروخت۔ پوپ کا کردار اور عام حالت ابھی تک سوالیہ نشان

بنی رہی۔ سب سے اہم بات یہ گواہی تھی کہ انسان صرف یسوع مسیح نجات دہندہ پر ایمان رکھنے کے ذریعے فضل کے ساتھ راستباز ٹھہرتا ہے۔ یہ پیغام اصلاحی تحریک کا نقطہ عروج تھا۔ اصل میں یہی وہ قوت تھی جس نے بابلی قید خانے کو گرادیا۔ لیکن اس کے باوجود بعض تعلیموں کو جو سراسر کلام کے خلاف اور خالص کیتھولک نمونے کی تھیں قائم رہنے دیا۔ ہاں برائے نام مذہبی رسومات کو کم کر دیا گیا۔ لیکن بچوں کے بپتسمے اور دیگر باتوں کو ویسے ہی چھوڑ دیا گیا۔

بد قسمتی سے پروٹسٹنٹ لوگوں نے تثلیث کا نظریہ جوں کا توں ہی قائم رکھا۔ اور یوں وہ کسی قدر انہی نقش پا پر چلتے رہے۔ یہودی اور دیگر لوگوں کو جو مختلف ایمان رکھتے تھے اور غوطے کا بپتسمہ لیتے تھے لوتھر شوینک فیلڈ اور ان جیسے دیگر لوگوں نے رد کیا۔ ۲۷ اکتوبر سن ۱۵۵۳ عیسوی میں جینوا میں سپین کے رہنے والے ایک ڈاکٹر کو جس کا نام یشایل تھا کیلون کی رضامندی سے تثلیث کی تعلیم رد کرنے کے باعث آگ میں جلا دیا گیا۔ دوبارہ بپتسمہ لینے والوں کے بارے میں جو نظریہ لوتھر اور میلان شوٹن نے پیش کیا وہ کلیسیائی تواریخ کے اندر محفوظ ہے۔ اصلاح کاروں نے کیتھولک کلیسیا کے اس نظریے کو کہ اس کے بغیر اور کہیں نجات نہیں بالکل ختم نہ کیا۔ یوں وہ دوسرے عقائد کو برداشت نہ کرسکے۔ یہاں تک کہ آج کے دن تک جو کلیسیائیں سینکڑوں سال سے قائم ہیں مذہبی فرقے کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتیں۔ گو ویبسٹر کے مطابق ہر فرقہ کسی نہ کسی منظم مذہبی جماعت کا ایک حصہ ہے۔ اسلئے تمام منظم جماعتیں ایک فرقہ ہی ہیں۔ مذہبی رسومات کو ماننے والے مذہب کی وجہ سے ان دنوں فرقے کے لفظ کو گویا بدمزگی کے مسالے کے ساتھ تیار کیا گیا ہے۔

اصلاحی دنوں میں نئے عہد نامے کی کلیسیا کے اندر خدا کے قائم کئے ہوئے معیار تک پورے طور پر نہ پہنچا گیا۔ تاہم خدا کے کلام کی کھلی منادی کرنے کے لئے واپس لوٹنے کے لئے پہلا قدم ضرور اٹھایا گیا۔ بدیں وجہ ہم اصلاحی تحریک سے قبل اور بعد کے ان اصل اصلاح کاروں کے بے حد مشکور ہیں جنکو لکڑیوں کے ساتھ باندھ کر جلا دیا گیا۔

اسکے بعد خدا کی بادشاہی کے لئے راہ ہموار ہونی شروع ہوئی۔ ایک بیداری کے بعد دوسری شروع ہوئی۔ خوشخبری کی ابدی روشنی زیادہ سے زیادہ نمودار ہوئی۔

ایمان سے راستباز ٹھہرنے کے پہلے قدم کے بعد اسی کلام اور روح کے وسیلے سے دل کی تقدیس کا تجربہ۔ آگ کی طرح جلتے ہوئے بیداری کے مناد جنہوں نے کلیسیائی تواریخ بنائی اور بائبل کی ایسی سچائیوں کو مشتہر کیا جنکا سننے والوں نے تجربہ حاصل کیا۔ دیگر زمانوں کے خادموں کی طرح چونکہ وہ اعلیٰ منصب پر فائیز نہ تھے بلکہ صرف کلام کے ایسے خادم تھے جنہوں نے انجیل کی منادی کے ذریعے لوگوں کو مسیح کے ساتھ جوڑا اس لئے انکی کوئی سرکاری حیثیت نہ تھی۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ان لوگوں میں سے بھی بعض خاص تعلیم پر جو ان پر عیاں کی گئی آکر رک گئے۔ کچھ لوگ صرف راستبازی حاصل کر کے ہی مطمئن ہو گئے جبکہ بعض تبدیلی اور بپتسمے پر آکر ٹھہر گئے اور کچھ تقدیس کے تجربے پر۔ لیکن خدا اپنے روح کے وسیلے آگے بڑھتا رہا۔

اس صدی کے موڑ پر پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں اور نجات یافتہ لوگوں کے درمیان جو خدا کی تلاش میں تھے روح کی ذاتی تحریک شروع ہوئی۔ یہ تجربہ بالکل ویسا ہی تھا جیسا مسیحیت کے شروع میں ہوا۔ انہوں نے خدا کا مافوق الفطرت تجربہ حاصل کیا۔ یوں بیسویں صدی کی پینتی کاسٹل تحریک کا آغاز ہوا۔

اصلاح اور بیداریوں کی مختلف تحریکوں سے کئی کلیسیائیں وجود میں آئیں۔ انسانی ناکامیوں اور ملی جلی بھیڑ کی وجہ سے کئی روحانی غلطیاں ہوئیں۔ تاہم اس بات نے کسی کو یہ حق نہ دیا کہ وہ خدا کے معتبر کام کو رد کرے۔ یوں ہر بیداری کلیسیا کو اصلی مسیحیت کے نزدیک لاتی گئی۔ خدا کا روح اس وقت تک جنبش کرتا رہا جبتک کہ پینتی کاسٹل بیداری میں خدا کا روح راستباز اور نئے سرے سے پیدا ہونے والے لوگوں پر نازل نہ ہوا۔

یوحنا بپتسمہ دینے والے نے اپنی منادی یوں شروع کی کہ میں تو تمہیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں مگر جو مجھ سے زور آور ہے وہ آنے والا ہے میں اسکی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں۔ وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا۔ (لوقا۔ ۱٦/۳) یہ اعلان پینتکست کے اہم دن پر پورا ہوا۔ روح القدس کا بپتسمہ ایمانداروں کو اس بات کی تسلی دیتا ہے کہ خدا نے انہیں قبول کر لیا ہے۔ خدا کے فرزندوں کیلئے یہ پاک روح کی مہر ہے (افسیوں۔ ۳۰/۴)

بے شک آجکل مختلف کرسمیٹک اور رومن کیتھولک پینتی کاسٹل تحریکیں ہیں۔ ایسا

ماحول پیدا کیا جاتا ہے جہاں لوگ تجربہ تو حاصل کرتے ہیں لیکن رہتے پرانی رسومات میں ہی ہیں۔ وہ کسی قدر روح کا مسح تو حاصل کرتے ہیں لیکن روح کے وسیلے مسیح کے اندر سکونت کرنیکے تجربے سے محروم رہتے ہیں۔ کیا انہوں نے واقعی ہی اپنی زندگی میں خدا کا تجربہ حاصل کیا ہے؟ کیا وہ واقعی نئے سرے سے پیدا ہو کر ذات الہٰی میں شریک ہو چکے ہیں؟ اس سوال کا جواب صرف متعلقہ شخص دے سکتا ہے۔ خدا کے حقیقی بچے جو روح القدس سے معمور ہیں وہ ہمیشہ کے لئے مسیح کی درست مخلصی کو حاصل کریں گے اور خدا کے ابدی کلام کو اپنی گواہی اور واجب الوجود بنائیں گے

روح کے پھل پہچانے جائیں گے۔ نعمتیں تو بہت لوگ دکھا سکتے ہیں لیکن روح کا پھل صرف ان لوگوں میں ہی دیکھا جا سکتا ہے جو حقیقی طور پر ذات الہٰی میں شریک ہو چکے ہیں۔ یہ کلام ابھی تک درست ہے کہ " پس ان کے پھلوں سے تم ان کو پہچان لوگے۔ جو مجھ سے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہو گا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔ اس دن بہتیرے مجھ سے کہیں گے اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے بدروحوں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دکھائے؟ اس وقت میں ان سے صاف کہہ دونگا کہ میری کبھی تم سے واقفیت نہ تھی۔ اے بدکارو میرے پاس سے چلے جاؤ "(متی ۔ ۷/۲۰۔ ۲۳)

مئی سن ۱۹۴۶ عیسوی میں عالمگیر جنگ کے بعد امریکہ میں الہٰی شفا کی ایک زبردست بیداری شروع ہوئی۔ جیفرسن ویل انڈیانا کے رہنے والے ایک حلیم نوجوان خادم ولیم برینہم نے جسے ڈاکٹر رائے ڈیوس نے بیپٹسٹ چرچ کے اندر ایک خادم کی حیثیت سے مقرر کیا الہٰی بلاہٹ کے ذریعے ایک زبردست بیداری لانے کے لئے ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔ پادری گارڈن لنڈسے جس نے کئی سال تک اس کے ساتھ سفر کیا چشم دید گواہ کی حیثیت سے اپنی کتاب ولیم برینہم خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے ایک شخص میں دنگ کر دینے والی باتوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ اس شخص کی خدمت میں ہو بہو انہی نشانوں اور عجیب کاموں کو دیکھنے کی گواہی دیتا ہے جو یسوع مسیح اور رسولی زمانے میں وقوع پذیر ہوئے۔ اندھوں نے اپنی بینائی حاصل کی۔

لنگڑے چلنے پھرنے لگے۔ ہر قسم کی بیماری سے شفا حاصل کی گئی۔ یہاں تک کہ سرطان سے بھی۔ اس کتاب کے دوسرے جرمن ایڈیشن (زیادہ روشنی) کے پبلشر نے ہیمبرگ میں ڈاکٹر ڈی۔ بے لتنیس کا جرمن بشارتی لوتھرن کے بشپ صاحبان کے نام صفحہ نمبر چار پر یہ نوٹ لکھا کہ "میں مبشر ولیم برینہم کی دلچسپ کتاب جس کا ترجمہ بڑی وضاحت کے ساتھ کیا گیا ہے آپکا بے حد شکر گزار ہوں۔ وہ جو طریقہ امریکیوں نے اختیار کیا ہے وہ ہمارے لئے انوکھا ہے۔ شاید یہ بہتر ہوگا کہ اس قسم کی روح ہماری بشارتی مہمات میں بھی کارفرما ہو۔ لہٰذا میں ولیم برینہم کو جرمنی میں دعوت دینے کے لئے آپکی تجویز کی حمایت کرتا ہوں۔

اس انوکھی اور زبردست الٰہی تصدیق کی خدمت نے بہت سے مبشران کو اسی قسم کی شخصی خدمات شروع کرنے کے لئے ابھارا ہے۔ بہتوں نے اپنی بشارتی ایسوسی ایشنوں کو قائم کیا ہے۔ فل گاسپل بزنس مین۔ کرسمیٹک تحریک اور دیگر کئی نے بھی ایسی مہمات کا آغاز کیا ہے۔ اگر کوئی ان باتوں کا بغور جائزہ لے تو اسے معلوم ہوگا کہ مذہبی آمیزش پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ کہا جارہا ہے کہ مسیح یہاں ہے اور مسیح وہاں ہے۔ لیکن ابھی تک ایسی کوئی کلیسیا وجود میں نہیں آئی جس کا مقابلہ پہلی کلیسیا کے ساتھ کیا جاسکے۔ اور اس کی وہی تعلیم اور وہی کام ہوں اور وہ کلام کی تائید کی حامل ہو۔ اب نئے عہد نامہ کے اختتام پر ہمیں روح القدس کے ذریعے خدا کی ایسی براہ راست تحریک ضرورت ہے جس میں دلہن کلیسیا کے تمام ممبر ترقی پاکر مسیح کے قد تک پہنچنے کا تجربہ حاصل کریں۔ الٰہی منصوبہ یہ ہے کہ آخری وقت میں مسیح ایک ایسی کلیسیا قایم کرے گا جو ہو بہو پہلی کلیسیا کی مانند ہوگی اور جو کچھ اس کلیسیا میں وقوع پذیر ہوا وہ دوبارہ وقوع میں آئے گا۔

ہر چیز جو زندہ خدا کی کلیسیا کے ساتھ واسطہ رکھتی ہے اسکو اس کی اصلی صورت پر واپس لایا جانا بہت ضروری ہے۔ مسیح کی واپسی سے قبل تازگی اور مکمل بحالی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اعمال ۳/۱۹-۲۱۔ جو کوئی یسوع مسیح کی کلیسیا کا حصہ ہے وہ مذہبی جوش و خروش کے بہاؤ میں جو عموماً فریب کاری کے رنگ میں رنگا ہوتا ہے نہیں بہے گا بلکہ جو وعدے اس وقت کے لئے کئے گئے ہیں ان کو کلام مقدس میں سے تلاش کرکے انکا یقین کریگا۔ جو کچھ خدا کرتا ہے وہ ہمیشہ اپنے کلام کے مطابق کرتا ہے

پیشتر اس کے کہ ہم یہ دعا کریں کہ جس طرح تیری مرضی آسمان پر پوری ہوتی ہے ہم پر روح کے وسیلہ سے خدا کی مرضی اس کے کلام کے ذریعے ظاہر ہونی چاہیئے ۔ یہ وہ وقت نہیں کہ ہم کسی خاص آدمی کی طرف دیکھیں بلکہ یہ خدا کا وقت ہے ۔ خدا کے کلام یعنی سچائی کا وقت ۔ اس تشریح کے ذریعے ہر شخص کے لئے ممکن ہے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ اس کا ایمان کلام کے مطابق ہے یا کلیسیائی تعلیم کے اوپر ۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ مسیح کی واپسی سے قبل ہم اپنا تعلق خدا کی آخری تحریک کے ساتھ پائیں ۔

---

# آٹھواں باب

## خدا

ہمیں بے حد احترام اور الٰہی خوف کے ساتھ خدا کے مضمون تک رسائی حاصل کرنی چاہیئے ۔ ہمارے پاس خدا کے بارے میں مختلف مذاہب ۔ مختلف خیالات اور تعلیمات موجود ہیں ۔ اس سے اگلے ابواب میں خدا اپنی گواہی آپ دے گا اور اپنا مکاشفہ ظاہر کریگا ۔

یہاں ہر طرح کے ضابطے سے احتراز کرنا چاہیئے ۔ کسی ناقابل فہم بات کو سمجھنا اتنا آسان نہیں اور نہ جو چیز بیان اور سمجھ سے بعید ہے اسے بیان کیا یا سمجھا جا سکتا ہے ۔ یہ عظیم بھید ہمارے ساتھ اس وقت تک رہیگا جبتک ہم اس وقت کی قید سے آزاد ہو کر ابدیت میں داخل نہیں ہو جاتے " دیکھ آسمان بلکہ آسمانوں کے آسمان میں بھی تو سما نہیں سکتا " ۲ ۔ تواریخ ۔ ۶ / ۱۸ ۔ جب ہم جلال میں خدا کے ساتھ ہونگے تو ہم قادر مطلق کے عظیم بھید کے بارے میں مزید جان سکیں گے

غالباً بائیبل کے ہر استاد نے خدا کے بارے میں جو کچھ چوتھی صدی میں زیر بحث آیا اور بعد میں سکھایا گیا اس پر اپنے خیالات کی گاڑی دوڑائی ہے ۔ اس مسئلے پر پرانے اور نئے عہد نامے کو سمجھنا مشکل کیوں نہیں سمجھا گیا ۔ کسی بھی یا رسول نے

پیش نہیں کیا۔ بت پرستوں میں بہت سی تثالیث پائی جاتی تھیں۔ انمیں سب سے جانی پہچانی ہندوؤں کی براہما ہے جسے وہ خالق مانتے ہیں۔ پھر وشنو۔ یہ انکو سنبھالنے والا ہے۔ اسکے بعد مہیش جو تباہ کرنے کا کام کرتا ہے۔ پرانے اور نئے عہد نامے کے اندر ایک خدا میں مختلف شخصیتوں کا ذکر نہیں کیا گیا۔ خداوند نے اپنے کلام کے اندر اپنے آپکو ایک مرتبہ بھی تین شخصیتوں کے خدا کے طور پر متعارف نہیں کرایا بلکہ اس کے برعکس ذاتی طور پر خدا ہونیکا دعوی کیا۔ جو کوئی ایک خدا کو تقسیم کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ ایک حقیقی خدا کے علاوہ کسی اور کو نہ دیکھ سکے گا۔ اس کے علاوہ صرف خود ساختہ خدا ہے جس کے دو تین چہرے ہیں۔

حالیہ سالوں کے دوران پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں کے درمیان علم الہیات کی ماہر عورتوں نے خدا اور اس کے کلام کے خلاف خصوصی طور پر آواز بلند کی ہے۔ بعض اوقات بڑے کافرانہ انداز سے۔ ان کی ایک شکایت یہ ہے کہ خدا مذکر ہے مونث نہیں۔ (بائبل کے مذکر خدا کا ذکر کیا گیا ہے) اس کے علاوہ دس احکام بھی مردوں کے لئے لکھے گئے ہیں۔ ان میں اس بات کا اعلان کیا گیا ہے کہ چونکہ عورتوں کے درمیان کوئی مردانہ عضو نہیں جس کا ختنہ کیا جا سکے اس لئے وہ یہودی جماعت کی ممبر نہیں بن سکتیں دیکھئے ( idea-Spektrum 1st July 1987 page 17. ) اس قسم کے تجربے سے گزرنے کے بعد یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے کہ لوگ کہاں سے کہاں تک جا سکتے اور خدا پر نکتہ چینی کر سکتے ہیں۔

تقریباً چار ہزار سال گزرے کہ خدا نے ابرہام کے ساتھ عہد باندھا اور ایک وعدہ کیا کہ ... زمین کے سب قبیلے تیرے وسیلہ سے برکت پائیں گے۔ (پیدائش ۔ ۱۲/ ۳) ابرہام یہودیوں۔ مسیحوں اور مسلمانوں کے لئے بڑی اہم شخصیت ہے۔ تقریباً تین ہزار چھ سو سال گزرے کہ موسیٰ کے دنوں میں خدا نے کوہ سینا پر نیچے اتر کر حکم دیئے۔ اس واقعہ کے متعلق تینوں مذاہب کے اندر کوئی اختلاف نہیں۔ اسوقت سے بنی اسرائیل کو غیر قوموں کے درمیان زندہ اور واحد خدا کی گواہی دینے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

تقریباً دو ہزار سال ہونیکو ہیں کہ مسیح روح القدس کی قدرت سے کنواری مریم کے بطن سے پیدا ہوا۔ مسیحی لوگ اس واقعہ کے قائل ہیں۔ مسلم اسکو ایک عظیم نبی مانتے اور اس کے معجزات پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اسے نجات دہندہ کے طور پر نہیں دیکھتے

یہودیوں کے لئے اس پر ایمان لانے کا وقت اب بہت قریب ہے۔ جس طرح یوسف نے اپنے آپکو اپنے بھائیوں پر دوسری مرتبہ ظاہر کیا اسی طرح بنی اسرائیل بھی اپنے مسیحا کو اسوقت پہچانیں گے جب وہ انکے پاس اب دوسری مرتبہ آئیگا۔ (پیدائش ۔۴۵ و اعمال ۔۷/۱۳)

تقریباً چودہ سو سال ہونے کو ہیں کہ حضرت محمد صلی علیہ و صلعم تشریف لائے۔ ان کا کام بت پرستوں کو بت پرستی سے چھڑا کر قادر مطلق خدا پر جسے انہوں نے اللہ کہکر پکارا ایمان لانا تھا۔ حضرت محمد صلی علیہ و صلعم کا ایمان تھا کہ ملاکی ۴/ ۵۔۶ کے مطابق آخری نبی تھے۔ اور ان کے بعد اس زمین پر عدالت ہوگی اور اللہ تعالہ فیصلہ کرے گا کہ کون فردوس میں جائے اور کون جہنم میں۔ لیکن اتنے سال گزر جانے کے بعد ابھی تک یہ واقعہ ظہور میں نہیں آیا۔ البتہ ایک ایسا مذہب وجود میں ضرور آیا ہے جو مسیحوں اور یہودیونکا بہت بڑا مخالف ہے۔ حالانکہ ابتدائی خواہش یہ نہ تھی۔ قرآن شریف کے اندر ہم اس تنبیہ کو اکثر دیکھتے ہیں کہ کتاب کو پڑھو۔ اس سے مراد بائبل تھا جسے پڑھا جانا اور اس پر ایمان لانا بہت ضروری ہے۔ لیکن حضرت محمد صلی علیہ و صلعم کے پیروکار مسلم اس بات پر عمل نہیں کرتے۔

خدا اور اسکے ذاتی مکاشفہ کی حقیقی پہچان نہائت ضروری ہے۔ صرف اسی طریقے سے ہی ہم خدا کے منصوبے میں شریک ہو سکتے ہیں۔ جہاں تک خدا کے ذاتی ظہور کا تعلق ہے اس کے بارے میں افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ یہودیوں کی اکثریت نے اسے تسلیم نہیں کیا۔ جبکہ مسیحوں نے جلدی سے اس کی غلط تفسیر کرنی شروع کر دی اور مسلمانوں نے اسے پہچانا نہیں۔ یہ تاریخی حقیقت ہے۔ جس خدا نے ابرہام اور موسی کے ساتھ کلام کیا اور اپنے آپ کو مسیح کے ذریعے ظاہر کیا اور حضرت محمد صلی علیہ و صلعم کے ساتھ کلام کیا اس کے بارے میں جو کچھ کہا لکھا اور مانا گیا اسے الف سے ے تک متفق ہونا چاہیے۔ بیسویں صدی کے لوگ ہونیکی حیثیت سے ہمیں یہ ضرور پوچھنا چاہیے کہ خدا اور اس کے منصوبے کو کون درست اور کون غلط سمجھا۔ انسانیت کے بارے میں خدا کے اصل مطمع نظر سے دور حاضرہ کے مذاہب واقف نہیں۔ علاوہ ازیں۔ خدا کے مختلف ظہور سے لیکر اس کے مسیح میں شخصی مکاشفہ تک اکثریت قبول سمجھنے سے محروم رہی ہے۔

عبرانی میں انگریزی زبان کے لفظ خدا کے لئے الوہیم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ الوہیم نے ابتدا میں زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ لفظ خدا ہمیں ایک ایسے قادر مطلق خدا سے متعارف کراتا ہے جو پرستش کرانے والا ہے۔ پیدائیش کے پہلے باب میں ہم صرف الوہیم کے لفظ دیکھتے ہیں۔ لیکن پیدائیش۔ ۲/۴ میں ہم ایک متحدہ نام خداوند خدا الوہیم (یاوے) کو دیکھتے ہیں۔ یہ نام ہمیشہ خدا کے کسی خاص مکاشفے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہاں ہم خدا کے مختلف اوصاف کی بات کر رہے ہیں۔ لفظ الوہیم میں واحدانیت اور جمع دونوں پائے جاتے ہیں۔ واحدانیت کا تعلق اس کے ایک خدا کی طرف اشارہ کرتا ہے جبکہ جمع اسکی بہت سی خوبیوں اور اوصاف مثلاً خالق۔ سنبھالنے والا۔ منصف اور بادشاہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

جہاں کہیں بھی الوہیم۔ ایلہ یا ایل کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کا مطلب خدا ہی ہے۔ اس لئے اس بات کو پہچاننا بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے ظہور کی کسی صفت کو کسطرح عیاں کرتا ہے۔ کلام میں خدا کیلئے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں ۱۔ خدا تعالیٰ ۔ پیدائش۔ ۱۸/۱۴۔ (۲) خدائے قادر۔ پیدائیش۔ ۱/۱۷۔ و یسعیاہ۔ ۶/۹ (۳) ابدی خدا۔ پیدائیش۔ ۲۳/۲۱۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ بائیبل کے ترجمانوں نے ان ناموں کو انکے اصل مطالب کے ساتھ نہیں لکھا۔ بدیں وجہ خدا اور اسکے مخصوص ظہور کی واقفیت مشکل معلوم ہوتی ہے۔ جبکہ اصل مطالب اس کے اصلی نام ہی بیان کرتے ہیں۔

بزرگان اسرائیل سے لیکر شریعت کے عطا کئے جانے تک خدا الوہیم کلام کرتا رہا۔ اس کے بعد اس نے موسیٰ کے ساتھ کلام کیا کہ میں خداوند ہوں اور میں ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کو خدائے قادر مطلق کے طور پر دکھائی دیا لیکن اپنے یہوواہ نام سے ان پر ظاہر نہ ہوا۔ خروج۔ ۲/۶۔ ۳۔ بنی اسرائیل کے ساتھ عہد باندھنے سے پہلے خدا نے اپنے عہد کے نام یہوواہ جسے عبرانی میں YHWHL لکھا جاتا ہے ظاہر کیا۔ پرانے عہد نامہ میں جہاں کہیں ہم خداوند کے الفاظ پڑھتے ہیں وہاں اصلی متن میں الوہیم یہوواہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ واہ الوہیم۔ الوہیم کے ظہور کی دیدنی صورت ہے۔

جس طرح الوہیم کا لفظ اپنے لوگونکے ساتھ اس کے مخصوص کردار میں پایا جاتا ہے

اور صیغہ جمع میں بیان کیا گیا ہے اسی طرح اس کو خداوند یہوواہ یری (یعنی خداوند مہیا کرے گا۔ پیدائش = ۲۲/۷۔۱۴) یہوواہ رافا = خداند شافی ہے۔(خروج۔۱۵/۲۶)یہوواہ نسی = خداوند ہمارا جھنڈا۔ (خروج۔۱۷/۸۔۱۵) یہوواہ سلوم۔خداوند میری سلامتی (قضات ۔۶/۲۴) یہوواہ را۔خداوند میرا چوپان (زبور۔۲۳) یہوواہ صدق۔خداوند ہماری صداقت (یرمیاہ۔۳ ۶/۲) یہوواہ شما۔خداوند وہاں ہے۔(حزقی ایل ۴۸/۳۵) اور یہوواہ سبوتھ۔خداوند رب الافواج (۱۔سموئیل۔۱/۳) کیلئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے ۔شروع ہی سے خدا نے اپنے منصوبے کی اہمیت اور انسانیت کے لئے اپنے مقاصد کی خاطر اپنے آپکو خداوند کے طور پر عیاں کیا۔

خداوند خدا نے موسیٰ پر اپنا نام ظاہر کرنے سے پہلے اسے کہا کہ میں جو ہوں سو میں ہوں۔ سو تو بنی اسرائیل سے یوں کہنا کہ میں جو ہوں نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ پھر خدا نے موسیٰ سے یہ بھی کہا کہ تو بنی اسرائیل سے یوں کہنا کہ خداوند تمہارے باپ دادا کے خدا ابرہام کے خدا اور اضحٰق کے خدا اور یعقوب کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ ابد تک میرا یہی نام ہے اور سب نسلوں میں اسی سے میرا ذکر ہو گا۔(خروج۔۳/۱۴/۱۵) میں ہوں کا محاورہ یہوواہ بحیثیت ابدی اور ذاتی وجود رکھنے والے نام میں مجسم ہے۔ قطع نظر کہ وہ اپنے آپکو کسطرح اور کب عیاں کرتا ہے وہ ہمیشہ میں ہوں ہی ہے۔نیز جب اس نے روحانی بدن سے جسمانی بدن میں قدم رکھا اور نئے عہد نامے کا یہوشواہ نام جس کا مطلب یہوواہ بچانے والا ہے ظاہر کیا تو بھی وہ میں ہوں ہی ہے۔ چنانچہ ہم اس نام کو لگاتار نئے عہد نامے کے آخری باب تک ان الفاظ کے ساتھ مستحکم پاتے ہیں کہ۔ میں الفا اور اومیگا۔اول و آخر۔ابتدا اور انتہا ہوں۔(مکاشفہ۔۲۲/۱۳)

جو لوگ اس طریقے کو سمجھ سکتے ہیں جس سے خدا نے اپنے آپکو پرانے عہد نامے میں ظاہر کیا ان کے لئے اس کے نئے عہد نامے کے ظہور کو دیکھنا ممکن ہو گا۔ در حقیقت یہ ہمیشہ وہی ایک خداوند خدا ہے فرق صرف یہ ہے کہ پرانے عہد نامے میں اس نے اپنے آپکو روحانی بدن میں ظاہر کیا جبکہ نئے عہد نامے کے اندر جسمانی بدن کے اندر دیدنی صورت میں۔

خدا کی حیثیت سے وہ ایک روح ہے۔ یوحنا۔ ۴/۲۴۔ روح کی حیثیت سے اسے کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ یوحنا۔ ۱/۱۸۔ و۔ ا۔ یوحنا۔ ۴/۱۲۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دکھائی نہ دینے والا خدا کہلاتا ہے۔ ۱۔ تمتھیس۔ ۱/۱۷۔ و۔ ۶/۱۶۔ پرانے عہد نامہ میں جس کسی نے بھی خدا کو دیکھا اس نے اسے خداوند یہوواہ کے طور پر دیکھا۔ لیکن جو کوئی اسے نئے عہد نامہ کے اندر دیکھنا چاہتا ہے، وہ اسے خداوند یہوشواہ میں دیکھ سکتا ہے۔ اعمانوایل۔ خدا ہمارے ساتھ۔ باپ نے اپنے آپ کو بیٹے میں ظاہر کیا اور خدا نے جو روح ہے اپنے آپکو انسانی جسم میں خداوند کے طور پر۔ یہ ساری اصطلاح ہم خدا اور خداوند کے حوالے سے دیکھتے ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ خداوند خدا ہے۔

پرانے عہد نامہ میں باپ اور بیٹے کا کوئی رشتہ نہیں تھا۔ لیکن اسکی پیشن گوئی کی گئی تھی۔ اصطلاحی لحاظ سے خدا آدم کا باپ تھا۔ وہ اسرائیل کا باپ بھی تھا۔ لیکن کسی نبی نے اسے آسمانی باپ کہہ کر کبھی نہیں پکارا اور نہ ہی پرانے عہد نامہ کے چار ہزار سالہ دور میں کسی نے خدا کے بیٹے کا ذکر کیا یا اس سے مخاطب ہوا۔ علاوہ ازیں پرانے عہد نامہ کے اندر باپ اور بیٹے کی گفتگو کا بھی کوئی ذکر نہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اس وقت اس حقیقت کا کوئی وجود نہ تھا۔ یہ ہمیشہ خداوند خدا تھا جس کے ساتھ انبیا اور بنی اسرائیل کا واسطہ رہا اور وہ اسی کے ساتھ بات چیت کیا کرتے تھے۔

پیدائش۔ ۱/۲۔ میں ہمارا واسطہ ایک ایسی حقیقت کے ساتھ پڑتا ہے جس میں ہم نادیدہ خدا کو دو طرح سے متحرک دیکھتے ہیں۔ واحد اور سچے خدا نے تخلیق کے شروع میں اپنے آپکو انسان کی دیدنی صورت میں ظاہر کیا۔ یہی وجہ ہے کہ کلام میں یوں لکھا ہے کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اس کے علاوہ خدا کی روح پانی کی سطح پر جنبش کرتی تھی۔ بدیں وجہ کسی نے کبھی بھی مختلف شخصیتوں کے بارے میں نہ سوچا اور نہ ذکر کیا۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ اسے براہ راست دیکھ سکتے ہیں کہ خدا نے شروع میں اپنے آپکو کس طرح مختلف طریقوں سے ظاہر کیا۔ پرانے عہد نامہ میں اس کے مختلف ظہوروں کو عالموں نے تھیافنی کہا ہے۔ جبکہ نئے عہد نامہ میں اس نے انسانی جامہ اوڑھ رکھا تھا۔

# ناواں باب
# خدا کی ذاتی گواہی

پاک صحیفوں کے اندر سب سے پہلے ہمارا واسطہ خدا کی ذاتی گواہی کے ساتھ پڑتا ہے۔ دوسرے نمبر پر نبیوں کی گواہی اور تیسرے نمبر پر رسولوں کے ساتھ۔ پرانے عہد نامے کے اندر خدا نے اپنے آپ کو روحانی بدن میں ظاہر کیا اور جسم میں اپنے شخصی ظہور کے بارے میں بتایا۔ نئے عہد نامے میں ہم اس وعدے کی تکمیل کو دیکھتے ہیں۔

اگر کوئی خدا کو اس کے اصلی نکتہ نظر سے دیکھنا چاہتا ہے تو اس کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ یہودیوں کی طرز سوچ پر نگاہ ڈالے۔ سچے اور واحد خدا کی گواہی دینے کا اعزاز صرف بنی اسرائیل کو ہی حاصل ہوا۔ خدا نے اپنے آپ کو ابرہام۔ اضحاق اور یعقوب پر خدای قادر کے طور پر ظاہر کیا۔ موسیٰ کے ساتھ اس نے روبرو باتیں کیں۔ (خروج ۔ ۱۱/۳۳) پرانے عہد نامے میں خدا نے صرف عبرانی انبیا اکرام کو ہی چنا اور ان کے ذریعے کلام کیا۔

چونکہ خدا کو ہر بات پر سبقت حاصل ہے۔ اور اس کا درجہ اول ہے اس لئے وہ اپنے آپکو اپنے الفاظ میں متعارف کروا سکتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

.. خدا نے یہ سب باتیں فرمائیں کہ خداوند تیرا خدا جو تجھے ملک مصر سے اور غلامی کے گھر سے نکال لایا میں ہوں۔ میرے حضور تو غیر معبودوں کو نہ ماننا۔ (خروج ۔ ۲۰/۱۔ ۳)

یہ سب کچھ تجھ کو دکھایا گیا تاکہ تو جانے کہ خداوند ہی خدا ہے اور اسکے سوا اور کوئی ہے ہی نہیں۔ (استثنا ۔ ۳۵/۴)

پس آج کے دن تو جان لے اور اس بات کو اپنے دل میں جما لے کہ اوپر آسمان میں اور نیچے زمین پر خداوند ہی خدا ہے اور کوئی دوسرا نہیں۔ (استثنا ۔ ۳۹/۴)

سن اے اسرائیل۔ خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے (استثنا ۔ ۴/۶)

سو اب تم دیکھ لو کہ میں ہی وہ ہوں اور میرے ساتھ کوئی دیوتا نہیں (استثنا۔ ۳۲/ ۳۹۔

خداوند فرماتا ہے تم میرے گواہ ہو اور میرا خادم بھی جسے میں نے برگزیدہ کیا تاکہ تم جانو اور مجھ پر ایمان لاؤ اور سمجھو کہ میں وہی ہوں۔ مجھ سے پہلے کوئی خدا نہ ہوا اور میرے بعد بھی کوئی نہ ہوگا۔ میں ہی یہوواہ ہوں اور میرے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔ (یسعیاہ۔ ۴۳/ ۱۰۔۱۱)

تاکہ مشرق سے مغرب تک لوگ جان لیں کہ میرے سوا کوئی نہیں۔ میں ہی خداوند ہوں۔ میرے سوا کوئی دوسرا نہیں۔ (یسعیاہ۔ ۴۵/ ۶)

لیکن میں ملک مصر ہی سے خداوند تیرا خدا ہوں اور میرے سوا تو کسی معبود کو نہیں جانتا تھا کیونکہ میرے سوا کوئی نجات دینے والا نہیں ہے۔ (ہوسیع۔ ۱۳/ ۴)

اب ہم نئے عہد نامے کے ان حوالوں کو دیکھیں گے جو پرانے عہد نامے کے حوالوں کی تصدیق کرتے ہیں۔

یسوع نے جواب دیا کہ اوّل یہ ہے اے اسرائیل سن۔ خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ۔ (مرقس۔ ۱۲/ ۲۹و ۲

۳

کیونکہ ایک ہی خدا ہے... (رومیوں۔ ۳/ ۳۰)

لیکن ہمارے نزدیک تو ایک ہی خدا ہے (۱۔ کرنتھیوں۔ ۸/ ۶)

اب درمیانی ایک کا نہیں ہوتا مگر خدا ایک ہی ہے۔ (گلتیوں۔ ۳/ ۲۰)

اب ازلی بادشاہ یعنی غیر فانی نادیدہ واحد خدا کی عزت اور تمجید ابدالآباد ہوتی رہے۔ آمین (۱۔ تمتھیس۔ ۱/ ۱۷)

کیونکہ خدا ایک ہی ہے۔ (۱۔ تمتھیس۔ ۲/ ۵)

تو اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ خدا ایک ہی ہے۔ (یعقوب۔ ۲/ ۱۹)

اس خدائے واحد کا جو ہمارا منجی ہے جلال اور عظمت اور سلطنت اور اختیار ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے جیسا ازل سے ہے اب بھی ہو اور ابدالآباد رہے۔ یہوداہ۔ ۲۵۔

پرانے عہد نامے کے انبیانہ صحائف اور نئے عہد نامے کی رسولی تعلیم بھی اسی بات کی گواہی دیتی ہے۔ دو یا تین شخصیتوں والے خدا یا ابدی بیٹے کا محاورہ کلام میں کہیں استعمال نہیں ہوا۔ اگر کلام کی تعلیم اور علم کو مدِ نظر رکھا جاتا تو تثنیث کے مضمون پر اتنی کتابیں لکھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ برائے نام پاک تثلیث نہ کبھی تھی۔ نہ ہے اور نہ ہی ابدیت تک کبھی ہو گی۔ بالآخر ہمیشہ تک خدا ہی سب کچھ ہے۔ اور جو کچھ اس کی طرف سے آیا وہ اس کے ساتھ خدا کے بیٹے۔ خدا کے کلام۔ اور خدا کے روح کے تعلق سے آیا۔ بیٹے۔ کلام اور روح وغیرہ۔ کا آخری منبع خدا ہی ہے۔ تاہم چونکہ خدا ہی سب کچھ اور ابدی ہے اس لئے وہ کسی چیز سے نہیں نکلا۔ وہ ایک ایسا نکتہ ہے جہاں سے سب کچھ نکلتا اور اسی میں سب کچھ مدغم ہوتا ہے۔

نئے عہد نامے کے اندر ہم ایک بڑا روشن بیان پڑھتے ہیں جو یوں ہے کہ۔ ہمارے نزدیک تو ایک ہی خدا ہے یعنی باپ جس کی طرف سے سب چیزیں ہیں اور ہم اسی کے لئے ہیں اور ایک ہی خداوند ہے یعنی یسوع مسیح جس کے وسیلہ سے سب چیزیں موجود ہوئیں اور ہم بھی اسی کے وسیلہ سے ہیں (۱۔ کرنتھیوں۔ ۸ / ۶) گو یہاں پر دو اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں تو بھی حوالہ ہمیشہ ایک ہی خالق کا دیا گیا ہے۔ چہ جائیکہ ایک دفعہ اسے خدا اور ایک دفعہ خداوند کہا گیا ہے۔

جس طرح چوتھی صدی سے انسانی ذہنوں میں بیٹھا ہوا ہے اسی نظریے کے تحت تین شخصیتوں سے خدا کی تصویر کشی کی جا رہی ہے۔ ذرا غور سے دیکھیں کہ مندرجہ ذیل تصویر کے اندر آپ کیا دیکھتے ہیں؟ ایک یا تین شخص؟ ایک یا تین وجود؟

ایک تصویر میں باپ کو بادشاہی عصا کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ بیٹے کو صلیب کے ساتھ جبکہ روح القدس کو کبوتر کی صورت میں۔ دوسری تصویر میں خدا کو تین یکساں شخصیتوں میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ دونوں نظریے پرانے اور نئے عہد نامے کے لحاظ سے انوکھے ہیں۔

---

# دسواں باب

## خدا کی تھیافنی یا دیدنی صورت

**خدا۔** ازل میں اکیلا ہی تھا۔ خدا روح ہے۔ خدا نور ہے اور خدا زندگی ہے۔ ابھی تک اس نے اپنے آپ کو ظاہر نہیں کیا تھا۔ اس حالت میں خدا کو کسی نے بھی نہ دیکھا تھا۔ ہمیں اس جگہ سے شروع کرنا چاہئیے جہاں سے خدا نے کام کرنا شروع کیا۔ میرا مطلب ہے ابتدا سے۔ اس ابتدا میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ نئے عہد نامے میں ہم یوں پڑھتے ہیں کہ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔ (یوحنا۔ ۱/۱) اس حتمی بیان کے ساتھ جس نے اپنے آپکو ازلی نور اور جلالی معموری سے باہر نکال کر ظاہر کرنا شروع کیا اس کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے کہ جس نے تخلیق کا کام کرنا شروع کیا وہ اپنے ذاتی ظہور لاگوس سے یہوواہ بنا۔ یہ وہی ہے جس نے پہلے تخلیق کا کام کیا اور بعد میں جسم اختیار کر کے بیٹے کی شکل میں ظاہر ہوا۔ یہوواہ کو اس نور کی معموری سے باہر جس میں الوہیم بسا ہوا تھا دکھایا گیا۔ اسی باعث ہم یوں پڑھتے ہیں کہ یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ یوحنا ۱/ ۲۔ ازل سے نہیں۔ کیونکہ ازل کی کوئی ابتدا نہیں ہوتی۔ یہ اسلئے ہوا کہ سب لوگ یہوواہ کو خالق کی حیثیت سے جان سکیں۔ اس کا تعلق جس طرح تیسری آئت میں پڑھتے ہیں لاگوس۔ کلام کے ساتھ ہے جہاں یوں لکھا ہے کہ سب چیزیں اسکے وسیلہ سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اس میں سے کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی۔ (۳) اسی سلسلے میں ہمیں کلسیون۔ ۱/ ۱۶ کو بھی ضرور پڑھنا چاہیے کہ۔ اسی میں سب چیزیں پیدا کی گئیں۔ آسمان کی ہوں یا زمین کی دیکھی ہوں یا اندیکھی۔ تخت ہوں یا ریاستیں یا حکومتیں یا اختیارات۔ سب چیزیں اسی کے وسیلہ سے اور اسی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں۔

تخلیقی عمل کے بارے میں یوں لکھا ہے کہ۔ زمین ویران اور سنسان تھی۔ یونانی میں ویران اور سنسان کے لئے توہوا ور بوہو کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ابھی تک نہ اس کی کوئی بناوٹ تھی اور نہ زندگی۔ گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا۔ اس وقت خدا

نے اپنا تخلیقی کام کرنا شروع کیا اور خدا کی روح پانی کی سطح پر جنبش کرتی تھی۔ ابتدا میں کلام۔ لاگوس اور خدا کی روح نے اکٹھے کام کیا اور دوبارہ مخلصی کے کام کے لئے بھی دونوں ہم آہنگ ہو کر کام کر رہے ہیں۔ مخلوق خدا کے فرمائے ہوئے کلام کے ذریعے وجود میں آئی لیکن زندگی صرف روح کی جنبش کے ذریعے آئی۔ خدا نے کہا اور وہ وجود میں آگیا۔ اس نے کہا کہ روشنی ہو جا اور روشنی ہو گئی۔ جو کچھ خدا نے کہا وہ ہو گیا۔ اس کے کلام کے اندر تخلیقی قوت ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ ابتدا میں خدا نے اپنی ازلی معموری سے باہر نکل کر اپنے آپکو دیدنی صورت میں ظاہر کیا۔ اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر اس کو پیدا کیا۔ نر و ناری انکو پیدا کیا۔ (پیدائش۔ ۱/۲۷) خدا کی صورت انسان کی شکل ہے.... اور اس تخت نما صورت پر کسی انسان کی سی شبیہ اس کے اوپر نظر آئی۔ (حزقی ایل۔ ۱/۲۶ و مکاشفہ۔ ۴/۲)

خدا ایک شخصیت ہے۔ اسی صورت میں وہ باغ عدن کے اندر چلتا اور آدم اور حوا کے ساتھ رفاقت رکھتا تھا۔ پیدائش کے اٹھارویں باب میں ابرہام کے پاس اس کی آمد کا ذکر یوں کیا گیا ہے۔ پھر خداوند ممرے کے بلوطوں میں اسے نظر آیا اور وہ دن کو گرمی کے وقت اپنے خیمہ کے دروازہ پر بیٹھا تھا۔ اور اس نے اپنی آنکھیں اٹھا کر نظر کی اور کیا دیکھتا ہے کہ تین مرد اس کے سامنے کھڑے ہیں۔ (۱۸/۱-۲) وہاں خداوند اور ابرہام کے درمیان گفتگو ہوئی۔ دو فرشتے جو خداوند کے ساتھ تھے وہ صدوم کی طرف چلے گئے۔ (پیدائش۔ ۱۹) یہ حقیقت کہ خدا نے اپنے آپکو اس روحانی بدن میں ظاہر کیا سارے پرانے عہد نامے میں بیان کی گئی ہے۔ یعقوب نے اس کے ساتھ کشتی کی۔ اس نے اسے اپنے بازوؤں میں گھیر لیا اور خداوند سے شکست کھائی۔ اس کے بعد وہ لنگڑا کر چلنے لگا۔ (پیدائش۔ ۳۲/۲۲-۲۳) ہوسیع۔ ۱۲/۴-۶) خداوند خدا زمین پر ان سب کے لئے جن پر وہ اپنے آپکو ظاہر کر سکتا ہے اور وہ اس کی بہت بڑی حقیقت کو جو کبھی وجود میں تھی بیان کر سکتے ہیں یکساں تھا اور ہے۔

تخلیق کے اس کام میں ہم دوسرا اہم نکتہ یہ دیکھتے ہیں کہ جس طرح پاک کلام گواہی دیتا ہے فرشتوں کی صورت بھی انسان جیسی ہی ہے۔ لکھا ہے کہ... کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے کوئی انسان صورت کھڑا ہے۔ اور میں نے اولائی میں سے آدمی کی

کی آواز سنی جس نے بلند آواز سے کہا اے جبرائیل اس شخص کو اس رویا کے معنی سمجھا دے (دانی ایل ۸/۱۵-۱۶) اس سے آگے نویں باب کی ۲۱ویں آئت میں وہ گواہی دیتا ہے کہ ہاں میں دعا میں یہ کہہ ہی رہا تھا کہ وہی شخص جبرائیل جسے میں نے شروع میں رویا میں دیکھا تھا ...

خداوند کی اپنی اور فرشتوں کی شبیہ انسان جیسی ہے۔ یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اسی کے ذریعے پیدائش ۱/۲۶ میں خدا کے لاخطا کلام کا جواب دیا گیا ہے کہ پھر خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی شبیہ کی مانند بنائیں۔ شروع ہی سے خدا کے ارد گرد فرشتے جنکی صورت اسی کی مانند تھی ساتھ رہے ہیں۔ اس نے ایوب کو کہا کہ۔ تو کہاں تھا جب میں نے زمین کی بنیاد ڈالی؟ ..... کس چیز پر اسکی بنیاد ڈالی گئی؟ یا کس نے اسکے کونے کا پتھر بٹھایا۔ جب صبح کے ستارے مل کر گاتے تھے۔ اور خدا کے سب بیٹے خوشی سے للکارتے تھے؟ (ایوب ۳۸/۴-۷) یہاں ہمیں خدا نے اپنے کلام میں سے خود جواب دیا ہے کہ جب خدا نے زمین کی تخلیق کی تو آسمانی لشکر وہاں موجود تھا۔ چنانچہ اس نے ان ہی کو مخاطب کر کے کہا۔ ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی شبیہ کی مانند بنائیں۔ یہ تفسیر کہ خدا نے اپنی ہی تین شخصیتوں کو مخاطب کیا بالکل غلط اور نامناسب ہے۔ کسی نبی اور رسول نے اس آئت کی اس طرح تفسیر نہیں کی۔ جب یسعیاہ نبی نے خدا کے جلال کو دیکھا تو اس نے گواہی دی کہ اس نے خداوند کو ایک بڑی بلندی پر بیٹھے دیکھا جس کے آس پاس سرافیم کھڑے کہہ رہے تھے کہ قدوس قدوس قدوس رب الافواج ہے... اسوقت میں نے خداوند کی آواز سنی جس نے فرمایا میں کس کو بھیجوں اور ہماری طرف سے کون جائیگا۔ یسعیاہ ۶/۸۔

میکاہ نبی کا تجربہ بھی اسیطرح کا تھا۔ چنانچہ وہ یوں گواہی دیتا ہے کہ " میں نے دیکھا کہ خداوند اپنے تخت پر بیٹھا ہے اور سارا آسمانی لشکر اسکے دہنے اور بائیں ہاتھ کھڑا ہے۔ (۲۔ تواریخ ۱۸/۱۸) جب خدا نے بابل کے برج کی تعمیر کو بند کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے پھر اپنے ارد گرد کھڑے لشکر کے ساتھ بات کی کہ آؤ ہم وہاں جاکر انکی زبان میں اختلاف ڈالیں۔ (پیدائش ۱۱/۷) اس نے ہمیشہ اپنے گرد کھڑے فرشتوں اور آسمانی مخلوق کے ساتھ کلام کیا۔ پرانے عہد نامے کے

نبیوں اور نئے عہد نامے کے رسولوں نے (ہم) کے لفظ کو تثلیث کے ساتھ نہیں جوڑا ۔ انکے پاس اس کا کوئی وجود نہ تھا ۔

وہ عظیم بھید جسکو بیان نہیں کیا جا سکتا یہ ہے کہ خداوند خدا نے اپنے روحانی بدن سے باہر نکل کر جسم کا بدن اختیار کیا ۔ اس نے اپنے آپ کو خالی کر دیا اور انسان کی صورت اختیار کی ۔ ۔ پہلے انسان کو خدا کی صورت پر روحانی بدن میں پیدا کیا گیا ۔ پیدائش ۔ ۱/ ۲۷ ۔ لیکن پیدائش کے دوسرے باب میں انسان کو زمین کی مٹی سے بنایا گیا اور وہ جیتی جان ہوا ۔ جب وہ روحانی بدن میں تھا تو حوا اس کے اندر موجود تھی ۔ لیکن آدم کو جسم کا بدن دینے کے بعد اسکو اس میں سے باہر نکالا گیا ۔ اسی طرح جب خداوند خدا روحانی بدن کے اندر تھا تو زندہ خدا کی کلیسیا اس میں پہلے ہی موجود تھی ۔ لیکن جب وہ جسم میں ظاہر ہوا تو اسکو اس میں سے باہر نکالا گیا ۔

انسان روحانی بدن میں نہیں بلکہ جسم میں گرا تھا ۔ اس گری ہوئی حالت سے چھڑا کر اسے غیر فانی حالت میں لانے کی ضرورت ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ خداوند کو ہماری مخلصی کی قیمت ادا کرنے اور ہماری خاطر مرنے اور موت کے ڈنک کو باہر نکال کر خدا کے بیٹے اور بیٹیاں بنانے کے لئے جسم کا بدن اختیار کر کے ہماری طرح بننا پڑا ۔ یوں خدا کی تخلیق کا نیا آغاز ہوا ۔

---

# گیارواں باب

# خداوند کا جلال

**خداوند خدا** موسیٰ پر آگ کی جلتی ہوئی جھاڑی میں ظاہر ہوا۔ کوہ سینا پر وہ آگ کے شعلے۔ بادل کی گرج اور بجلی کی چمک اور قرنا کی آواز کے ساتھ اترا اور سب لوگوں نے اس کی آواز سنی۔ (خروج۔۱۹/۲۰) تب موسیٰ اور ہارون اور ندب اور ابیہو اور بنی اسرائیل کے ستر بزرگ اوپر گئے۔ اور انہوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا اور اس کے پاؤں کے نیچے نیلم کے پتھر کا چبوترا سا تھا جو آسمان کی مانند شفاف تھا۔ اور اس نے بنی اسرائیل کے شرفا پر اپنا ہاتھ نہ بڑھایا۔ سو انہوں نے خدا کو دیکھا اور کھایا اور پیا۔ (خروج۔۲۴/۹۔۱۱) سب لوگوں کو اس بات کا تجربہ حاصل ہوا کہ خدا نے کس طرح اپنے آپکو زمین پر ظاہر کیا۔ لیکن بہت کم لوگوں کو براہ راست اسکی حضوری میں حاضر ہونیکی سعادت نصیب ہوئی۔ انہوں نے اسے بدنی شبیہ میں دیکھا اور اس کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔

موسیٰ دوبارہ پہاڑ پر خدا سے ملنے کے لئے گیا۔ لکھا ہے کہ۔ تب موسیٰ پہاڑ کے اوپر گیا اور پہاڑ پر گھٹا چھا گئی۔ اور خداوند کا جلال کوہ سینا پر آکر ٹھہرا اور چھ دن تک گھٹا اس پر چھائی رہی اور ساتویں دن اس نے گھٹا میں سے موسیٰ کو بلایا۔ اور بنی اسرائیل کی نگاہ میں پہاڑ کی چوٹی پر خداوند کے جلال کا منظر بھسم کرنے والی آگ کی مانند تھا۔ (خروج۔۲۴/۱۵۔۱۷) جب کبھی ہم خدا کے جلال کے بارے میں پڑھتے ہیں اس سے مراد شکینہ ہے۔ اور یہ لفظ عبرانی زبان میں دیدنی اور عظیم الشان روشنی کو ظاہر کرتا ہے۔ بعض اوقات یہ بادل کی صورت میں بھی ہے۔ شکینہ بذات خود خداوند کا اپنے آپکو ایک فوق الفطرت طریقے سے اپنی ذاتی حضوری کو ظاہر کرنا ہے۔ اسی طریقے سے وہ چالیس سال تک بنی اسرائیل پر ظاہر ہوتا رہا اور خیمہ اجتماع میں اتر کر موسیٰ کے ساتھ کلام کیا۔ دن کے وقت بادل اور رات کو آگ کا ایسا ستون تھا جس میں سے روشنی نکلتی تھی۔

کچھ اور لوگوں نے بھی شکینہ جلال کو دیکھا۔ لکھا ہے کہ۔ جب کاہن پاک مکان سے

باہر نکل آئے تو خداوند کا گھر ابر سے بھر گیا سو کاہن اس ابر کے سبب سے خدمت کیلئے کھڑے نہ ہوسکے اسلئے کہ خداوند کا گھر جلال سے بھر گیا تھا ۱ سلاطین ۸/۱۰-۱۱
جب یسعیاہ نبی نے خداوند کو اسکے تخت کے اوپر بیٹھے دیکھا تو اپنا تجربہ یوں بیان کیا کہ "ایک نے دوسرے کو پکارا اور کہا قدوس قدوس قدوس رب الافواج ہے ساری زمین اس کے جلال سے معمور ہے. یسعیاہ-۶/۳
حزقی ایل نبی کو بھی اس کا جلال دیکھنے کا شرف حاصل ہوا تو اس نے اپنا تجربہ یوں بیان کیا کہ "میں نے اسکی کمر سے لیکر اوپر تک صیقل کئے ہوئے پیتل کا سا رنگ اور شعلہ سا جلوہ اس کے درمیان اور اس کے گرداگرد دیکھا اور اس کی کمر سے لیکر نیچے تک میں نے شعلہ کی سی تجلی دیکھی اور اسکی چاروں طرف جگمگاہٹ تھی حزقی ایل-۱/۲۷-۲۸-
پرانے عہد نامے سے نئے عہد نامے میں داخل ہونا اس قدر مکمل ہے جو خدا کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا. جس وقت جلال کا خداوند جسم میں ظاہر ہوا تو یہ وہ موقع تھا جب خدا کا جلال زمین پر ظاہر ہوا. لکھا ہے کہ "خداوند کا فرشتہ ان کے پاس آ کھڑا ہوا اور خداوند کا جلال ان کے چوگرد چمکا اور وہ نہایت ڈر گئے" لوقا-۲/۹
بیت فگے کے پہاڑ پر بھی وہی جلال نیچے آیا. لکھا ہے کہ" وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ دیکھو ایک نورانی بادل نے ان پر سایہ کر لیا اور اس بادل میں سے آواز آئی کہ یہ میرا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں اس کی سنو... جب وہ پہاڑ سے اتر رہے تھے تو یسوع نے انہیں یہ حکم دیا کہ جب تک ابن آدم مردوں میں سے نہ جی اٹھے جو کچھ تم نے دیکھا ہے کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا" متی-۱۷/۵و۹-
یوحنا-۱۷/۵- میں ہمارے خداوند نے دعا کرتے وقت کہا-"اے باپ تو اس جلال سے جو میں دنیا کی پیدائیش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا مجھے اپنے ساتھ جلالی بنادے" دنیا کے وجود میں آنے سے پیشتر وہ خدائے لاگوس سے یہوواہ کی صورت میں نکلا اور اس کو مافوق الفطرت جلال کے ساتھ یہوشوواہ کی حیثیت سے جلالی ہونا ضروری تھا- یہی تجربہ نجات یافتہ لوگوں کا انتظار کر رہا ہے- لکھا ہے کہ "وہ جلال جو تو نے مجھے دیا ہے میں نے انہیں دیا ہے تاکہ وہ ایک ہوں جیسے ہم ایک یوحنا-۱۷/۲۲-

برگزیدوں کی تکمیل کو ان الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ ۔ اے باپ ۔ میں چاہتا ہوں کہ جنہیں تو نے مجھے دیا ہے جہاں میں ہوں وہ بھی میرے ساتھ ہوں تا کہ میرے اس جلال کو دیکھیں جو تو نے مجھے دیا ہے کیونکہ تو نے بنائے عالم سے پیشتر مجھ سے محبت رکھی (آیت نمبر ۲۴) یہ بات ان کے لئے بھی ہے جنہیں بنائے عالم سے پیشتر چنا گیا ہے ۔ افسیوں ۔ ۱/۴ ۔ ۵)

---

# بارواں باب

## خدا سے نکلا ہوا

مسیح خدا میں سے نکلا ۔ اسے خدا کی خلقت کا مبدا (ابتدا) بھی کہا گیا ہے ۔ مکاشفہ ۔ ۳/۱۴ ۔ آدم کو خدا کا بیٹا خلق کیا گیا جبکہ مسیح خدا کا اکلوتا بیٹا تھا ۔ خلق ہونے کے باعث آدم خدا کی صورت پر تھا لیکن مسیح خدا کی صورت تھا جو خدا کی ذات لے کر آیا ۔ دیکھنے میں آدم کی وہی شبیہ تھی جس میں خداوند خدا اس کی صورت پر خلق ہو کر ظاہر ہوا تھا ۔ البتہ آدم دوسرے آدم کی طرح خدا سے نہیں نکلا تھا ۔ لیکن خدا ایسے بیٹے اور بیٹیاں چاہتا تھا جو اس میں سے نکلے ہوں اور وہ اس جیسی الہی فطرت اور زندگی رکھیں ۔ اکلوتا بیٹا باپ سے نکلا اور اس اکلوتے میں سے الہی نسل کا آغاز ہوا ۔

یہوواہ خود خدا تھا ۔ وہی میں ہوں ۔ اپنی ذات میں ازلی اور ابدی وجود رکھنے والا ۔ لاگوس ۔ جس کے وسیلہ سے تمام چیزیں وجود میں آئیں ۔ اس کے بعد وہ ایک انسان بنا ۔ جس بات کو تقریباً سبھی علما نے بالائے طاق رکھا دراصل وہی اس کا بنیادی نقطہ ہے کہ ابتدا میں یہوواہ خدا کی معموری میں سے باہر نکلا جبکہ نئے عہد نامے کے اندر ہم کہتے ہیں کہ بیٹا باپ سے نکلا ۔

یسوع نے ان سے کہا اگر خدا تمہارا باپ ہوتا تو تم مجھ سے محبت رکھتے اس لئے کہ میں خدا میں سے نکلا اور آیا ہوں ۔ یوحنا ۔ ۸/۴۲ ۔

اسلئے کہ باپ تو آپ ہی تم کو عزیز رکھتا ہے کیونکہ تم نے مجھکو عزیز رکھا ہے اور

ایمان لائے ہو کہ میں باپ کی طرف سے نکلا ہوں۔ یوحنا۔ ۱۶/۲۷۔

کیونکہ جو کلام تو نے مجھے پہنچایا وہ میں نے ان کو پہنچا دیا اور انہوں نے اسکو قبول کیا اور سچ جان لیا کہ میں تیری طرف سے نکلا ہوں اور وہ ایمان لائے کہ تو ہی نے مجھے بھیجا ہے۔ یوحنا۔ ۱۷/۸۔

جس وقت یہ بھید شاگردوں پر کھلا وہ چلا اٹھے "کہ اب ہم جان گئے کہ تو سب کچھ جانتا اور اسکا محتاج نہیں کہ کوئی تجھ سے پوچھے۔ اس سبب سے ہم ایمان لاتے ہیں کہ تو خدا سے نکلا ہے" یوحنا۔ ۱۶/۳۰

پرانے اور نئے عہدنامے کے اندر ایک ہی خداوند ہے جس نے ایک دفعہ روحانی بدن میں کام کیا اور دوسری دفعہ جسم کے بدن میں۔ خدا کا بیٹا خدا کے ساتھ کوئی اور وجود نہ رکھتا تھا جو بعد میں بیٹا بنا۔ اسطرح تو یہ بالکل کسی مسلمہ خیال کے خلاف بات ہوگی۔ یسوع خدا کے نزدیک بیٹے کی حیثیت سے موجود نہ تھا بلکہ جس طرح کلام صاف طور پر بتاتا ہے وہ خدا سے نکلنے اور روح القدس کی قدرت سے پیدا ہونے کی وجہ سے خدا کی ذات میں برابر تھا۔ بیٹے کا مطلب ہے کسی میں سے نکلنا۔ کسی سے صادر ہونا۔ چونکہ وہ خود خدا تھا اسلیے اس کے اندر خدا کی زندگی تھی۔ خدا سے صرف خدا ہی نکل سکتا ہے اور اپنے آپ کو اس کی مانند ظاہر کر سکتا ہے۔ اسی کے ذریعے خدا کے سب بیٹے اور بیٹیاں اس کی ذات الٰہی میں شریک ہوئے ہیں (۲۔ پطرس۔ ۱/۴)

علم الٰہیات میں زیادہ زور باپ اور بیٹے اور بیٹے اور روح القدس کے رشتے پر دیا گیا ہے۔ ان کو ایک دوسرے کے مدمقابل پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن اس قسم کا مقابلہ کرنا کوئی دانائی کی بات نہیں۔ اس صورت میں اگر علم الٰہیات فلسفے کے ساتھ مل جائے تو سب کچھ ایک جادو کا دائرہ بن جائے گا۔ اور جو کوئی اس کے اندر پھنس جائے گا اسکے لئے باہر نکلنا مشکل ہو جائیگا۔ بائبل کا علم انسانیت کے بارے میں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے ابدی منصوبے کی عمل پذیری کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ ہمیں خدا کے مختلف ظہوروں اور ان کے ایک دوسرے کے ساتھ تعلق کے بارے میں بات چیت نہیں کرنی چاہیئے بلکہ ہمیں صرف خدا کے اس مکاشفے کو سمجھنا چاہیئے جو اس نے ہمیں دیا ہے اور یہ قبول کرنا چاہیئے کہ اس نے ہمارے ساتھ رشتہ

قائم کیا ہے ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ ہمارا کیا رشتہ ہے ۔ یہی اہم نکتہ ہے ۔ بے شک خدا نے انسانیت کے ساتھ اپنا رشتہ قائم کیا ہے اور اس کی اس نے وضاحت کی ہے جس تعلیم کی برائے نام نقایہ کے عقیدے میں اختراع کی گئی ہے وہ بالکل کلام کے خلاف ہے ۔ وہاں کوئی اس قسم کا بیان پڑھ سکتا ہے کہ ۔ خدا کا بیٹا بنائے عالم سے پیشتر باپ سے تولد ہوا ۔ خدا سے خدا ۔ نور سے نور ۔ حقیقی خدا سے حقیقی خدا خلق نہیں بلکہ پیدا ہوا ۔ (الیف ۔ ہاؤس ۔ مسیحی والدین صفحہ نمبر ۴۰) بھلا باپ کا بیٹا آسمان پر کس طرح پیدا ہو سکتا ہے ؟ یہ بات سمجھ سے باہر ہے ۔ اس قسم کے خیالات پاک کلام کے اندر نہیں پائے جاتے ۔ یہ یہودیوں اور مسلمانوں کے لئے بہت بڑی ٹھوکر کا باعث ہیں ۔

باپ نے زمین پر روح القدس کی قدرت سے بیٹا پیدا کیا ۔ اور وہاں سے خدا کے سب بیٹے اور بیٹیوں کا آغاز کیا ۔ روح کے اعتبار سے وہ خدا کا بیٹا تھا لیکن بدن کے لحاظ سے وہ انسان تھا ۔ انسانی جامہ پہننے کے باعث وہ ہم کو ہماری آسمانی حالت میں واپس لیکر آیا ۔ اسے موت کا مزہ چکھنے کیخاطر انسان بننا پڑا لیکن موت ۔ عالم ارواح او شیطان پر فتح حاصل کرنے کے لئے اس کا خدا ہونا ضروری تھا ۔ رسول نے سمجھ سے باہر اس بھید کو بیان نہیں کیا بلکہ صرف یہ کہا اس میں کلام نہیں کہ دینداری کا بھید بڑا ہے یعنی وہ جو جسم میں ظاہر ہوا اور روح میں راستباز ٹھہرا اور فرشتوں کو دکھائی دیا ۔ اور غیر قوموں میں اس کی منادی ہوئی اور دنیا میں اس پر ایمان لائے ۔ اور جلال میں اوپر اٹھایا گیا ۔ (۱ ۔ تیموتھی ۔ ۳ / ۱۶)

بیٹا کسی نامعلوم ازلیت میں یا پرانے عہد نامے میں پیدا نہ ہوا تھا بلکہ جیسا کہ صفائی کے ساتھ لکھا گیا ہے نئے عہد کے آغاز پر ۔ بدیں وجہ اس عظیم واقعہ کا وعدہ آج کے کلام کے ساتھ جڑا ہوا ہے ۔ پرانے عہد نامے میں اس واقعہ کی پیشن گوئی مستقبل کی طرف اشارہ کرتی ہے ۔ نئے عہد نامے میں پرانے عہد نامے کی پیشن گوئیوں کی تکمیل لکھی ہوتی ہے ۔

خدا کے نجات کے منصوبے کی حقیقت کا اعلان یوں کیا گیا کہ ۔ میں اس فرمان کو بیان کرونگا ۔ خداوند نے مجھ سے کہا تو میرا بیٹا ہے ۔ آج تو مجھ سے پیدا ہوا ۔ زبور ۔ ۲ / ۷ ۔ عبرانیوں ۔ ۱ / ۵ ۔ میں اس کی تصدیق کیگئی ہے کہ ۔ فرشتوں میں سے اس نے کب

کسی سے کہا۔ تو میرا بیٹا ہے۔ آج تو مجھ سے پیدا ہوا۔

پاک کلام میں فضل کے زمانے کو آج کا دن کہہ کر پکارا گیا ہے۔ لکھا ہے کہ۔ پھر ایک خاص دن ٹھہرا کر اتنی مدت کے بعد داؤد کی کتاب میں اسے آج کا دن کہتا ہے۔ عبرانیوں۔ ۴/۷۔ آج کا دن نجات کا دن ہے۔ اس کے بارے میں مزید لکھا ہے کہ۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ۔ میں نے قبولیت کے وقت تیری سن لی۔ اور نجات کے دن تیری مدد کی۔ دیکھو اب قبولیت کا وقت ہے۔ دیکھو یہ نجات کا دن ہے۔ ۲۔ کرنتھیوں۔ ۶/۲ و یسعیاہ ۴۹/۸۔ عبرانیوں کے مصنف نے پرانے عہد نامے کے ان ایمان داروں کی جنہوں نے یقین نہ کیا مثال دیکر خبردار کیا کہ "جسطرح کہ روح القدس فرماتا ہے۔ اگر آج تم اسکی آواز سنو تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو۔ پھر یہ کہ جس روز تک آج کا دن کہا جاتا ہے ہر روز آپس میں نصیحت کیا کرو تاکہ تم میں سے کوئی گناہ کے فریب میں آکر سخت دل نہ ہو جائے۔ (عبرانیوں۔ ۳/۷ و ۱۳) فضل کے پورے زمانے میں مسیح کی (اپی فنی) پہلی آمد سے لیکر اس کی واپسی (مسیح کے پروشیا) تک ہم نجات کے دن میں زندگی بسر کر رہے ہیں جسے نئے عہد نامہ " آج کا دن کہا گیا ہے۔

رومیوں۔ ۱/۳۔ ۴ میں ہم بیٹے کی بابت یوں پڑھتے ہیں۔ اپنے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح کی نسبت وعدہ کیا تھا جو جسم کے اعتبار سے تو داؤد کی نسل سے پیدا ہوا۔ لیکن پاکیزگی کی روح کے اعتبار سے مردوں میں سے جی اٹھنے کے سبب سے قدرت کے ساتھ خدا کا بیٹا ٹھہرا۔ جی اٹھنا فتح کا یہ ثبوت ہے کہ وہ موعودہ فرزند تھا۔ اور ہم تم کو اس وعدہ کے بارے میں جو باپ دادا سے کیا گیا تھا یہ خوشخبری دیتے ہیں۔ کہ خدا نے یسوع کو جلا کر ہماری اولاد کے لئے اسی وعدہ کو پورا کیا۔ چنانچہ دوسرے مزمور میں لکھا ہے کہ تو میرا بیٹا ہے۔ آج تو مجھ سے پیدا ہوا۔ اعمال۔ ۱۳/۳۲۔ ۳۳۔

مریم نے جبرائیل فرشتہ سے جو اس کے لئے موعودہ مسیحا کے بارے میں خاص پیغام لیکر آیا کہا کہ۔۔ یہ کیونکر ہو گا جب کہ میں مرد کو نہیں جانتی؟ اور فرشتہ نے جواب میں اس سے کہا کہ روح القدس تجھ پر نازل ہو گا اور خدا تعالٰی کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالیگی۔ اور اس سبب سے وہ مولود مقدس خدا کا بیٹا کہلائگا۔ (لوقا۔۱/۳۴۔ ۳۵)

کتاب مقدس کی گواہی کے مطابق مریم نے بیٹے کو زمین پر جنم دیا نہ کہ آسمان پر خدا

نے مریم کو کسی عجوبے کے طور پر نہیں بلکہ جو کچھ ایمان اور فرمانبرداری سے وقوع میں آیا اسے ایک نمونے کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ جب خدا نے اپنی تخلیق کا آغاز کیا تو وہ اس میں مزید کچھ نہ بڑھا سکتی تھی۔ ابن آدم۔ یسوع مسیح کی اصل مکمل طور پر آسمانی تھی۔ مریم آسمانی جوہر کی بار بردار تھی۔ وہ مکمل طور پر مافوق الفطرت طریقے سے پیدا ہوا تھا۔

کوئی بھی مذہبی رسم خدا کے کلام کا متبادل نہیں ہو سکتی۔ متی۔ ۱/ ۲۰ میں مرقوم ہے کہ "۔جو اس کے پیٹ میں ہے وہ روح القدس کی قدرت سے ہے" روح القدس کوئی الگ شخصیت نہیں بلکہ خدا کا روح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گو یسوع روح القدس کی قدرت سے پیدا ہوا تو بھی اسے روح القدس کا بیٹا کبھی نہیں کہا گیا بلکہ خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ جو وعدہ یسعیاہ نبی کے ساتھ کیا گیا تھا وہ پورا ہو کہ "ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا اور وہ اس کا نام عمانوایل رکھے گی۔" یسعیاہ۔ ۷/ ۱۴۔

بیٹے کے متعلق یوں کہا گیا ہے کہ "مجھ سے مانگ اور میں قوموں کو تیری میراث کے لئے اور زمین کے انتہائی حصے تیری ملکیت کے لئے تجھے بخشونگا"۔ زبور۔ ۲/ ۸۔ وہ ہمارا نجات دہندہ اس وقت بنا جب باپ نے اپنے آپ کو اس میں ظاہر کیا۔ یہی وجہ ہے کہ نجات حاصل کرنے کیلئے خدا کے بیٹے پر ایمان لانا نہایت ہی ضروری ہے۔ یہ مسیح ہی ہے جس میں خدا نے انسانیت کے ساتھ میل کیا ہے۔ خدا کے غضب کو اسی نے ٹھنڈا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیٹے پر ایمان ہی خدا پر اصل ایمان ہے۔ "جو کوئی بیٹے کا انکار کرتا ہے اسکے پاس باپ بھی نہیں۔ جو بیٹے کا اقرار کرتا ہے اسکے پاس باپ بھی ہے۔" ۱۔ یوحنا۔ ۲/ ۲۳۔ جو کوئی بیٹے کی الوہیت کا انکار کرتا ہے خدا اس کا باپ نہیں ہو سکتا۔

زبور نویس بڑے تسلسل سے یاہوے اور بیٹے کی طرف سے کہتا ہے کہ "ڈرتے ہوئے خداوند کی عبادت کرو۔ کانپتے ہوئے خوشی مناؤ۔ بیٹے کو چومو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ قہر میں آئے اور تم راستہ میں ہلاک ہو جاؤ۔ کیونکہ اسکا غضب جلد بھڑکنے کو ہے۔ مبارک ہیں وہ سب جن کا توکل اس پر ہے۔ زبور۔ ۲/ ۱۱۔ ۱۲۔

چونکہ مخلصی کا کام آسمان پر باپ نے نہیں کیا بلکہ زمین پر بیٹے نے کیا ہے اسلئے

نجات حاصل کرنے کیلئے بیٹے پر ایمان لانا ضروری ہے۔ لکھا ہے کہ "جو بیٹے پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اسکی ہے۔ لیکن جو بیٹے کی نہیں مانتا زندگی کو نہ دیکھے گا بلکہ اس پر خدا کا غضب ہے" یوحنا۔ ۳/۳۶۔

خدا نے اپنے بارے میں ہمیں تعلیم نہیں دی بلکہ اپنے آپکو ظاہر کیا ہے۔ خدا کے بیٹے کے ابدی ہونے کا عقیدہ چوتھی صدی میں رائج کیا گیا جو محض ایک وہم ہے۔ بعض کے نزدیک وہ ازل سے مولود ہے اور بعض کے نزدیک وہ خدا کا خلق کیا ہوا بیٹا ہے۔ جبکہ بعض اس کو خدا سے متولد سمجھتے ہیں جو کہیں آسمان پر ہوا۔ خدا کے اس قسم کے بخشے ہوئے۔ تخلیق شدہ اور پیدا ہونے والے بیٹے کا ہمیں کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ اس قسم کی کسی چیز کی کوئی حقیقت نہیں۔ بیٹا کلام کے مطابق پیدا ہوا۔ اسکی اصل پورے طور پر خدا سے تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اسے کبھی مریم کا بیٹا نہیں بلکہ خدا کا اکلوتا بیٹا کہہ کر پکارا گیا ہے۔ جدید طریقہ تولید کیوجہ سے بعض علما کا خیال ہے کہ خدا نے بطن مریم میں روح القدس کے ذریعے مریم کے بیضے کو بارآور کیا۔ اگر اس کو ایسا مان لیا جائے تو پھر گنہگار فطرت جو انسانی بیضے میں موجود تھی خدا کی ذات الٰہی میں شریک ہو جاتی اور وہ مولود مقدس خدا اور انسان کا آمیزہ ہوتا جو فی الواقع ناممکن ہے۔ کلام میں اسکو باپ کا اکلوتا کہہ کر پکارا گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسکی اصل خدا سے تھی۔

پرانے عہد نامہ میں کلام نشانات یا تمثیلوں میں پیش کیا گیا۔ جس سے انبیا نہ خصوصیت کی وجہ سے ہم اس مکاشفہ کو دیکھتے ہیں جو ابھی ظاہر ہونے کو تھا۔ اس میں بنیادی نقطہ یہ تھا کہ "آئندہ بیان ہونے والی باتوں کی گواہی دے" عبرانیوں۔ ۳/۵۔ خدا نے نبیوں کی معرفت کلام کیا اور انہوں نے آنیوالے وقت کی طرف دیکھا۔ "ان پر یہ ظاہر کیا گیا کہ وہ نہ اپنی بلکہ تمہاری خدمت کے لئے یہ باتیں کہا کرتے تھے" ۱۔پطرس۔ ۱/۱۲۔ چونکہ ان کے ساتھ کلام کرنے والا خود انسان بن گیا اس لئے ہمارے پاس مسیح میں خدا کا کامل اور ذاتی مکاشفہ موجود ہے۔ نبیوں نے ہونے والی باتوں کی پیشن گوئی کی اور رسولوں نے جو کچھ ہوا اس کی گواہی دی۔ جس نے کلام کے اندر اپنا ذکر کیا وہ ظاہر ہو گیا۔ اس کی بابت یوں لکھا ہے کہ "الوہیت کی ساری معموری اسی میں مجسم ہو کر سکونت کرتی ہے" کلسیوں۔ ۲/۹

یہ سمجھنا بہت مشکل ہے کہ یہ کیونکر ممکن ہوا کہ تثلیثی فارمولے کے وجود میں آنے تک خدا نے اپنے پروقار ظہور کو مسیح میں ظاہر کرنے کیلئے اپنے بیش قیمت کلام کو تبدیل کیا ہو۔ اس مضمون پر پروفیسر ایمل براونر یوں لکھتا ہے کہ "تین شخصیتوں کے الفاظ بے حد قابل اعتراض ہیں۔ آگسٹین اس کو پہلے ہی دیکھ چکا تھا (تثلیث کی کتاب کی ناویں سطر) کے۔ بارتھ۔ کے یہ شکوک (کلیسیائی رسومات نمبر ۱۔ اصفحہ نمبر ۳۰۰) کے ساتھ ملتے جلتے ہیں کہ "گو آپ اپنی عقل کو استعمال کریں تو بھی آپ ان تینوں شخصیات کو ایک ہی دیکھیں گے۔ اس کا کیا فائدہ۔ یہ تثلیث اور توحید کے درمیان ایک ڈگمگانے والی غیر حقیقی چیز بن کر رہ جاتی ہے۔ شخصیتوں کے بارے میں محاورے کا تعلق صرف اسکے جوہر کے ساتھ ہی نہیں جو بظاہر واحدانیت کے بھید کو عیاں کرتا ہے بلکہ جس نے اپنے آپ کو ظاہر کیا ہے اس کے مکاشفے کو سمجھنے کے ساتھ بھی ہے۔۔ چونکہ انسان نجات کے منصوبے کو سمجھنے سے قاصر رہا اس لئے وہ تین شخصیتوں کے نظریے کو وجود میں لے آیا۔ وہ اس وہم میں جکڑا ہوا ہے کہ خدا کو سمجھنا انسانی عقل و فہم سے بہت بعید ہے اس لئے اس مشکل کو دور کرنے کے لئے تثلیث کا فارمولا تیار کیا گیا ہے۔ تثلیث کے بارے میں کلیسیا کی تعلیم سراسر کلام سے باہر ہے" (ای براونر کی کتاب سلسلہ نمبر ۱۔ صفحہ ۲۴۳ تا ۲۴۴۔

ایک مرتبہ یہ پھر دہرانا بہت ضروری ہے کہ انبیا اور رسول تثلیث سے ہرگز واقف نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تین خداؤں کا تصور پوری بائبل کے اندر کہیں نہیں پایا جاتا۔ یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ تین شخص جو آپس میں جڑے ہوئے ہوں وہ ایک ہوں؟ یہ بائبل کا بہت ہی انوکھا تصور ہے جسے صرف بت پرستوں کی تعلیم کے ساتھ ہی منصوب کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ ایک ہی ازلی اور ابدی سچے خدا نے اپنے آپکو تین طریقوں سے ظاہر کیا ہے۔ آسمان پر بطور باپ۔ زمین پر بیٹے میں اور ایمانداروں پر بطور روح القدس۔ یہ پاک کلام کی گواہی ہے۔ جن نبیوں اور رسولوں کو اس کا تجربہ تھا انہوں نے اس کی آواز کو اسی طرح سنا اور جانا اور جسطرح اس نے اپنے آپ کو ظاہر کیا اسی طرح اس کا ذکر کیا۔ عالموں نے خدا کو اوپر نیچے کر کے اس کے تین ٹکڑے کر رکھے ہیں۔ گو وہ سب تسلیم کرتے ہیں کہ بائبل کے اندر تثلیث کی تعلیم نہیں پائی جاتی تو بھی وہ اس تعلیم کا تحفظ کر رہے ہیں۔ یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟

# تیرواں باب
# خداوند کا نام

دس احکام دینے کے بعد خداوند نے نہایت ہی اہم بات کی کہ " جہاں جہاں میں اپنے نام کی یادگاری کراؤنگا وہاں میں تیرے پاس آکر تجھے برکت دونگا " خروج ۔ ۲۰/۲۴ ۔ ہر شخص کے لئے لازم ہے کہ وہ روح اور سچائی کے ساتھ خدا کی پرستش صرف اسی جگہ کرے جہاں اس نے اپنے نام کو ظاہر کیا ہے ۔ ابتدا ہی سے خدا نے اپنے نام کو اپنے ان لوگوں پر ظاہر کیا ہے جو اس کو جانتے ہیں ۔ لکھا ہے کہ " سیت کے ہاں بھی ایک بیٹا ہوا جسکا نام اس نے انوس رکھا ۔ اس وقت سے لوگ یہوواہ کا نام لے کر دعا کرنے لگے " پیدائش ۔ ۴/۲۶ ۔

خروج ۔ ۳۳/۱۱ ۔ ۲۳ ۔ میں خدا کے نام کے مکاشفہ کی اہمیت کو دکھایا گیا ہے ۔ جہاں کہیں خداوند کلام کرتا اور کسی پر اپنا فضل کرتا ہے تو وہاں اپنا نام بھی ظاہر کرتا ہے ۔ خدا موسیٰ کے ساتھ روبرو ہو کر باتیں کیا کرتا تھا ۔ اس کے اندر خدا کے جلال کو دیکھنے کی خواہش تھی اور خداوند نے اسکا جواب دیا ۔ لکھا ہے کہ " تب وہ بولا اٹھا کہ میں تیری منت کرتا ہوں مجھے اپنا جلال دکھا دے ۔ اس نے کہا میں اپنی ساری نیکی تیرے سامنے ظاہر کرونگا اور تیرے ہی سامنے خداوند کے نام کا اعلان کرونگا ۔ " خروج ۔ ۳۳/۱۸ ۔ ۱۹ ۔ خدا ہمیشہ نامعلوم اور پوشیدہ نہیں رہا بلکہ اس نے اپنے آپ کو دکھانے اور اپنے نام کو ظاہر کرنے کے لئے آگے قدم بڑھایا

خداوند خدا کے مکاشفہ پر زیادہ زور نہیں دیا جا سکتا ۔ خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ ہارون اور اس کے بیٹوں سے کہہ کہ تم بنی اسرائیل کو اس طرح دعا دیا کرنا ۔ تم ان سے کہنا خداوند تجھے برکت دے اور تجھے محفوظ رکھے ۔ خداوند اپنا چہرہ تجھ پر جلوہ گر فرمائے اور تجھ پر مہربان رہے ۔

خداوند اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کرے اور تجھے سلامتی بخشے۔ اسطرح وہ میرے نام کو بنی اسرائیل پر رکھیں اور میں ان کو برکت بخشونگا۔" گنتی۔ ۲۲۔ ۲۷

خدا کو اس کے القابوں سے کبھی نہیں پکارا گیا بلکہ اسکے نام سے۔ خواہ لوگ اس کے نام کو پکارتے یا اس کے لئے کوئی کام کرتے وہ ہمیشہ اُس کے نام سے کیا کرتے تھے۔ پرانے اور نئے عہد نامے کے اندر اسی طرح ہوا۔

خدا کا بنیادی قانون یہی ہے کہ اس کو صرف اسی جگہ ہی ملا جا سکتا ہے جہاں وہ اپنے آپکو اور اپنے نام کو ظاہر کرے۔ لکھا ہے کہ " جس جگہ کو خداوند تمہارا خدا تمہارے سب قبیلوں میں سے چن لے تاکہ وہاں اپنا نام قائم کرے۔ تم اس کے اسی مسکن کے طالب ہو کر وہاں جایا کرنا۔" استثنا۔ ۱۲/ ۵۔

سلیمان نے اپنی افتتاحیہ دعا میں اسی سچائی کا اظہار کیا "۔ تاکہ زمین کی سب قومیں تیرے نام کو پہچانیں اور تیری قوم اسرائیل کی طرح تیرا خوف مانیں اور جان لیں کہ یہ گھر جسے میں نے بنایا ہے تیرے نام کا کہلاتا ہے۔" ۱۔ سلاطین۔ ۸/ ۴۳ ب

یسعیاہ۔ ۵۲/ ۶۔ میں یوں لکھا ہے کہ "یقیناً میرے لوگ میرا نام جانینگے اور اس روز سمجھیں گے کہ کہنے والا میں ہی ہوں۔ دیکھو۔ میں حاضر ہوں۔

جس خدا کے بارے میں موسیٰ نے کہا کہ " میں ہوں نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اس نے کوہ سینا پر اپنے آپکو بنی اسرائیل پر یوں ظاہر کیا۔" اور خداوند نے یہ سب باتیں فرمائیں کہ۔ خداوند تیرا خدا جو تجھے ملک مصر سے اور غلامی کے گھر سے نکال لایا میں ہی ہوں۔ یسعیاہ نبی ان الفاظ کو بیان کرتا ہے جو خدا نے اپنی نسبت کہے کہ "۔۔ میں خداوند نے جو اول و آخر ہوں۔ وہ میں ہی ہوں۔ "۴۱/ ۴۔ ب۔ پھر یہ کہ " یہوواہ میں ہوں۔ یہی میرا نام ہے۔ میں اپنا جلال کسی دوسرے کے لئے اور اپنی حمد کھودی ہوئی مورتوں کے لئے روا (نہ) رکھونگا "۴۲/ ۸۔ اور پھر یہ کہ " میں ہی یہوواہ ہوں اور میرے سوا کوئی بچانیوالا نہیں ۔۔ میں نے اعلان کیا اور میں نے نجات بخشی اور میں ہی نے ظاہر کیا جب تم میں کوئی اجنبی معبود نہ تھا۔ سو تم میرے گواہ ہو خداوند فرماتا ہے کہ میں ہی خدا ہوں۔ " ۴۳/ ۱۱۔ ۱۲۔ اس سے آگے ۴۴/ ۶۔ میں یوں لکھتا ہے کہ " خداوند اسرائیل کا بادشاہ اور اسکا فدیہ دینے والا رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ میں ہی اول اور میں ہی آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں۔" مزید یہ کہ

"خداوند تیرا فدیہ دینے والا جس نے رحم ہی سے تجھے بنایا یوں فرماتا ہے کہ میں خداوند سب کا خالق ہوں۔ میں ہی اکیلا آسمان کو تاننے اور زمین کو بچھانے والا ہوں۔ کون میرا شریک ہے۔" یسعیاہ۔ ۲۴/۴۴۔ پھر یہ کہ "میں ہی خداوند ہوں اور کوئی نہیں۔ میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ میں نے تیری کمر باندھی اگرچہ تو نے مجھے نہ پہچانا۔ تاکہ مشرق سے مغرب تک لوگ جان لیں کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ میں ہی خداوند ہوں میرے سوا کوئی دوسرا نہیں۔" یسعیاہ۔ ۵/۴۵۔ ۶۔ اس سے آگے ۱۲/۴۸۔ ۱۳ میں لکھتا ہے کہ "اے یعقوب میری سن اور اے اسرائیل جو میرا بلایا ہوا ہے۔ میں وہی ہوں۔ میں ہی اول اور میں ہی آخر ہوں یقیناً میرے ہی ہاتھ نے زمین کی بنیاد ڈالی اور میرے دہنے ہاتھ نے آسمان کو پھیلایا۔ میں انکو پکارتا ہوں اور وہ حاضر ہو جاتے ہیں۔"

پرانے عہد نامے میں خدا کے لوگ خداوند کے نام کو جانتے تھے اور وہ اس کو پکارتے تھے۔ نئے عہد نامے کے موڑ پر بھی اس بات کو بڑی صفائی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ "تو اس کا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو ان کے گناہوں سے نجات دے گا۔" متی۔ ۲۱/۱۔ خرستس۔ مسیح۔ خداوند بچانے والے کی حیثیت سے پیدا ہوا۔ لوقا۔ ۱۱/۲۔ جس نام کا تعلق نجات کے ساتھ ہے وہ اسے ختنے کے وقت دیا گیا۔ لوقا۔ ۲۱/۲۔

جس طریقے سے خدا نے اپنے آپکو نئے عہد نامے میں متعارف کرایا اس کو جاننا بہت ضروری ہے۔ آسمان پر بحیثیت باپ کے۔ زمین پر بحیثیت بیٹا اور کلیسیا میں بحیثیت روح القدس کے۔ اسی طرح جس نام کے ذریعے ہمیں گناہوں سے مخلصی ملتی ہے اسکو اور جس نام کے ذریعے ہم باپ تک رسائی حاصل کرتے ہیں اسکو بھی جاننا بہت ضروری ہے۔ زمین پر صرف ایک ہی جگہ ہے جہاں خدا نے ہماری نجات کی خاطر اپنے آپکو ظاہر کیا اور وہ یسوع مسیح خداوند میں ہے۔ جو کوئی خدا کو تلاش کرنا چاہتا ہے اسے اس جگہ کی طرف دیکھنا چاہیے جہاں وہ مل سکتا ہے۔ اور جو کوئی اسے دیکھنا چاہتا ہے وہ اسے اس طرف دیکھے جہاں وہ دیکھا جا سکتا ہے۔ جو کوئی اس کی آواز کو سننا چاہتا ہے اسے جاننا چاہیے کہ اس کو کونسی جگہ سنا جا سکتا ہے۔ یہ صرف اسی جگہ ہوگا جہاں وہ اپنے آپکو ظاہر کرتا اور اپنے نام کو رکھتا ہے۔

خدا اور انسانیت کیلئے شخصی ملاقات کی جگہ ہمارے خداوند یسوع مسیح میں ہے۔
بائبل کے عالموں نے یاہ وے کو یہوواہ اور یشواہ کو یسوع کیوں بنا ڈالا۔
اس کو آسانی کے ساتھ سمجھنا مشکل ہے۔ خداوند YHWH نام کے لئے عبرانی
الفاظ جو پرانے اور نئے عہد نامے میں استعمال ہوئے ہیں ان کو اسی طرح رہنا چاہئیے
۔اس کے لئے من مانی تشریح کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ یاہ وے کی اختصاری
صورت میں یاہ بمعنی ایل الوہیم کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ اور ہالیلوہ یاہ کا
مطلب ہے یاہ وے کی حمد ہو۔ یسع یاہ (یسعیاہ) کا مطلب ہے یاہ وے نجات ہے۔
یہوشواہ کا مطلب ہے یاہ وے بچانے والا۔ اسرائیل کا مطلب ہے خدا سے کشتی
کرنے والا۔ اسمعیل (اسمع ایل کا مطلب ہے خدا سنتا ہے۔ اعمانوایل کا مطلب ہے
خدا ہمارے ساتھ۔ جہاں کہیں بھی خداوند خدا نے اپنے آپ کو ظاہر کیا وہاں اس
نے اپنے نام کو بتایا اور اس کی پرستش صرف اسی نام سے ہی کی جاتی رہی۔
پرانے عہد نامے کے اندر استعمال ہونے والے "میں ہوں" کے الفاظ خدا کے
لئے لکھے گئے ہیں۔ نئے عہد نامے میں یہی الفاظ ہمارے خداوند کے لئے استعمال ہوئے
ہیں۔ اس نے کہا کہ "زندگی کی روٹی میں ہوں"۔ یوحنا۔۶/۴۸۔ "دنیا کا نور میں ہوں
" یوحنا۔۸/۱۲۔ یہ ماننا کہ ہمارا خداوند "میں ہوں" ہے نہایت ضروری ہے۔
اس کے بارے میں اس نے خود فرمایا کہ۔ "۔میں نے تم سے یہ کہا کہ اپنے گناہوں
میں مروگے۔ کیونکہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے کہ میں وہی ہوں تو اپنے گناہوں میں مروگے
...یہودیوں نے اس سے کہا تیری عمر تو ابھی پچاس برس کی نہیں پھر کیا تو نے ابرہام
کو دیکھا ہے؟ یسوع نے ان سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ پیشتر اس سے کہ ابرہام
پیدا ہوا میں ہوں" یوحنا۔۸/۲۴،۵۷،۵۸۔ "اچھا چرواہا میں ہوں۔ جسطرح باپ
مجھے جانتا ہے اور میں باپ کو جانتا ہوں۔ اسی طرح میں اپنی بھیڑوں کو جانتا ہوں اور
میری بھیڑیں مجھے جانتی ہیں"۔ یوحنا۔۱۰/۱۴۔ "قیامت اور زندگی تو میں ہوں" یوحنا
۔۱۱/۲۵۔ "انگور کا حقیقی درخت میں ہوں" یوحنا۔۱۵/۱
جیسے دیکھا گیا ہے "میں ہوں" کا محاورہ ہمارے خداوند کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔
اگر کوئی یسعیاہ نبی کے صحیفے میں بیان کردہ الفاظ کو نئے عہد نامے کے حوالوں کے ساتھ
ملائے تو وہ سمجھ جائیگا کہ خداوند نے پرانے اور نئے عہد نامے کے اندر ایک جیسے الفاظ

استعمال کئے ہیں ۔۔ اس سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ یہ بولنے والا ایک ہی ہے ۔۔۔
"خوف نہ کر میں اول اور آخر ہوں" مکاشفہ ۔۱/ ۱۷۔ پھر یہ کہ "۔۔جو تھا اور جو آنے
والا ہے یعنی قادر مطلق فرماتا ہے کہ میں الفا اور اومیگا ہوں" مکاشفہ ۔۱/ ۸
بیٹے کی حیثیت سے وہ کہتا ہے کہ "میں اپنے باپ کے نام سے آیا ہوں" یوحنا ۔۵/
۴۳ ۔ "اے باپ اپنے نام کو جلال دے" یوحنا ۔۱۲/ ۲۸ ۔ "میں نے تیرے نام کو
ان آدمیوں پر ظاہر کیا جنہیں تو نے دنیا میں سے مجھے دیا" یوحنا ۔۱۷/ ۶ ۔ ایک
عام دستور کے مطابق ہر شخص جب کسی سے ملتا ہے تو پہلے اپنا نام متعارف کراتا
ہے ۔ اسی طرح جب لوگ خداوند سے ملاقات کرتے ہیں تو وہ بھی پہلے اپنا نام
متعارف کراتا ہے ۔ اس کا بہترین نمونہ پولس رسول ہے ۔ کلام میں لکھا ہے کہ "اس
نے پوچھا اے خداوند ۔ تو کون ہے ؟ اس نے کہا میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے
" اعمال ۔۹/ ۵ ۔

اے قدوس باپ ۔ اپنے اس نام کے وسیلہ سے جو تو نے مجھے بخشا ہے ان کی حفاظت
کر ۔۔۔ اور میں نے انہیں تیرے نام سے واقف کیا ۔۔" یوحنا ۔۱۷/ ۱۱و۲۶ ۔ وہ اب
بھی اسی طرح کر رہا ہے ۔ باپ اور بیٹے کا نام یسوع اصلی نام یاہ ہوشوا ۔ یاہ وے
بچانے والا ایک ہی ہے ۔ جہاں کہیں اس نام کو اس کی الٰہی اہمیت کے ساتھ عیاں
نہیں کیا گیا وہاں لوگ اپنی مذہبی اور کلام کے خلاف رسومات میں پھنسے ہوئے ہیں ۔
"پس تم اس طرح دعا کیا کرو کہ اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے ۔ تیرا نام
پاک مانا جائے" متی ۔۶/ ۹ ۔ عبرانیوں ۔۱/ ۴ میں یوں مرقوم ہے کہ "۔۔فرشتوں سے
اسی قدر بزرگ ہو گیا جس قدر اس نے میراث میں ان سے افضل نام پایا"
ابدی زندگی کا وعدہ بھی اس کے نام سے کیا گیا ہے ۔ یوحنا ۔۲۰/ ۳۱ ۔ اسکے علاوہ
گناہوں کی معافی بھی اسکے نام سے ملتی ہے ۔ اعمال ۔۱۰/ ۴۳ ۔ جو کچھ ہم خدا سے حاصل
کرتے ہیں وہ بھی یسوع مسیح کے نام سے ملتا ہے ۔ خدا کے کسی خادم نے خدا کے
القاب کو کبھی استعمال نہیں کیا بلکہ اسکے نام کو استعمال کیا ہے ۔ کلام کے مطابق
ایماندار جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ سب اس کے نام سے کیا جانا چاہیئے ۔ لکھا ہے کہ
" کلام یا کام جو کچھ کرتے ہو وہ سب خداوند یسوع کے نام سے کرو ۔ اور اسی کے
وسیلہ سے خدا باپ کا شکر بجا لاؤ ۔ " کلسیوں ۔۳/ ۱۷ ۔

وہ دن جلد آنیوالا ہے جب ہر گھٹنا یسوع کے آگے جھکے گا اور ہر زبان اقرار کریگی کہ یسوع مسیح خداوند ہے۔ فلپیوں ۔۲/۱۰۔۱۱۔ جب خدا مخلصی کے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا لے گا تو جیسے لکھا ہے وہ پورا ہو گا کہ "پھر میں نے تخت میں سے کسی کو بلند آواز سے یہ کہتے سنا کہ دیکھ خدا کا خیمہ آدمیوں کے درمیان ہے۔ اور وہ ان کے ساتھ سکونت کریگا اور وہ اس کے لوگ ہونگے اور خدا آپ ان کے ساتھ رہے گا اور ان کا خدا ہو گا۔ اور وہ ان کی آنکھوں کے سب آنسو پونچھ دے گا۔ اس کے بعد نہ موت رہیگی اور نہ ماتم رہیگا۔ نہ آہ و نالہ نہ درد۔ پہلی چیزیں جاتی رہیں۔ اور جو تخت پر بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا دیکھ میں سب چیزوں کو نیا بنا دیتا ہوں۔ پھر اس نے کہا لکھ لے کیونکہ یہ باتیں سچ اور برحق ہیں۔ پھر اس نے مجھ سے کہا یہ باتیں پوری ہو گئیں۔ میں الفا اور اومیگا یعنی ابتدا اور انتہا ہوں۔ میں پیاسے کو آب حیات کے چشمہ سے مفت پلاؤنگا۔ جو غالب آئے وہی ان چیزوں کا وارث ہو گا اور میں اس کا خدا ہونگا اور وہ میرا بیٹا ہو گا۔" مکاشفہ۔۲۱/۳۔۷۔

---

# چودھواں باب

## ایک مفید موازنہ

بائیبل کے مندرجہ ذیل حوالے نجات دہندہ کی الوہیت اور اس کی انسانیت کو عیاں کریں گے۔ جہاں کہیں اسکی آمد کا ذکر کیا گیا اس کی بعد میں تصدیق کی گئی کہ وہ بھیجا گیا تھا۔ اگر اس نے اپنا ذکر کیا اپنے آنے کی بات کی تو ہم کو اطلاع ملتی ہے کہ وہ آیا۔ دونوں بیان درست ہیں۔ اس لئے کہ الہی اور انسانی حصے کا راستباز ہونا ضروری تھا باغ عدن میں گر جانے کے بعد خداوند نے عورت کے ذریعے آنے والی اس نسل کا ذکر کیا جو سانپ کے سر کو کچلے گی۔ اس نے سانپ سے کہا کہ "میں تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان عداوت ڈالونگا۔ وہ تیرے سر کو کچلیگا اور تو اس کی ایڑی کو کاٹیگا۔" پیدائش ۳۰:۱۵۔ بائیبل کا ہر طالب علم مسیح کو عورت کی موعودہ نسل تسلیم کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے مریم کو کبھی ماں کہہ کر نہیں پکارا بلکہ عورت کہا۔ یوحنا ۲:۴۔

یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹیگی۔ اور نہ اس کی نسل سے حکومت کا عصا موقوف ہوگا جبتک شیلوہ نہ آئے۔ اور قومیں اسکی مطیع ہونگی۔ وہ اپنا جوان گدھا انگور کے درخت سے اور اپنی گدھی کا بچہ اعلے درجہ کے انگور کے درخت سے باندھا کریگا۔ پیدائش ۴۹:۱۰۔۱۱۔ "اے بنت صیون تو نہایت شادمان ہو۔ اے دختر یروشلیم خوب للکار کیونکہ دیکھ تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے۔" زکریاہ ۹/۹۔ متی ۲۱۔ مرقس ۱۱۔ لوقا ۱۹۔ اور یوحنا ۱۲ویں باب میں جب مسیح سوار ہوکر یروشلیم گیا تو اس وعدے کی تکمیل ہوئی۔ مکاشفہ ۵/۵۔ اس کو یہوداہ کے قبیلہ کا ببر کہا گیا ہے۔

"میں انکے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اسکے منہ میں ڈالونگا۔ اور جو کچھ میں اسے حکم دونگا وہی وہ ان سے کہے گا۔" استثنا ۱۸:۱۸۔۱۹۔ چاروں اناجیل میں مسیح کو اسکی انبیانہ خدمت کی وجہ سے ابن آدم کہکر پکارا گیا ہے۔ پطرس۔ اعمال ۳/۲۲۔۲۳ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے۔ "موسیٰ نے کہا خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کریگا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے اس کی سننا۔ اور یوں ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنیگا وہ امت میں سے نیست و نابود کردیا جائیگا" مسیح خدا نبی تھا۔ جو لوگ خدا کے سامنے پیش ہونا چاہتے ہیں انکے لئے

اس کا کلام بہت ضروری ہے۔ یہ زمین پر خدا کا حتمی جواب ہے اور جن با توں کی انبیا نے پیشن گوئی کی وہ سب پوری کیں۔

"تو پھر انسان کیا ہے کہ تو اسے یاد رکھے اور آدم زاد کیا ہے کہ تو اس کی خبر لے۔ کیونکہ تو اسے خدا سے کچھ ہی کمتر بنایا ہے۔ اور جلال اور شوکت سے اسے تاجدار کرتا ہے۔ تو نے اسے اپنی دستکاری پر تسلط بخشا ہے۔ تو نے سب کچھ اس کے قدموں کے نیچے کر دیا ہے۔ زبور۔ ۸: ۴۔ ۶۔ پرانے عہد نامہ کی پیشن گوئی اور نئے عہد کی تکمیل آپس میں بے حد ہم آہنگ ہے۔ لکھا ہے کہ "اس نے اگرچہ خدا کی صورت پر تھا خدا کے برابر ہونے کو قبضہ میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا۔ بلکہ اپنے آپکو خالی کر دیا اور خادم کی صورت اختیار کی اور انسانو ں کے مشابہ ہو گیا اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا او ر یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔ اسی واسطے خدا نے بھی اسے بہت سر بلند کیا اور اسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلی ہے۔ تا کہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا جھکے خواہ آسمانیوں کا خواہ زمینیوں کا خواہ ان کا جو زمین کے نیچے ہیں۔ فلپیوں۔ ۲: ۶۔ ۱۰۔

"وہ مجھے پکار کر کہے گا تو میرا باپ۔ میرا خدا اور میری نجات کی چٹان ہے۔ اور میں اس کو اپنا پہلوٹھا بناؤنگا اور دنیا کا شہنشاہ ہو گا" زبور۔ ۸۹: ۲۶ ۔ ۲۷۔ "کیونکہ جن کو اس نے پہلے سے جانا ان کو پہلے سے مقرر کیا کہ اس کے بیٹے کے ہم شکل ہوں تاکہ وہ بہت سے بھائیوں میں پہلوٹھا ٹھہرے" رومیو ں۔ ۸: ۲۹۔ "اور جب پہلوٹھے کو دنیا میں پھر لاتا ہے تو کہتا ہے کہ خدا کے سب فرشتے اسے سجدہ کریں۔ عبرانیوں۔ ۱: ۵۔ پھر لکھا ہے کہ جس میں ہم کو مخلصی یعنی گناہوں کی معافی حاصل ہے۔ وہ اندیکھے خدا کی صورت اور تمام مخلوقا ت سے پہلے مولود ہے۔" کلسیوں۔ ۱: ۱۴۔ ۱۵۔ "اس لئے اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے۔ پرانی چیزیں جاتی رہیں۔ دیکھو وہ نئی ہو گئیں" ۲۔ کر نتھیوں۔ ۵: ۱۷۔ "اور یسوع مسیح کی طرف سے جو سچا گواہ اور مردوں میں سے جی اٹھنے والوں میں پہلوٹھا" مکاشفہ۔ ۱: ۵۔

"لیکن خداوند آپ تم کو ایک نشان بخشیگا۔ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا اور وہ اسکا نام عمانوایل رکھے گی۔" یسعیاہ۔۷/۱۴۔ "...اے یوسف ابن داؤد اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر کیونکہ جو اس کے پیٹ میں ہے وہ روح القدس کی قدرت سے ہے۔ اسکے بیٹا ہوگا اور تو اسکا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو انکے گناہوں سے نجات دیگا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا وہ پورا ہو کہ۔ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوایل رکھیں گے۔" متی۔۱/۲۰۔۲۲۔

"اس لئے ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اس کے کندھے پر ہوگی اور اسکا نام عجیب مشیر خدای قادر ابدیت کا باپ سلامتی کا شہزادہ ہوگا۔ اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی۔ وہ داؤد کے تخت اور اسکی مملکت پر آج سے ابد تک حکمران رہیگا اور عدالت اور صداقت سے اسے قیام بخشے گا۔ رب الافواج کی غیوری یہ کرے گی۔" یسعیاہ۔۹/۶۔۷۔ جو بیٹا ہم کو بخشا گیا اسکے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ خدای قادر اور ابدیت کا باپ ہے۔ اس حوالے میں اسکی انسانی اور الٰہی فطرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ یسعیاہ نبی یوں تسلی دیتا ہے کہ "کمزور ہاتھوں کو زور اور ناتواں گھٹنوں کو توانائی دو۔ ان کو جو کچ دلے ہیں کہو ہمت باندھو مت ڈرو۔ دیکھو تمہارا خدا سزا اور جزا لئے آتا ہے۔ ہاں خدا ہی آئیگا اور تم کو بچائے گا۔" یسعیاہ۔۳۵/۳۔۴۔

خدا نے یہ کبھی نہیں کہا کہ اس کے علاوہ اس کا ایک بیٹا بھی ہے جسے وہ بھیجے گا۔ بلکہ وہ بیٹے کا روپ دھار کر بذات خود آیا۔ اس بات کو پہچاننے کیلئے ہمیں یہ نشان دیا گیا ہے کہ "اسوقت اندھوں کی آنکھیں وا کی جائینگی اور بہروں کے کان کھولے جائیں گے۔ تب لنگڑے ہرن کی مانند چوکڑیاں بھریں گے اور گونگے کی زبان گائے گی کیونکہ بیابان میں پانی اور دشت میں ندیاں پھوٹ نکلیں گی" یسعیاہ۔۳۵/۵۔۶۔ یہ سب کچھ ہمارے خداوند یسوع مسیح کی خدمت کے دوران پورا ہوا۔ لنگڑے چلنے پھرنے لگے۔ کوڑھی پاک صاف کئے گئے۔ بہرے سننے لگے اور مردے زندہ کئے گئے۔ لوقا۔۷/۲۲۔

یسعیاہ کے چالیسویں باب میں بتایا گیا ہے کہ پکارنے والے کی آواز۔ بیابان میں

خداوند ( یاہ وے ) کی راہ درست کرو۔ صحرا مین ہمارے خدا ( الوہیم ) کے لئے
شاہراہ ہموار کرو۔۔۔اے یروشلیم کو بشارت دینے والی زور سے اپنی آواز بلند کر۔
خوب پکار اور مت ڈر۔ یہوداہ کی بستیوں سے کہہ دیکھو اپنا خدا۔ دیکھو خداوند خدا
( الوہیم یاہ وے ) بڑی قدرت کے ساتھ آئیگا اور اس کا بازو اس کے لئے سلطنت
کریگا " یسعیاہ۔ ۴۰/ ۳ و ۹ تا ۱۰۔ پرانے عہد نامے کا یاہ وے نئے عہد نامے کا یشوعاہ
ہے۔ خدا ہمارے اوپر بطور باپ۔ خدا ہمارے ساتھ بطور بیٹا اور خدا ہمارے
اندر بطور روح القدس سکونت کرتا ہے۔ اس نے ہمارے ساتھ اپنی نجات کے
منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنے آپکو مختلف طریقوں سے ظاہر کیا ہے۔

---

# پندرواں باب

## یسوع خداوند ہے

بیداری کی عبادات میں جب فضا روحانی بلندیوں کو چھوتی ہے تو زور اس بات پر دیا جاتا ہے کہ یسوع خداوند ہے۔ لیکن یہ واضح نہیں کہ جب اس قسم کا بیان دیا جاتا ہے تو اس کا اصل مقصد کیا ہوتا ہے۔ کلام کے مطابق اگر کوئی یسوع مسیح کے خداوند ہونے کا اقرار کرتا ہے تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اسے خدا تسلیم کرے۔ اور اگر یہ ایسے نہیں تو حقیقی مکاشفے کی کمی ہے۔ جہاں کہیں بھی یسوع کی انسانیت کو بیان کیا گیا ہے وہاں ہم اس کو خدا سے الگ دیکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر نبی یا ابن آدم کی حیثیت سے وہ خود کچھ نہ کر سکتا تھا۔ لکھا ہے کہ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کر سکتا سوا اسکے جو باپ کو کرتے دیکھتا ہے۔ کیونکہ جن کاموں کو وہ کرتا ہے انہیں بیٹا بھی اسی طرح کرتا ہے... میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا جیسا سنتا ہوں عدالت کرتا ہوں اور میری عدالت راست ہے۔ کیونکہ میں اپنی مرضی نہیں بلکہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں۔" یوحنا۔ ۱۹/۵ و ۳۰ ۔یقیناً ہمارے خدا کی الوہیت میں کم عقلی اور دانش یا قادر مطلق اور کمزور ہونیکی دونوں صفات نہیں پائی جاتیں۔ بلکہ ہم مسیح یسوع انسان کی بات کر رہے ہیں جس نے زمین پر اپنی مرضی نہیں بلکہ خدا کی مرضی کو پورا کیا۔

پاک صحیفے اس کو ایسا خداوند بھی بتاتے ہیں جس نے یہ دعوی کیا کہ۔ "آسمان اور زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے" متی۔ ۱۸/۲۸۔ انسانیت کے اعتبار سے اسکو نبی۔ درمیانی۔ مشیر اور ابن آدم کہا گیا ہے۔ ان تمام حوالوں میں اسے خدا سے الگ دکھایا گیا ہے۔ ستفنس نے اسے اسی حالت میں دیکھا۔ لکھا ہے کہ "...مگر اس نے روح القدس سے معمور ہو کر آسمان کی طرف غور سے نظر کی اور خدا کا جلال اور یسوع مسیح کو خدا کی دہنی طرف کھڑا دیکھ کر۔" اعمال۔ ۵۵/۷۔ ستفنس نے اس کے مافوق الفطرت جلال کو دیکھا۔ جب ابن آدم واپس آئیگا تو اسی جلال میں آئیگا۔ لکھا ہے کہ "جب ابن آدم اپنے جلال میں آئیگا اور سب فرشتے اس کے ساتھ آئیں گے تب وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا" متی۔ ۳۱/۲۵۔

اس بات کا درست علم ہونا بہت ضروری ہے کہ یسوع محض خداوند نہیں بلکہ خداوندوں کا خداوند ہے۔ اس کی پیدائش کیوقت چرواہوں نے یہ اعلان سنا کہ "..تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہوا ہے یعنی مسیح خداوند" لوقا۔ ۲/۱۱۔ جب پولس رسول نے لکھا کہ "....نہ کوئی روح القدس کے بغیر کہہ سکتا ہے کہ یسوع خداوند ہے" ا۔کرنتھیوں۔ ۱۲/۳ب۔ تو اس کا یہی مطلب تھا۔ یہ ہمیشہ ایک ہی روح ہے (چوتھی آئت) ایک ہی خداوند (پانچویں آئت) اور بائبل کی آخری کتاب کے آخر تک ایک ہی خدا ہے" قدوس۔ قدوس۔ قدوس خداوند خدا قادر مطلق جو تھا اور جو ہے اور جو آنیوالا ہے" (مکاشفہ۔ ۴/۸) اے ہمارے خداوند اور خدا تو ہی تمجید اور عزت اور قدرت کے لائق ہے کیونکہ تو ہی نے سب چیزیں پیدا کیں" مکاشفہ۔ ۴/۱۱

باوجود اس کے کہ اس کو بہت ناموں اور طریقوں سے بلایا جاتا ہے تو بھی یہ صرف ایک ہی خدا ہے جو حرکت میں ہے"۔ تو آسمان پر بڑی آوازیں اس مضمون کی پیدا ہوئیں کہ دنیا کی بادشاہی ہمارے خداوند اور اس کے مسیح کی ہو گئی۔ اور وہ ابدالاباد بادشاہی کریگا۔" مکاشفہ۔ ۱۱/۱۵۔ "پھر میں نے آسمان پر سے یہ بڑی آواز آتی سنی کہ اب ہمارے خدا کی نجات اور قدرت اور بادشاہی اور اس کے مسیح کا اختیار ظاہر ہوا..." مکاشفہ۔ ۱۲/۱۰۔ "اور یہ کہا کہ اے خداوند خدا قادر مطلق۔ جو ہے اور جو تھا ہم تیرا شکر کرتے ہیں کیونکہ تو نے اپنی بڑی قدرت کو ہاتھ میں لے کر بادشاہی کی۔" مکاشفہ۔ ۱۱/۱۷۔ بالآخر ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بادشاہی کرنیوالا کون ہوگا۔

غالب آنیوالے لوگ شیشہ کے سمندر پر کھڑے ہوکر برے کا یہ گیت گائیں گے کہ "اے خداوند خدا قادر مطلق۔ تیرے کام بڑے اور عجیب ہیں۔ اے ازلی بادشاہ۔ تیری راہیں راست اور درست ہیں۔" مکاشفہ۔ ۱۵/۳۔ مکاشفہ کے سولھویں باب میں قربانگاہ کے نیچے سے یہ آواز سنی کہ "اے خداوند خدا قادر مطلق۔ بے شک تیرے فیصلے درست اور راست ہیں" (ساتویں آئیت)

الوہیت کا عظیم بھید سمجھ سے بعید رہے گا۔ اسے ایسا ہی ہونا چاہیئے اور خدا کی مرضی بھی یہی ہے کہ ہم اس کی گہری باتوں کو نہ پورے طور پر سمجھ سکیں اور نہ تلاش۔ وہ صرف روح القدس کے ذریعے منکشف کی جاسکتی ہیں لیکن بیان کبھی نہیں کی گئیں۔ وہ

چاہتا ہے کہ ہم بڑے ادب کے ساتھ اسکی حضوری میں حاضر ہوں اورابد تک اسکی ستائیش کرتے رہیں۔ یسوع مسیح ایک انسان کی طرح پیدا ہوا۔ بچے کی حیثیت سے اسے ہیکل میں لاکر مخصوص کیا گیا۔ لوقا۔ ۲/ ۲۲۔ ۲۴ شمعون نے اسے اپنی گود میں لیکر کہا " اے مالک اب تو اپنے خادم کو اپنے قول کے کے موافق رخصت کر۔ لوقا۔ ۲: ۲۸۔ ۲۹

جب بیٹے نے ایک انسان کے طور پر بات کی تو اس نے کہا کہ " باپ مجھ سے بڑا ہے " یوحنا۔ ۱۰: ۲۰۔ وہ آسمان پر باپ اور زمین پر بیٹا ہے تو بھی ہمیں اس پہچان تک پہنچنا ہے کہ " باپ مجھ میں ہے اور میں باپ میں " یوحنا۔ ۱۰: ۳۸۔ الغرض خواہ وہ باپ کی دہنی طرف ہے یا نیچے زمین پر یا باپ میں یہ سب کچھ اس حد تک درست ہے کہ " جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ کو دیکھا۔ یوحنا۔ ۱۴: ۹۔

پطرس رسول نے خداوند یسوع مسیح کی خدمت کا احوال یوں بیان کیا ہے کہ " یسوع ناصری ایک انسان تھا جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر ان معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں سے ثابت ہوا جو خدا نے اسکی معرفت تم میں دکھائے۔ چنانچہ تم آپ ہی جانتے ہو کہ جب وہ خدا کے مقررہ انتظام اور علم سابق کے موافق پکڑوایا گیا تو تم نے بے شرع لوگوں کے ہاتھ سے اسے مصلوب کرکے مرواڈالا۔ لیکن خدا نے موت کے بند کھول کر اسے جلایا۔ کیونکہ ممکن نہ تھا کہ وہ اس کے قبضہ میں رہتا۔ اعمال۔ ۲: ۲۲۔ ۲۴۔ چونکہ وہ ایک انسان بھی تھا اس لئے بحثیت انسان وہ جسم کے بدن میں مرا لیکن زندہ ہوکر وہ موت پر غالب آیا اور ہمارے لئے یہ ممکن کیا کہ ہم بھی اس بدن سے تبدیل ہوکر اس کے جی اٹھنے والے بدن کی صورت پر ہوں۔

پطرس نے مزید لکھا کہ " خداوند یا وے نے میرے خداوند (یہوشووا) سے کہا میری دہنی طرف بیٹھ جبتک میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں تلے کی چوکی نہ کردوں۔ پس اسرائیل کا سارا گھرانا یقین جان لے کہ خدا نے اسی یسوع کو جسے تم نے مصلوب کیا خداوند بھی کیا اور مسیح بھی۔ اعمال۔ ۲: ۳۶۔

پولس رسول نے کہا کہ "ہم خدا کی وہ پوشیدہ حکمت بھید کے طور پر بیان کرتے ہیں جو خدا نے جہان کے شروع سے پیشتر ہمارے جلال کے واسطے مقرر کی تھی" ۱۔ کرنتھیوں۔ ۲/۷۔۸۔

چھٹے باب میں وہ کرنتھیوں کو یوں لکھتا ہے کہ "خدا نے خداوند کو بھی جلایا اور ہم کو بھی اپنی قدرت سے جلائے گا" ۱۔ کرنتھیوں۔ ۶/۱۴۔

جو کوئی بھی تبدیل ہو کر یسوع کی طرف رجوع کرتا ہے وہ جھولے میں پڑے ہوئے کسی بچے یا مریم کے بازوؤں میں رہنے والے بچے کی طرف رخ نہیں کرتا بلکہ اس یسوع کی طرف مڑتا ہے جو مصلوب ہوا۔ مر گیا اور مردوں میں سے جی اٹھا۔ جسطرح یوحنا۔ ۴/۲۴۔ میں خدا کو روح کہا گیا ہے اسیطرح خداوند کو بھی روح کہا گیا ہے۔ لکھا ہے "اور خداوند روح ہے اور جہاں کہیں خداوند کا روح ہے وہاں آزادی ہے" ۲۔ کرنتھیوں۔ ۳/۱۷۔ رسول سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید کہتا ہے کہ "مگر جب ہم سب کے بے نقاب چہروں سے خداوند کا جلال اسطرح منعکس ہوتا ہے جسطرح آئینہ میں تو اس خداوند کے وسیلہ سے جو روح ہے ہم اسی جلالی صورت میں درجہ بدرجہ بدلتے جاتے ہیں" اٹھارویں آئت

بعض کے نزدیک یہ ایک ایسی الجھن ہے جس کو باہم نہیں جوڑا جا سکتا لیکن بعض کے لئے یہ سب کا سب ہم آہنگ اور مکمل ہے۔ ۲۔ کرنتھیوں۔ چوتھے باب میں پولس رسول مسیح کے اس جلال کا ذکر کرتے ہوئے جو خدا کی صورت پر ہے اس عروج تک پہنچتا ہے کہ "۔۔ ہم اپنی نہیں بلکہ مسیح یسوع کی منادی کرتے ہیں کہ وہ خداوند ہے اور اپنے حق میں یہ کہتے ہیں کہ یسوع کی خاطر تمہارے غلام ہیں۔ اس لئے کہ خدا ہی ہے جس نے فرمایا کہ تاریکی میں سے نور چمکے اور وہی ہمارے دلوں میں چمکا تا کہ خدا کے جلال کی پہچان کا نور یسوع مسیح کے چہرے سے جلوہ گر ہو۔ آئت۔ ۵، ۶۔

# سولھواں باب

## جو کوئی یسوع کا اقرار کرتا ہے...

## درست یا غلط اقرار؟

بشارتی عبادات میں یسوع مسیح کا اقرار کروانے پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔ مبشر حضرات توبہ کرنے کے لئے آگے آنے والے لوگوں سے کہتے ہیں کہ وہ ان کے پیچھے یسوع مسیح کا اقرار دہرائیں۔ اس کے بعد مبشر لوگوں کو تسلی دیتے ہیں کہ اب وہ یسوع مسیح کے ہو چکے ہیں۔ جسطرح ہم نے دیگر مضامین پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے اسی طرح خدا کے حضور راستباز ٹھہرنے کی غرض سے یہ دیکھنا بھی نہایت ضروری ہے کہ بائبل کے مطابق خدا کے بیٹے یسوع مسیح کا اقرار کیا ہے۔

نجات کا تجربہ حاصل کرنے کیلئے خدا کے بیٹے یسوع مسیح کا شخصی طور پر اقرار کرنا بہت ضروری ہے۔ دشمن یعنی مخالف خدا نے اسی طریقے کو استعمال کرتے ہوئے سچائی کو اوپر نیچے کرکے فریب کو پیش کیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم یہاں کلام کے صرف تین حوالے پیش کر کے بتائیں گے کہ مخالف خدا نے اسے کس طرح غلط استعمال کیا ہے۔

بدروح گرفتہ لوگوں نے بڑی آواز سے چلا کر اسکا اقرار کیا۔ "اور دیکھو انہوں نے چلا کر کہا اے خدا کے بیٹے ہمیں تجھ سے کیا کام؟ کیا تو اسلئے یہاں آیا ہے کہ وقت سے پہلے ہمیں عذاب میں ڈالے؟" متی۔ ٨/٢٩۔ مرقس لکھتا ہے کہ "ناپاک روحیں جب اسے دیکھتی تھیں اسکے آگے گر پڑتی اور پکار کر کہتی تھیں کہ تو خدا کا بیٹا ہے" مرقس۔ ٣/١١۔ لوقا لکھتا ہے کہ "اے یسوع ناصری ہمیں تجھ سے کیا کام؟ کیا تو ہمیں ہلاک کرنے آیا ہے؟ میں تجھے جانتا ہوں کہ تو کون ہے۔ خدا کا قدوس ہے اور بدروحیں بھی چلا کر اور یہ کہکر کہ تو خدا کا بیٹا ہے بہتوں میں سے نکل گئیں اور وہ انہیں جھڑکتا اور بولنے نہ دیتا تھا کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ یہ مسیح ہے۔ لوقا۔ ٤/٣٤و٤١۔

ایک مرد خدا بیمار لوگوں کو کہتا ہے کہ "یسوع مسیح ناصری کے نام سے چل پھر" اعمال ۔ ۳ / ۶ ۔ لیکن ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ بری ارواح بھی یسوع مسیح کا نام بڑے واضح الفاظ میں استعمال کرتی اور اسے "یسوع مسیح ناصری یا خدا کا بیٹا کہہ کر پکارتی ہیں۔

خداوند یسوع مسیح کے ساتھ شخصی تجربے اور تعلق کے بغیر کسی قسم کا اقرار بے معنی ہے ۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس کے لئے آسمانی مکاشفہ کا ہونا بہت ضروری ہے ۔ اسکے لیے فرمانبرداری کے ساتھ اقرار اور پیروی کو ساتھ ساتھ چلنا چاہیئے ۔ کلام میں لکھا ہے کہ "جو بیٹے پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے لیکن جو بیٹے کی نہیں مانتا زندگی کو نہ دیکھیگا بلکہ اس پر خدا کا غضب رہتا ہے" یوحنا ۔ ۳ / ۳۶

اقرار کے بعد ایمان کا مکاشفہ ہونا بہت ضروری ہے ۔ رومیوں ۔ ۱۰ / ۸ ۔ ۹ ۔ میں لکھا ہے کہ "کلام تیرے نزدیک ہے بلکہ تیرے منہ اور تیرے دل میں ہے ۔ یہ وہی ایمان کا کلام ہے جس کی ہم منادی کرتے ہیں کہ اگر تو اپنی زبان سے یسوع کے خداوند ہونے کا اقرار کرے اور اپنے دل سے ایمان لائے کہ خدا نے اسے مردوں میں سے جلایا تو نجات پائیگا" پولس اس حقیقت کا خلاصہ یوں بیان کرتا ہے کہ "میں ایمان لایا اور اسی لئے بولا ۔ پس ہم بھی ایمان لائے اور اسی لئے بولتے ہیں ۔ ۲ ۔ کرنتھیوں ۔ ۴ / ۱۳ ۔ جو اقرار یسوع مسیح پر ایمان لانے کے بغیر کیا جاتا ہے وہ خدا کے کلام کو ماننے کے لئے بے معنی ہے۔

یوحنا رسول ہمیں یوں بتاتا ہے کہ "دنیا کا مغلوب کرنے والا کون ہے سوا اس شخص کے جس کا یہ ایمان ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے" ۱ ۔ یوحنا ۔ ۵ / ۵ ۔

جب شیطان نے ہیکل کے کنگرے پر خداوند کو آزمایا تو بے معنی اقرار اس نے بھی کیا کہ "اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو اپنے تئیں یہاں سے نیچے گرا دے ۔ " لوقا ۔ ۴ / ۹

خدا کے بیٹے اور دشمن کے فرزند کسی نہ کسی طریقے سے خدا کے بیٹے یسوع مسیح کا اقرار ضرور کرتے ہیں ۔ نام نہاد مسیحی جماعتوں کے مسیحی اور مخالف مسیح بھی یہی محاورے استعمال کرتے ہیں ۔ لیکن جو اقرار قابل قبول ہے وہ صرف وہی ہے جو بائیبل کی پوری گواہی اور مسیح پر ذاتی ایمان اور خدا اور اسکے کلام کے مطابق

فرمانبرداری کے ساتھ ہو۔ ہر ایک کو یسوع مسیح کے براہ راست اور شخصی مکاشفے کی ضرورت ہے۔

بہت سے عذر خواہ لوگ ۱۔ یوحنا۔ چوتھے باب کو اس کی درست جگہ رکھنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں۔ یہ حوالہ یوں ہے کہ "خدا کے روح کو تم اسطرح پہچان سکتے ہو کہ جو کوئی روح اقرار کرے کہ یسوع مسیح مجسم ہو کر آیا ہے وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اور جو کوئی روح یسوع کا اقرار نہ کرے وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ اور یہی مخالف مسیح کی روح ہے جس کی خبر تم سن چکے ہو کہ وہ آنیوالی ہے۔ بلکہ اب بھی دنیا میں موجود ہے" ۱۔ یوحنا۔ ۴۔ ۲۔ ۳۔ اس عبارت کو پہلی نظر دیکھنے سے معلوم ہو گا کہ اس کے اندر بہت کچھ بتایا گیا ہے۔ ہم یہاں اس حقیقی علمیت کا ذکر کر رہے ہیں کہ یاہ وے یہوشواہ۔ بچانے والا۔ مسح کیا ہوا۔ مسیح خداوند ہے۔ جو جسم میں ظاہر ہوا۔

کسی کے کہنے پر ہونٹوں سے اقرار کر لینے کی وجہ سے اصل نشان پر نشانہ نہیں لگتا۔ جو روح یسوع مسیح کا اقرار بائیبل کے مطابق نہیں کرتی وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ ایسی روح اپنے اقرار سمیت مخالف مسیح کی روح ہے۔ جو کوئی یسوع مسیح کو کسی اور طریقے سے ماننے کا دعوی کرتا ہے وہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس کے پاس یہ الہی مکاشفہ نہیں کہ پرانے عہد نامے کا یاہ وے نئے عہد نامے کا یسوع ہے۔ جو کوئی خدا کے کلام کو اس کے الہی اختیار سمیت رد کرتا ہے وہ اس بات کو عیاں کرتا ہے کہ وہ مخالف مسیح کی روح کا شکار ہو چکا ہے۔

اس کے جسم میں آنے کا ذکر پولس رسول نے بڑی وضاحت کے ساتھ یوں کیا ہے کہ "... یعنی اس نے اپنے بیٹے کو گناہ آلودہ جسم کی صورت میں اور گناہ کی قربانی کیلئے بھیج کر جسم میں گناہ کی سزا کا حکم دیا۔ تاکہ شریعت کا تقاضہ ہم میں پورا ہو جو جسم کے مطابق نہیں بلکہ روح کے مطابق چلتے ہیں" رومیوں۔ ۸۔ ۳/ب تا ۴۔

چونکہ انسان جسم میں گرا اس لئے اسے مرنا پڑا یہی وجہ ہے کہ نجات دہندہ کو گناہ آلودہ جسم کی صورت میں آنا پڑا۔ یہ تعلیم کہ مریم بغیر گناہ کے پیدا ہوئی مخالف مسیح کی طرف سے ہے۔ بے گناہ صرف مسیح ہی تھا اس لئے بے گناہی کی

تعریف بھی صرف اسی کو زیبا ہے۔ ا۔پطرس۔۱/۱۹۔ گو اسے گناہ آلودہ جسم کی صورت میں آنا پڑا لیکن گناہ میں گری ہوئی مخلوق کو گناہ سے نکالنے کیلئے وہ خود بے گناہ تھا۔ اسکو شریعت کا تقاضہ پورا کرنے کیلئے انصاف کرنا پڑا اور جو لعنت ہمارے اوپر تھی اسے اس نے اپنے اوپر لے لیا۔ گلتیوں۔۳/۱۳

مریم کی بے گناہی کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔ وہ بھی گری ہوئی مخلوق کا حصہ تھی۔ اسے صرف ایک بے گناہ چیز کو جو ہمیں گناہ سے نکال سکتی تھی حاصل کرنے کے لئے ایک برتن کے طور پر استعمال کیا گیا۔ ایک پاک چیز کو ناپاک برتن کے اندر رکھا گیا۔ اب جو لوگ گناہ میں پیدا ہوتے ہیں وہ بھی اسی مسیح کو جو گناہ سے واقف نہ تھا اپنی زندگیوں میں حاصل کرتے ہیں۔ گویا وہ بگڑی ہوئی مخلوق کا ایک حصہ ہونیکی حیثیت سے آسمانی خزانے کو مٹی کے برتنوں میں لئے پھرتے ہیں۔ اس میں برتن کا کوئی کمال نہیں بلکہ اس چیز کا ہے جو اس کے اندر ہے۔ لکھا ہے کہ "ہمارے پاس یہ خزانہ مٹی کے برتنوں میں رکھا ہے تاکہ یہ حد سے زیادہ قدرت ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا کیطرف سے معلوم ہو" ۲۔کرنتھیوں۔۴/۷

جو کوئی یہ کہتا ہے کہ "یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے اور پھر اپنی مرضی سے جو چاہتا ہے مانتا اور سوچتا ہے تو ایسا شخص اس ایمان کی روح کو نہیں سمجھتا۔ نیز جو شخص صرف زبانی کلامی اقرار کرتا ہے کہ "میں ایمان رکھتا ہوں کہ یسوع مسیح مجسم ہو کر آیا ہے" وہ بھی جس بات کی روح القدس گواہی دیتا ہے اس سے بہت دور ہے۔ وہ بے قصور اور بے گناہ تھا۔ شیطان کا اس پر کوئی حق نہیں۔ تاہم اسے گناہ کی وجہ سے خدا کے انصاف کے تقاضے کو پورا کرنے کے لئے ہم سب کے لئے گناہ بننا پڑا تاکہ وہ ہم سب کی سزا برداشت کرے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں موت سے چھڑانے کی خاطر اسے خود مرنا پڑا۔ "کیونکہ گناہ کی مزدوری موت ہے مگر خدا کی بخشش ہمارے خداوند مسیح یسوع میں ہمیشہ کی زندگی ہے" رومیوں۔۶/۲۳۔

مخالف مسیح کی تعلیم کا سراغ لگانے کا ایک اور طریقہ بھی ہے۔ ۲۔یوحنا کی آیت سات میں لکھا ہے کہ "بہت سے ایسے گمراہ کرنیوالے دنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں جو یسوع مسیح کے مجسم ہو کر آنیکا اقرار نہیں کرتے۔ گمراہ کرنیوالا اور مخالف مسیح یہی ہے"۔ یہ بات غور طلب ہے کہ جسے رسولوں کا عقیدہ تھا

جاتا ہے اس میں مسیح کی جسم میں واپسی کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا۔ اس میں صرف یہ الفاظ درج ہیں کہ "جہاں سے وہ زندوں اور مردوں کی عدالت کرنے کیلئے آئیگا" بے شک۔ اس آخری عدالت کا یسوع مسیح کے جسم میں واپسی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں خداوند کے آسمان پر اٹھائے جانے کے فوراً بعد ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ "یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے اسی طرح پھر آئیگا جس طرح تم نے اسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے" اعمال ۔ ۱/۱۱۔ زندہ خداوند کا ایک زندہ بدن بھی تھا جسکے ذریعے وہ کھا پی سکتا تھا۔ ایک ایسا بدن جس کو توما چھو سکتا تھا۔ یوحنا ۔ ۲۰/۲۷۔ "یسوع نے ان سے کہا بچو تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ ... پھر یہ کہ یسوع آیا اور روٹی لے کر انہیں دی۔ اسی طرح مچھلی بھی دی" یوحنا ۔ ۲۱/ ۵ و ۱۳۔

جو کوئی یسوع مسیح کی واپسی کو روحانی اصطلاح کے ساتھ منسوب کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ مخالف مسیح کی تعلیم کو مشتہر کرتا ہے۔ یوحنا چودھویں باب کے مطابق خداوند ہمارے لئے جگہ تیار کرنے کے لئے اوپر گیا ہے اور اس نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ واپس آکر ہمیں آسمانی مکانوں میں لے جائیگا۔ اس وقت ا۔کرنتھیوں۔ ۱۵/ ۵۱ - ۵۴ - و ۱۔ تھسلنیکیوں ۔ چوتھے باب کی تیرویں آئت سے اگلا حصہ اور دیگر حوالے پورے ہونگے ۔ نجات کیلئے خدا کا منصوبہ جو اسکے نبیوں اور رسولوں پر ظاہر کیا گیا تھا اس کی سمجھ کلیسیائی تواریخ کے راستے میں کسی حقیقی نبی یا رسول کی رسولی اور انبیایانہ خدمت کے ساتھ کھڑے نہ ہونے کی وجہ سے گم ہو گئی۔

مخالف مسیح کی تعلیم اس حقیقت میں پائی جاتی ہے کہ یسوع مسیح ۔ دلہا کے بدن میں واپس آکر اپنی پیاری دلہن کو اپنے گھر لے جانے کا انکار کیا جا رہا ہے۔ رسولوں کے عقیدے میں اس کے بارے کچھ نہیں لکھا گیا۔ جبکہ کلام مسیح کی واپسی ۔ اور جو لوگ اوپر اٹھائے جانے کے درجہ کو پہنچیں گے ان کے جی اٹھنے اور جو زندہ ہونگے ان کے فانی بدنوں کے غیر فانی بدنوں میں تبدیل ہو کر ہوا میں اڑ کر خداوند کے استقبال کرنے کا ذکر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ بہت کم ہیں جنکو مکاشفہ کے انیسویں باب میں متذکرہ برہ کی شادی کی ضیافت یا مکاشفہ بیسویں باب میں بیان کردہ ہزار سالہ بادشاہت کا علم ہے۔

وہی یسوع جو اوپر آسمان پر اٹھایا گیا ہے اپنے لوگوں کو اپنے گھر لے جانیکے لئے اسی

طرح واپس آئیگا۔ اور یہ اس زمین پر مصیبت او عدالت کے آنے سے پہلے ہو گا۔
بہر حال کسی چیز کا صرف زبانی کلامی اقرار ہی کافی نہیں بلکہ ہمیں یسوع مسیح کے
حقیقی مکاشفہ کی ضرورت ہے۔ یسوع مسیح خدا کے بیٹے کے بارے میں ہماری گواہی
کہ وہ خداوند ہے اور وہ جس بدن میں اوپر اٹھایا گیا تھا اسی میں واپس آکر اپنی
دلہن کو شادی کی ضیافت میں لے جائیگا۔ دونوں باتوں کو بائیبل کے مطابق ہونا
چاہیئے۔

# ۱۷واں باب
# مسیح یسوع انسان

دیکھو یہ آدمی " یوحنا ۔ ۱۹/ ۵ ۔ یہ الفاظ پیلاطس نے اس وقت کہے جب اس نے یسوع کو دیکھا ۔ چونکہ یسوع کو اس کی پیدائیش سے لیکر موت تک ایک انسان ہی بتایا جاتا رہا اس لئے کچھ لوگ اس کو پہچاننے میں مشکل کا سامنا کر رہے ہیں ۔ تمام بنی نوع انسان کی طرح وہ بھی اس دنیا میں پیدا ہوا اور اسے بھی کپڑے میں لپیٹ کر رکھا گیا ۔ لوقا ۔ ۲/ ۷ ۔ اس نے کھایا اور پیا ۔ وہ تھکا اور سو گیا ۔ وہ رویا اور اس نے دعا بھی کی وغیرہ وغیرہ ۔ جب وہ مرنے لگا تو اس نے زور سے چلا کر کہا کہ " اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں " لوقا ۔ ۲۳/ ۴۶ ۔ خدا کے سب بیٹے اور بیٹیوں کو بھی اسی طرح کرنا چاہیئے ۔ اس نے ہر لحاظ سے ہماری جگہ لی ۔ یہاں تک کہ جب اس نے چلا کر کہا کہ " اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا " متی ۔ ۲۷/ ۴۶ ۔ خدا سے ہماری جدائی کو بھی اپنے اوپر لے لیا ۔ ہم خدا کی طرف سے رد کئے ہوئے لوگ تھے ۔ لیکن اس نے ہماری جگہ لے لی اور ہماری بدکرداری اور گناہ اس پر رکھے گئے ۔ اس وقت خدائے روح اس سے جدا ہو گیا ۔

اس سے اگلے لمحات میں جب اس کی پسلی میں ایک بھالا گھونپا گیا اور وہاں سے خون اور پانی بہہ نکلا تو ہمارا میلاپ ہو گیا ۔ تب یہ نوشتہ پورا ہوا کہ " ... خدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دنیا کا میل میلاپ کر لیا " ۲ ۔ کرنتھیوں ۔ ۵/ ۱۹ ۔

انسانیت کی گنہگار فطرت کے باعث یہ ضروری تھا ۔ جس طریقے سے خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا اسکو بھی بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے ۔ " لیکن جب وقت پورا ہو گیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا ۔ تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو مول لیکر چھڑا لے اور ہمکو لے پالک ہونیکا درجہ ملے ۔ " گلتیوں ۔ ۴/ ۴ ۔ ۵ ۔

خداوندوں کا خدا ایک خادم بن گیا۔ لکھا ہے کہ "۔ اپنے آپکو خالی کر دیا اور خادم کی صورت اختیار کی اور انسانوں کے مشابہ ہو گیا۔ اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپکو پست کر دیا اور یہانتک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارہ کی" فلپیوں۔ ۲/ ۷۔ ۸۔ خادم ہونیکی حیثیت سے اس کو خدا کی مرضی کو پورا کرتے دکھایا گیا ہے۔ یسعیاہ نبی کی کتاب میں نجات کے منصوبے کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی خادم کے لفظ کو بھی اس کے متعلقہ رشتے کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ جو یوں ہے " دیکھو میرا خادم جس کو میں سنبھالتا ہوں۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا دل خوش ہے۔ میں نے اپنی روح اس پر ڈالی۔ وہ قوموں میں عدالت جاری کرے گا" یسعیاہ۔ ۴۲/ ۱۔ نئے عہد نامے میں اس حوالے کی تکمیل کا ذکر متی۔ ۱۲/ ۱۷۔ ۲۱ میں کیا گیا ہے۔

متی کے تیسرے باب میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا کی خوشی اس آدمی یسوع مسیح میں کس طرح پوری ہوئی۔ لکھا ہے کہ "۔ یسوع بپتسمہ لے کر فی الفور پانی کے پاس سے اوپر گیا اور دیکھو اس کے لئے آسمان کھل گیا اور اس نے خدا کے روح کو کبوتر کی مانند اترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا۔ اور دیکھو آسمان سے یہ آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں" آئت ۱۶ و ۱۷) چونکہ بدن فانی تھا اس لئے روح کا اسکے اوپر آنا بہت ضروری تھا تاکہ اس بدن کی غیر فانی حالت میں تبدیلی کا تقاضہ کرے۔ یہی وہ وقت تھا جب اس کو بیٹے کی حیثیت سے خدمت پر مامور کیا گیا متی۔ ۱۷/ ۲۔ ۵ میں بیت فگے کے پہاڑ کے اوپر تین شاگردوں اور موسیٰ اور ایلیاہ کی موجودگی میں اس آدمی یسوع مسیح کے الہٰی صورت میں تبدیل ہونیکا واقعہ رونما ہوا۔ متی۔ ۳/ ۱۷۔ میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ "جس سے میں خوش ہوں" لیکن ۱۷ ویں باب کے اندر جب اس کو اختیار سونپا گیا تو کہا گیا کہ "تم اس کی سنو" خدا کے حقیقی بیٹے اور بیٹیاں اس کی آواز کو سنتے۔ اس کی خوشخبری کو مانتے اور بائیبل کے مطابق بپتسمہ لینے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ تب وہ اسی طرح روح القدس کو حاصل کرتے ہیں جس طرح پہلوٹھے نے حاصل کیا اور جس کے ذریعے خدا نے خود گواہی دی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں۔

جس انسان کو خدا نے اپنی صورت پر خلق کیا اس کو ایک آزاد مرضی بھی دی گئی

لیکن اس آزادی میں اس نے غلط فیصلہ کیا اور کھو گیا۔ چونکہ خدا نے انسان کو ایک ایسی حالت میں بنایا تھا جس میں وہ گر سکتا تھا اس لئے اسکی مخلصی کے لئے اسے خود ہی ذمہ داری قبول کرنی پڑی۔ مسیح میں نئے مخلوق ہونیکے بعد خدا کی خوشی اس کے سب بیٹے اور بیٹیوں کے پاس واپس آتی ہے۔ انکو انکی گری ہوئی حالت سے اٹھا کر خدا کے مقرر کردہ درجے پر مامور کیا جاتا ہے۔ خدا کے سب بیٹے اور بیٹیوں کی کاملیت کے بعد یہ ظاہر کیا جائیگا کہ وہ بھی پہلوٹھے کی طرح خدا کی مرضی کو پورا کرنے کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ "میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو" لوقا۔ ۲۲/ ۴۲۔ پھر یہ کہ "اے میرے خدا۔ میری خوشی تیری مرضی پوری کرنے میں ہے بلکہ تیری شریعت میرے دل میں ہے" زبور۔ ۴۰/ ۸۔

"اور اس نے اب اس کے جسمانی بدن میں موت کے وسیلہ سے تمہارا بھی میل کر لیا جو پہلے خارج اور برے کاموں کے سبب سے دل سے دشمن تھے تاکہ وہ تم کو مقدس بے عیب اور بے الزام بنا کر اپنے سامنے حاضر کرے" کلسیوں۔ ۱/ ۲۱۔ ۲۲۔

"پس جس صورت میں کہ لڑکے خون اور گوشت میں شریک ہیں تو وہ خود بھی ان کی طرح ان میں شریک ہوا تاکہ موت کے وسیلہ سے اسکو جسے موت پر قدرت حاصل تھی یعنی ابلیس کو تباہ کر دے۔ اور جو عمر بھر موت کے ڈر سے غلامی میں گرفتار رہے انہیں چھڑا لے" عبرانیوں۔ ۲/ ۱۴۔ ۱۵۔ ہمارے مبارک نجات دہندہ خداوند یسوع مسیح کی خوشخبری یہی ہے۔

پرانے عہد نامہ میں نجات کا منصوبہ مختلف اقسام کی قربانیوں میں پنہاں تھا۔ انسان جو خدا سے جدا ہو چکا تھا اس کی حضوری میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ اسکے لئے میل کرانے۔ درمیانی کا کردار ادا کرنے اور مشیر کی قربانی کی ضرورت تھی۔ ابرہام کے ذریعے جو اپنے بیٹے اضحاق کی قربانی دینے کے لئے تیار ہوا۔ ہمیں ایک اچھا نمونہ دیا گیا ہے۔ پیدائش۔ ۲۲۔ یہ اشارہ مسیح کی طرف تھا جو خدا کے بیٹے کی حیثیت سے ہماری خاطر مرنے والا تھا۔ اضحاق ان لکڑیوں کو اٹھائے ہوئے تھا جن پر اسے رکھا جانا تھا لیکن مسیح اس صلیب کو اٹھائے ہوئے تھا جس پر اسے کیلوں کے ساتھ لٹکایا جانا تھا۔ بنی اسرائیل کے ملک مصر سے نکلنے تک انکو لوگ کہا گیا ہے لیکن خروج۔ ۱۲/ ۳۔ میں ان کی رہائی کے بعد ان کو کلیسیا کہا گیا۔ جبکہ موسی مختلف مواقع

پر ان کا درمیانی اور مشیر رہا۔ وہ ایک ایسا شخص تھا جو خدا سے براہ راست کلام حاصل کر کے لوگوں کو بتایا کرتا تھا۔ لکھا ہے کہ "اسی کو خدا نے حاکم اور چھڑانیوالا ٹھہرا کر اس فرشتہ کے ذریعہ سے بھیجا جو اسے جھاڑی میں نظر آیا تھا" اعمال۔ ۷/ ۳۵ مسیحا کو نبی۔ درمیانی۔ مشیر۔ سردار کاہن وغیرہ ہونا ضروری تھا۔ جب موسیٰ نے دعا کی تو اس نے اپنے اندر سے مسیح کی روح کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ۔ "اب اگر تو ان کا گناہ معاف کر دے تو خیر ورنہ میرا نام اس کتاب میں سے جو تو نے لکھی ہے مٹا دے" خروج۔ ۳۲/ ۳۲۔ خدا کے لوگ اس کے دل پر تھے اس لئے اس نے ان کے لئے اسی طرح شفاعت کی جس طرح مسیح نئے عہد نامہ کے ایمانداروں کے لئے کرتا ہے۔

سردار کاہن سال میں ایک مرتبہ پاکترین مکان میں خدا کی حضوری میں جا کر لوگوں کا خدا سے ملاپ کرایا کرتا تھا۔ جبکہ مسیح کے بارے میں ہم یوں پڑھتے ہیں کہ "۔ جب مسیح آئندہ کی چیزوں کا سردار کاہن ہو کر آیا تو اس بزرگ تر اور کامل تر خیمہ کی راہ سے جو ہاتھوں کا بنا ہوا یعنی اس دنیا کا نہیں۔ اور بکروں اور بچھڑوں کا خون لیکر نہیں بلکہ اپنا ہی خون لیکر پاک مکان میں ایک ہی بار داخل ہو گیا اور ابدی خلاصی کرائی۔ کیونکہ جب بکروں اور بیلوں کے خون اور گائے کی راکھ ناپاکوں پر چھڑکے جانے سے ظاہری پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ تو مسیح کا خون جس نے اپنے آپکو ازلی روح کے وسیلہ سے خدا کے سامنے بے عیب قربان کر دیا تمہارے دلوں کو مردہ کاموں سے کیوں نہ پاک کرے گا تاکہ زندہ خدا کی عبادت کریں" عبرانیوں۔ ۹/ ۱۱۔ ۱۴۔ یہ یسوع مسیح میں ابدی اور حقیقی نجات ہے۔

شفاعت کا خیال ایوب نے یوں پیش کیا ہے کہ "میں جانتا ہوں کہ میرا مخلصی دلانے والا زندہ ہے" اس کے بارے میں قائل ہو کر وہ مزید کہتا ہے کہ "اپنی کھال کے اس طرح برباد ہو جانے کے بعد میں اپنے اس جسم میں سے خدا کو دیکھونگا۔" ایوب۔ ۱۹/ ۲۳۔ ۲۷۔ ایوب نے ایک درمیانی کی ضرورت کو بھی پہچانا اور کہا "وہاں اگر اس کے ساتھ کوئی فرشتہ ہو یا ہزار میں ایک تعبیر کرنے والا جو انسان کو بتائے کہ اس کے لئے کیا ٹھیک ہے تو اس پر رحم کرتا اور کہتا ہے کہ اسے گڑھے میں جانے سے بچالے۔ مجھے فدیہ مل گیا ہے۔ تب اس کا جسم بچے کے جسم سے بھی تازہ ہوگا

اور اسکی جوانی کے دن لوٹ آئینگے " ایوب ۔ ۳۳ / ۲۳ ۔ ۲۵ ۔ وہ صرف درمیانی ۔ صلح اور مخلصی کا ذکر ہی نہیں کرتا بلکہ اس حقیقت کو بھی بیان کرتا ہے کہ نجات یافتہ لوگ اپنی جوانی کے دنوں کی طرف لوٹ آئیں گے ۔ اس کے ساتھ ہی وہ اس عظیم سچائی کو بھی بیان کرتا ہے کہ جو لوگ پہلی قیامت میں شریک ہونگے وہ تبدیل ہو کر ویسا ہی بدن حاصل کریں گے جوان کی ابتدائی جوانی کا تھا ۔ وہ بالکل ایک جامع اور نوجوان بدن میں ظاہر ہونگے ۔ ابد تک ان میں بڑھاپے ۔ بیماری اور موت کا کوئی نام ونشان نہ ہوگا ۔ وہ ہمیشہ تک نوجوان اور تندرست وتوانا رہیں گے ۔

ایوب ان لوگوں کا بھی ذکر کرتا ہے جنہوں نے خدا کی طرف رجوع کرنے کے بعد نجات کی تسلی حاصل کی ۔ وہ لکھتا ہے کہ " وہ خدا سے دعا کرتا ہے اور وہ اس پر مہربان ہوتا ہے ۔ ایسا کہ وہ خوشی سے اسکا منہ دیکھتا ہے ۔ اور وہ انسان کی صداقت کو بحال کر دیتا ہے " ایوب اس راستبازی کو جو ہم اپنے خداوند یسوع مسیح میں حاصل کرتے ہیں پہلے ہی دیکھ چکا تھا ۔ اسطرح کے مخلصی یافتہ شخص کے لئے مندرجہ ذیل بیان لکھا گیا ہے کہ " وہ لوگوں کے سامنے گانے اور کہنے لگتا ہے کہ میں نے گناہ کیا اور حق کو الٹ دیا اور اس سے مجھے فائدہ نہ ہوا " ایوب ۔ ۳۳ / ۲۶ ۔ ۲۷ ۔ اس عبارت میں بنی نوع انسان کے لئے پوری مخلصی ۔ گناہوں کی معافی ۔ ابدی زندگی اور زندہ بدن کی سلامتی شامل ہے ۔ مخلصی میں انسان کی روح ۔ بدن اور جان شامل ہونگے ۔ پہلی قیامت کے وقت چھڑائے ہوئے لوگ خدا کی مقرر کردہ حالت پر واپس لائے جائیں گے اور ہمیشہ جوان رہیں گے ۔

نئے عہد نامہ میں سردار کاہن کی ضرورت کو بھی بیان کیا گیا ہے ۔ پولس رسول لکھتا ہے کہ " ۔ ہمارا ایسا سردار کاہن نہیں جو ہماری کمزوریوں میں ہمارا ہمدرد نہ ہو سکے بلکہ وہ سب باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تو بھی بے گناہ رہا " عبرانیوں ۔ ۴ / ۱۵ ۔ رسول ایک درمیانی کا ذکر بھی یوں کرتا ہے کہ " خدا ایک ہی ہے اور خدا اور انسان کے بیچ میں درمیانی بھی ایک یعنی یسوع مسیح جو انسان ہے ۔ جس نے اپنے آپکو سب کے فدیہ میں دیا ۔ " ۱ ۔ تمتھیس ۔ ۲ / ۵ ۔ ۶ ۔ " اور جیسے آدم میں سب مرتے ہیں ویسے ہی مسیح میں سب زندہ کئے جائیں گے ۔ " ۱ ۔ کرنتھیوں ۔ ۱۵ / ۲۲ ۔ " پہلا آدمی زمین سے یعنی خاکی تھا ۔ دوسرا آدمی آسمانی ہے ۔ جیسا وہ خاکی تھا ویسے ہی اور خاکی بھی ہیں

اور جیسا وہ آسمانی ہے ویسے ہی اور آسمانی بھی ہیں۔ اور جس طرح ہم اس خاکی کی صورت پر ہوئے اسی طرح اس آسمانی کی صورت پر بھی ہونگے "۱۔ کرنتھیوں۔ ۱۵/ ۴۷۔ ۴۹۔ یہ کس قدر صاف بیان ہے۔ اس وقت ہم پہلے آدم کی صورت پر ہیں لیکن اس کے بعد ہم دوسرے آدم خداوند یسوع مسیح کی مانند آسمانی صورت پر ہونگے۔
جہاں کہیں یسوع مسیح کو خدا کے ساتھ دکھایا گیا ہے وہاں ہم اسکو ایک انسان کے طور پر دیکھتے ہیں اور یہ نجات کے منصوبے کا ایک لازمی پہلو ہے۔ ہم اسے خدا کے بیٹے ابن داؤد۔ بادشاہ۔ نبی اور کاہن۔ ایک درمیانی۔ مشیر۔ خدا کا برہ۔ خدا کا کلام خدا کی راہ۔ خدا کی روٹی وغیرہ وغیرہ کی حیثیت سے بھی ضرور دیکھتے ہیں۔ ہمیں پوری مخلصی دلانے کے لئے اسے یہ سب کچھ ہونا پڑا۔ جس طرح خدا کے کلام میں تثلیث کا کوئی وجود نہیں اسی طرح یسوع محض ایک تعلیم کے طور پر بھی نہیں۔ نبیوں اور رسولوں نے سچائی کی گواہی دی۔ خدا نے اپنے بچوں کے ساتھ بیٹے اور بیٹیوں کا رشتہ دوبارہ قائم کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یسوع مسیح کو بہت سے بھائیوں میں پہلوٹھا بننا پڑا۔ رومیوں۔ ۸/ ۲۹۔ یسوع نے زندہ ہونے کے فوراً بعد مریم مگدلینی سے کہا کہ "۔۔ مجھے نہ چھو کیونکہ میں اب تک باپ کے پاس اوپر نہیں گیا لیکن میرے بھائیوں کے پاس جا کر ان سے کہہ کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں" یوحنا۔ ۲۰/ ۱۷
جس طرح خدا کا بیٹا روح القدس کے وسیلے سے پیدا ہوا اسی طرح ہم بھی روح القدس کے وسیلے نیا جنم حاصل کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یسوع مسیح نے نئی پیدائش کے بارے میں یوں کہا کہ "۔ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا" پھر یوں کہ جو جسم سے پیدا ہوا ہے جسم ہے اور جو روح سے پیدا ہوا روح ہے۔ تعجب نہ کر کہ میں نے تجھ سے کہا تمہیں نئے سرے سے پیدا ہونا ضرور ہے" یوحنا۔ ۳/ ۳ اور ۶ آئیت۔ اس کے بعد ہمارے خداوند نے فرمایا کہ "جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ دنیا پر غالب آتا ہے اور وہ غلبہ جس سے دنیا مغلوب ہوئی ہے ہمارا ایمان ہے"۱۔ یوحنا۔ ۵/ ۴۔ تمام مذہبی اعمال بے فائدہ ہیں۔ خدا کا کام کرنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ کچھ بھی وقوع میں نہ آئیگا۔ لیکن وہ صرف ان لوگوں میں ہی کام کرتا ہے جو اس کی نجات کے کام کو اس کے بیٹے یسوع

میں تسلیم کرتے ہیں۔
"کیونکہ جس کے لئے سب چیزیں ہیں اور جس کے وسیلہ سے سب چیزیں ہیں اس کو یہی مناسب تھا کہ جب بہت سے بیٹوں کو جلال میں داخل کرے تو ان کی نجات کے بانی کو دکھوں کے ذریعے سے کامل کرلے۔ اس لئے کہ پاک کرنے والا اور پاک ہونے والے سب ایک ہی اصل سے ہیں۔ اسی باعث وہ انہیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے کہ تیرا نام میں اپنے بھائیوں سے بیان کرونگا۔ کلیسیا میں تیری حمد کے گیت گاؤں گا" عبرانیوں۔ ۲/۱۰۔۱۲۔ جس نجات دہندہ نے زندہ ہونے کے بعد اپنے شاگردوں کو بھائی کہا اسے بعد میں توما نے اے میرے خداوند اے میرے خدا کہہ کر پکارا۔ یوحنا۔ ۲۰/۲۸
جب تک نجات یافتہ لوگ اس زمین کو نہیں چھوڑتے ان کو شفاعت کرنے والے کی ضرورت ہے۔ "اے میرے بچو۔ یہ باتیں میں تمہیں اسلئے لکھتا ہوں کہ تم گناہ نہ کرو اور اگر کوئی گناہ کرے تو باپ کے پاس ہمارا ایک مددگار موجود ہے یعنی یسوع مسیح راستباز۔ اور وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہ صرف ہمارے ہی گناہوں کا بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی" ۱۔ یوحنا۔ ۲/۱۔۲۔ "دیکھو باپ نے ہم سے کیسی محبت کی ہے کہ ہم خدا کے فرزند کہلائے اور ہم ہیں بھی۔ دنیا ہمیں اس لئے نہیں جانتی کہ اس نے اسے بھی نہیں جانا۔ عزیزو۔ ہم اس وقت خدا کے فرزند ہیں اور ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہونگے۔ اتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو ہم بھی اس کی مانند ہونگے کیونکہ اس کو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے" ۱۔ یوحنا۔ ۳/۱۔۲
اس تکمیل کے بارے میں پولس رسول یوں لکھتا ہے کہ "۔ جب تک کہ وہ سب دشمنوں کو اپنے پاؤں تلے نہ لے آئے اس کو بادشاہی کرنا ضرور ہے۔ سب سے پچھلا دشمن جو نیست کیا جائیگا وہ موت ہے۔ کیونکہ خدا نے سب کچھ اس کے پاؤں تلے کر دیا ہے مگر جب وہ فرماتا ہے کہ سب کچھ اس کے تابع کر دیا گیا تو ظاہر ہے کہ جس نے سب کچھ اسکے تابع کر دیا وہ الگ رہا۔ اور جب سب کچھ اس کے تابع ہو جائیگا تو بیٹا خود اس کے تابع ہو جائیگا جس نے سب چیزیں اس کے تابع کر دیں تاکہ سب میں خدا ہی سب کچھ ہو" ۱۔ کرنتھیوں۔ ۱۵/۲۵۔۲۸۔ و زبور۔ ۱۱۰/۱ ۔ ۲ و ۸/۷۔ اس سے زیادہ صاف بات نہیں کہی جاسکتی۔ اس وقت یہ بڑا کام پایہ تکمیل تک پہنچ جائیگا اور خدا

کے تمام بیٹے اور بیٹیاں بدل کر خدا کے بیٹے مسیح کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔ سب دشمنوں کا خاتمہ ہو جائیگا یہاں تک کہ موت کا وجود بھی نہ رہے گا۔ ابدیت میں ہر چیز اپنی اصلی صورت پر واپس لائی جائیگی اور سب میں خدا ہی سب کچھ ہو گا۔ جس طرح ازل میں باپ اور بیٹے اور روح القدس کا کوئی ذکر نہ تھا اسی طرح ابدیت میں بھی اس کا کوئی ذکر نہ ہو گا۔ جب وقت ابدیت میں گم ہو گا اس وقت خدا کا باپ اور بیٹے اور روح القدس کے ظہوروں میں پورا کیا جانے والا مقصد پایہ تکمیل کو پہنچ جائیگا۔ اس کے بعد سب میں خدا ہی سب کچھ ہو گا۔

# اٹھارواں باب

## بپتسمہ

کلام مقدس ہمیں بپتسمے کے متعلق مکمل تعلیم دیتا ہے۔ بپتسمے کی رسم تمام مسیحی جماعتوں میں ادا کی جاتی ہے۔ لیکن اس میں بھی سنگین غلطی کی جاتی ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم بپتسمے کی تعلیم اور مشق کو اسی طرح پیش کریں جس طرح کہ ابتدا میں نئے عہد نامہ کی کلیسیا میں دیا جاتا تھا اور اسے کلام مقدس کے اندر بیان کیا گیا ہے۔ قارئین کو شاید یہ بات پڑھ کر صدمہ ہو گا کہ آج بہت سے لوگ جو خدا کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں وہ بذات خود فریب کا شکار ہیں۔ یہ بات جانی پہچانی ہے کہ کلیسیائیں ہمیشہ بائبل کی ہدایات پر عمل نہیں کرتیں۔ بہت سی مشنوں کی اپنی قابلیت ہے جسے وہ معقول سمجھ کر اس کی پیروی کرتی چلی آرہی ہیں ہمارا خداوند کہتا ہے کہ "جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائیگا اور جو ایمان نہ لائے مجرم ٹھہرایا جائیگا" مرقس۔ ۱۶/۱۶۔ جو شخص بپتسمہ لینا چاہے اس کے لئے خداوند کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ ایمان لائے۔ جس طرح رومیوں۔ ۱۰/۱۷ میں درج ہے کہ "۔ ایمان سننے سے پیدا ہوتا ہے اور سننا مسیح کے کلام سے" یہی وجہ ہے کہ خداوند کے عظیم حکم میں سب سے پہلے انجیل کی منادی کا ذکر ہے اور اس کے بعد ایمان لانے والے کے لئے بپتسمہ۔ پینتکست کے دن پطرس نے اپنے پہلے وعظ میں اسی حقیقت کی تصدیق کی اور اسکے بعد نئے عہد نامہ کی کلیسیا رسولوں کے اسی طریقے پر عمل پیرا رہی۔ لکھا ہے کہ "۔ جن لوگوں نے اس کا کلام قبول کیا انہوں نے بپتسمہ لیا اور اسی روز تین ہزار آدمیوں کے قریب ان میں مل گئے" اعمال۔ ۲/۴۱۔ یہ ضروری ہے کہ انجیل کی منادی یسوع مسیح کے لئے شخصی فیصلے کا نتیجہ بنے۔

مندرجہ ذیل نمونوں سے ہم دیکھیں گے کہ بائیبلی بپتسمہ کیلئے شخصی ایمان پر زور دیا جاتا تھا۔ فلپس مبشر کی خدا کے روح نے رہنمائی کی کہ وہ حبشی خوجے کو جو

یروشلیم سے واپسی پر یسعیاہ نبی کا صحیفہ پڑھتا چلا جارہا تھا ملے۔ اس کی رتھ پر بیٹھے ہوئے مردِ خدا نے اسے انجیل کی بشارت دی۔ اس کے جواب میں خوجہ نے فوراً کہا کہ "دیکھ پانی موجود ہے اب مجھے بپتسمہ لینے سے کونسی چیز روکتی ہے؟ مردِ خدا نے اس ضرورت کو جانتے ہوئے کہ ایمان لانا بہت ضروری ہے اس کو جواب دیا کہ" اگر تو دل و جان سے ایمان لائے تو بپتسمہ لے سکتا ہے" اس کے جواب میں خوجہ نے کہا کہ" میں ایمان لاتا ہوں کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ پس اس نے رتھ کو کھڑا کرنے کا حکم دیا اور فلپس اور خوجہ دونوں پانی میں اتر پڑے اور اس نے اس کو بپتسمہ دیا "اعمال ۸/۳۶-۳۸۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے۔ ہمارے خداوند اور رسولی دنوں میں بپتسمہ بائیبل کے مطابق غوطے سے دیا جاتا تھا۔ بپتسمہ لینے اور دینے والا دونوں پانی میں اترا کرتے تھے۔ یسوع مسیح کے بپتسمہ کے وقت بھی اسی طرح ہوا۔ متی ۳/۱۶۔ میں لکھا ہے کہ "۔یسوع بپتسمہ لے کر فی الفور پانی کے پاس سے اوپر گیا (انگریزی کی بائیبل میں لکھا ہے کہ فی الفور پانی میں سے اوپر گیا) جس بپتسمے میں بپتسمہ لینے والا پانی میں اتر کر غوطہ لیکر اوپر نہیں آتا یہ وہ بپتسمہ نہیں جو مسیح اور رسولوں نے مقرر کیا اس لئے وہ کلام مقدس کے مطابق نہیں

شاگرد اپنے خداوند کو اور اس کے اس حکم کو کہ "جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائے گا" اچھی طرح سمجھ چکے تھے۔ بائیبل مقدس اور مسیح کے بعد پہلی صدیوں میں بچوں کے بپتسمے کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ پاک نوشتے نہ دھرم ماں باپ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ ہی اس بات کا کہ بچے موروثی گناہ سے مبرا ہیں۔ اس قسم کی کوئی بات بائیبل میں نہیں لکھی گئی۔ کلام میں بپتسمے کے وسیلے سے نئی پیدائش حاصل کرنے کا بھی کوئی ذکر نہیں پایا جاتا۔ جو کوئی خدا کے کلام کو سچا مانتا ہے اسے پاک کلام کا جو ایمان کے تمام سوالوں کا حتمی جواب ہے قائل ہونا چاہیئے

جیسا کہ کلام مقدس سے دیکھا جا سکتا ہے کہ پطرس کے پہلے وعظ سے لیکر باقی تمام مواقع پر بپتسمے سے پہلے توبہ جو مسیح کی طرف پھرنے کی رہنمائی کرتی ہے کرنی چاہیئے۔ بچہ ان باتوں کو بالکل نہیں سمجھتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ اسے گناہ کا بھی کوئی علم نہیں ہوتا اس لئے وہ گناہ کے بارے میں توبہ نہیں کر سکتا۔ بچوں پر پانی ڈالنے یا چھڑکنے کو بپتسمہ نہیں کہا جا سکتا۔ یہ عقیدہ کہ پہلے عہد کا نشان ختنہ تھا اور نئے عہد نامہ میں اس کی جگہ بپتسمہ

مقرر کیا گیا ہے سچ نہیں۔ یہ کلام مقدس کا بیان نہیں ہے۔
علم الٰہیات کے ایسے ماہرین بھی ہیں جو بچوں کے بپتسمے کو جائز قرار دینے کے لئے پچھلا دروازہ کھولنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اعمال۔ ۱۶/۳۲ کا حوالہ دیکر کہتے ہیں کہ فلپی کے داروغے کو اس کے گھرانے سمیت بپتسمہ دیا گیا۔ اپنے نظریے کی تائید میں وہ کہتے ہیں کہ گھرانے میں بچوں کا ہونا بھی ممکن ہے۔ تاہم یہ مفروضہ اس بات کی پختہ دلیل نہیں ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ بپتسمہ دینے سے پہلے "۔ انہوں نے اس کو اور اس کے سب گھر والوں کو خداوند کا کلام سنایا" اعمال ۱۶/۳۲۔ ظاہر ہے کہ اس گھر میں ایسے لوگ تھے جو خدا کے کلام کی منادی کو سن کر اس پر ایمان لاکر بپتسمہ لے سکتے تھے۔
بعض لوگ جو بچوں کے بپتسمے کے سلسلے میں ہمارے خداوند کے ان الفاظ کو استعمال کرتے ہیں کہ "یسوع یہ دیکھ کر خفا ہوا اور ان سے کہا کہ بچوں کو میرے پاس آنے دو" مرقس۔ ۱۰/۱۴۔ جو کوئی اس عبارت کو تسلسل کے ساتھ پڑھے گا وہ اس بات کو بخوبی دیکھ سکیگا کہ خداوند نے ان کے اوپر پانی نہیں چھڑکا تھا بلکہ "اس نے انہیں اپنی گود میں لیا اور ان پر اپنا ہاتھ رکھ کر انکو برکت دی" مرقس۔ ۱۰/۱۶۔

علاوہ ازیں بعض لوگ بپتسمے پر زور ہی نہیں دیتے اور اس کے لئے وہ پولس رسول کے یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ "مسیح نے مجھے بپتسمہ دینے کو نہیں بھیجا بلکہ خوشخبری سنانے کو" لیکن یہ بیان انجیل کی منادی کرنے اور بپتسمہ دینے کے حکم کی نفی نہیں کرتا بلکہ اس بات کو عیاں کرتا ہے کہ پولس کی خدمت منادی کرنے اور تعلیم دینے کی تھی اور باقی کام کو اس نے دیگر بھائیوں پر چھوڑ دیا تھا۔
کلیسیائی مورخوں نے اس بات کو بھی معلوم کیا ہے کہ پہلی صدیوں کے مسیحی ایمانداروں کو بپتسمہ خداوند یسوع مسیح کے نام پر دیا جاتا تھا۔ جبکہ باپ اور بیٹے اور روح القدس کا مروجہ عقیدہ رومن کلیسیا نے متعارف کرایا۔ اسکے بارے میں ڈاکٹر جے۔ ہرزوگ اپنی کتاب کلیسیائی تاریخ کی جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۹ اور کے۔ ڈی شمٹ کلیسیائی تاریخ کے بنیادی خاکے کے صفحہ نمبر ۲۷ میں لکھتے ہیں کہ متی ۲۸/۱۹۔ میں پایا جانے والا حکم کہ تم جا کر سب کو شاگرد بناؤ اور انکو باپ اور

اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو" رسولوں اور رسولی زمانے کے لوگوں نے درست طور پر سمجھا اور پورا کیا ۔۔ جو کوئی اس عبارت کو کشادہ دلی کے ساتھ پڑھے گا وہ اس بات کو بہت جلد سمجھ جائیگا کہ اس میں نقطہ کسی فارمولے (کلیہ) کو گھڑنا نہیں بلکہ اس نام کو پہچانتا ہے" جس نام میں انہوں نے ان کو بپتسمہ دیا" اور جو بپتسمے میں استعمال کیا جاتا ہے اسی لئے انہوں نے بھی یسوع مسیح کے نام سے بپتسمہ دیا۔

خدا نے اپنے آپکو باپ ۔ بیٹے اور روح القدس میں ظاہر کیا ۔ یہ نئے عہد نامہ کے عہد والا نام یہوشواہ یعنی یسوع ہے جس میں نئے عہد نامہ کے اندر خدا کے تمام لوگوں کو بپتسمہ دیا جاتا ہے ۔ خدا ہمارا باپ ہے اسلئے ہم دعا کرتے ہیں کہ "اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے تیرا نام پاک مانا جائے ۔۔۔" معاملہ نام کا ہے جس میں ہمیں بپتسمہ لینا چاہئیے ۔

رسولی دنوں کی عجیب گواہی بڑی صاف اور واضح ہے ۔ روح القدس کے ظہور کے بعد پطرس رسول نے منادی کی اور اسے ریکارڈ میں لایا گیا ۔ جو لوگ اس وعظ سے متاثر ہو کر ایمان لائے اس نے ان کو کہا کہ "توبہ کرو اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیح کے نام سے بپتسمہ لے ۔۔" اعمال ۔ ۲ / ۳۸ ۔ پہلی کلیسیا کے افتتاحی موقع پر جو لوگ ایمان لائے ان کو بتایا گیا کہ وہ کیا کریں اور انہیں کس طرح بپتسمہ لینا چاہئیے ۔ پطرس کے پاس اس نام کا جو خدا کا اپنا نام ہے مکاشفہ تھا ۔ اس لئے جو بپتسمہ شروع میں رسولوں نے دیا اس کا ہمارے پاس درست ریکارڈ موجود ہے ۔

فلپس نے سامریہ میں منادی کی اور جنکو نجات ملی ان کو بپتسمہ دیا گیا ۔ اسکے بارے میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ "۔۔ انہوں نے صرف خداوند یسوع کے نام پر بپتسمہ لیا تھا" اعمال ۔ ۸ / ۱۶ ۔ چونکہ ہر بات دو یا تین شخصوں کی گواہی پر پکی ہونی چاہئیے اس لئے ہم دیکھیں گے کہ پولس رسول نے بپتسمے کے بارے میں کیا تعلیم دی ۔ "انہوں نے یہ سن کر خداوند یسوع کے نام کا بپتسمہ لیا" اعمال ۔ ۱۹ / ۵ ۔ بپتسمہ خواہ یروشلیم میں دیا گیا یا سامریہ اور افسس میں اور اسے خواہ پطرس نے دیا یا فلپس اور پولس نے وہ خداوند یسوع مسیح کے نام سے دیا گیا ۔ روح القدس ہمیشہ تک اسی بات

کی گواہی دیگا۔

اس بات کو مزید وضاحت کے ساتھ سمجھنے کے لئے میں ایک نہایت ہی سادہ مثال پیش کرونگا۔ اگر کوئی استاد اپنے شاگرد سے پوچھے کہ "تین جمع تین کتنے ہوتے ہیں تو جواب میں شاگرد یہ نہیں کہے گا کہ "تین جمع تین" یہ تو سوال کی دہرائی ہے جبکہ اسے سوال کا جواب دینا چاہئیے۔ یہ بات سمجھ سے بعید ہے کہ بائیبل کے اساتذہ جس حکم کی ہمیں تعمیل کرنی ہے اس کے مطلب کو سمجھے بغیر متی ۱۹/۲۸۔ کی جادو کی طرح دہرائی کرتے چلے آرہے ہیں۔ پطرس۔ پولس اور پہلی صدیوں کے تمام مسیحی اس کے اصل حل یعنی نام سے واقف تھے۔ وہ جانتے تھے کہ نام کیا ہے اور انہوں نے اسے استعمال کیا۔

جب شاگردوں نے خداوند یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ دیا تو انہوں نے اپنے استاد کی خواہش کو سو فیصد پورا کیا۔ جو کوئی اسطرح بپتسمہ نہیں دیتا اس نے باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام کو جس میں ہمیں بپتسمہ لینا ہے نہیں پہچانا۔ علم الہیات کے ماہرین کا یہ کہنا غلط ہے کہ باپ اور بیٹا اور روح القدس نام ہیں۔ جبکہ یہ نام نہیں بلکہ نئے عہد نامہ میں خدا کے خاص ظہور کے اہم کردار اور اظہار ہیں۔ خدا کو باپ کہا گیا ہے لیکن اس کا نام باپ نہیں۔ خدا بیٹا ہے لیکن یہ اس کا نام نہیں۔ اسیطرح وہ روح القدس بھی ہے لیکن یہ بھی اسکا نام نہیں۔ اس نے نہ صرف اپنے آپ کو ظاہر کیا بلکہ اپنے نئے عہد نامے کے نام کو بھی عیاں کیا ہے۔

اس بات کا بھید نام میں پوشیدہ ہے اور اسے ظاہر کیا جانا چاہئیے۔ بپتسمہ کسی طرح بھی غیر ضروری نہیں چونکہ بپتسمے کا حکم خداوند نے دیا اور یوحنا بپتسمہ دینے والے سے خود بھی لیا اور اس کی توثیق خدا نے کی اس لئے اسکو غیر ضروری کہنا درست نہیں۔ اسکو قاعدے کے مطابق سرانجام دیا جانا چاہئیے۔ بائیبل میں ایسا ایک حوالہ بھی نہیں جہاں کسی کو تین القابوں سے بپتسمہ دیا گیا ہو۔

یہ بات بھی ایک معمہ رہے گی کہ بپتسمے کے لئے پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں کی اکثریت نے کیتھولک طریقہ کار کو کیوں اپنایا۔ جو مسیحی بائیبل کی سچائی پر ایمان رکھتے ہیں ان کے سامنے یہ حقیقت رہنی چاہئیے کہ جن لوگوں نے باپ اور بیٹے اور روح القدس کے کلیئے میں بپتسمہ لیا ہے انہوں نے رومن کیتھولک کلیسیا کا بپتسمہ لیا ہے۔

یسوع کی رومن کیتھولک چرچ سوسائیٹی کے کارڈینل آگسٹین بیانے اس خیال کو بڑی وسعت کے ساتھ یوں بیان کیا ہے کہ "پوپ تمام ایمانداروں جن میں بشارتی حلقوں کے مسیحی بھی شامل ہیں اور جنہوں نے درست بپتسمہ لیا ہے باپ ہے۔ اور اب صرف ماں کلیسیا کے اندر انکی خوشگوار واپسی کی ضرورت ہے" دیکھیئے میکنا مارا کی کتاب بنام کیتھولک کلیسیا کی غلطیاں صفحہ نمبر ۲۲۔ اس بیان میں جسے جائیز بپتسمہ کہا گیا ہے اس کی مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔ رومن کیتھولک کلیسیا رسولوں کے اس بپتسمے کو جس کا ذکر بائیبل میں کیا گیا ہے ایک بدعت قرار دے کر رد کرتی ہے۔

روحانی لاعلمی کی وجہ سے۔ پروٹسٹنٹ کلیسیائیں اور عملی طور پر تمام تنظیمیں ورلڈ کونسل آف چرچز کے ذریعے ماں کلیسیا کی گود میں واپس آچکی ہیں۔ بعض لوگ پانی چھڑکتے ہیں۔ بعض پانی ڈالتے ہیں۔ بعض جانی پہچانی ترتیب کے مطابق تین بار غوطہ دے رہے ہیں۔ پولس رسول کی تبدیل کے بارے میں ہم یوں پڑھتے ہیں کہ "۔۔۔ وہ بینا ہو گیا اور اٹھ کر بپتسمہ لیا" اعمال۔ ۹ / ۱۸۔ رومیوں کے خط میں وہ ہمیں بتاتا ہے کہ یہ کیسے ہوا۔ وہ لکھتا ہے کہ "کیا تم نہیں جانتے کہ ہم جتنوں نے مسیح یسوع میں شامل ہونیکا بپتسمہ لیا تو اسکی موت میں شامل ہونیکا بپتسمہ لیا۔ پس موت میں شامل ہونے کے بپتسمہ کے وسیلہ سے ہم اسکے ساتھ دفن ہوئے تاکہ جس طرح مسیح باپ کے جلال کے وسیلہ سے مردوں میں سے جلایا گیا اسی طرح ہم بھی نئی زندگی میں چلیں" رومیوں۔ ۶ / ۳۔ ۴

جولوگ اس کا بغور جائیزہ لیں گے وہ اس بات کو دیکھ سکیں گے کہ ان چیزوں کا تعلق کسی عمل کو دہرانے کے ساتھ نہیں بلکہ انسان کو خدا کی رفاقت میں واپس لانے کے ساتھ ہے۔ اور یہ توبہ۔ تبدیلی۔ گناہوں کی معافی۔ یسوع مسیح کو شخصی نجات دہندہ قبول کرنے اور اپنے آپکو اس کے ساتھ مصلوب ہو کر دفن ہونے اور نئی زندگی میں اس کے ساتھ چلنے کے لئے جلائے جانے کو قبول کر لینے کے بعد ہوتا ہے۔ روح کی تازگی اور نئی پیدائیش کا تجربہ بپتسمہ لینے سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ جس طرح لکھا ہے کہ "اس نے ہمیں نجات دی مگر راستبازی کے کاموں کے سبب سے نہیں جو ہم نے خود کئے بلکہ اپنی رحمت کے مطابق نئی پیدائیش کے غسل اور روح القدس کے ہمیں نیا بنانے کے وسیلہ سے" ططس۔ ۳ / ۵۔ درست بپتسمے کا ایک صحیح مقام ہے اور یہ نئی پیدائیش اور روح القدس کے وسیلہ سے نئے بننے والے مسیحوں کو دیا جاتا ہے۔

پولس رسول کلسیوں کی کلیسیا کو لکھتا ہے کہ "اس کے ساتھ بپتسمہ میں دفن ہوئے اور اس میں خدا کی قوت پر ایمان لا کر جس نے اسے مردوں میں سے جلایا اس کے ساتھ جی بھی اٹھے" کلسیوں ۔ ۲ : ۱۲ ۔ اس سے اگلے باب میں لکھا ہے کہ "پس جب تم مسیح کے ساتھ جلائے گئے تو عالم بالا کی چیزوں کی تلاش میں رہو جہاں مسیح موجود ہے اور خدا کی دہنی طرف بیٹھا ہے" پھر یہ کہ "تم مرگئے اور تمہاری زندگی مسیح کے ساتھ خدا میں پوشیدہ ہے" کلسیوں ۔ ۳ : ۱ ۔ ۳ ۔ پطرس رسول بپتسمے کا مطلب خالص نیت سے خدا کا طالب ہونا بتاتا ہے ۔ وہ لکھتا ہے کہ "اسی پانی کا مشابہ بھی یعنی بپتسمہ یسوع مسیح کے جی اٹھنے کے وسیلہ سے اب تمہیں بچاتا ہے اس سے جسم کی نجاست دور کرنا مراد نہیں بلکہ خالص نیت سے خدا کا طالب ہونا مراد ہے" ۱ ۔ پطرس ۔ ۳ : ۲۱ ۔

جب پطرس نے کرنیلیس کے گھر میں منادی کی تو اس نے یسوع مسیح کے بارے میں یوں کہا کہ "اس شخص کی سب نبی گواہی دیتے ہیں کہ جو کوئی اس پر ایمان لائیگا اس کے نام سے گناہوں کی معافی حاصل کرے گا ۔" اسکے بعد یہ سوال اٹھایا گیا کہ "کیا کوئی پانی سے روک سکتا ہے کہ یہ بپتسمہ نہ پائیں جنہوں نے ہماری طرح روح القدس پایا؟ اور اس نے حکم دیا کہ انہیں یسوع مسیح کے نام سے بپتسمہ دیا جائے" اعمال ۔ ۱۰ : ۴۳ ۔ ۴۸ ۔ گناہ کی معافی پورے کئے ہوئے کام پر ایمان لانے سے حاصل ہوئی ۔ جو کوئی یسوع مسیح کو قبول کرتا ہے وہ یسوع مسیح کے نام میں بپتسمہ لیتا ہے ۔ گلتیوں میں لکھا ہے کہ "تم سب اس ایمان کے وسیلہ سے جو یسوع مسیح میں ہے خدا کے فرزند ہو ۔ اور تم جتنوں نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا مسیح کو پہن لیا" گلتیوں ۔ ۳ : ۲۶ ۔ ۲۷ ۔ افسیوں کی کلیسیا کو پولس یوں لکھتا ہے کہ "ایک ہی خداوند ہے ۔ ایک ہی ایمان ۔ ایک ہی بپتسمہ ۔" افسیوں ۔ ۴ : ۵ ۔ آجکل مختلف بپتسمے اور ایمان ہیں ۔ خداوند کے بارے میں مختلف تعلیمیں ہیں ۔ لیکن بائبل کے مطابق بپتسمے کی تعلیم جو کلام مقدس کے ساتھ ملتی ہے نظرانداز نہیں کی جا سکتی ۔ جب تک زندہ خدا کی کلیسیا زمین پر ہے اسوقت تک جو تعلیم ابتدا میں دیگئی وہی ہمارا نمونہ ہے ۔ تثلیثی بپتسمہ جو ریاستی کلیسیا کے وجود میں آنیکے بعد شروع ہوا کلام کے مطابق نہیں ۔

حتہ کہ اگر متی ۔ ۲۸/ ۱۹ پر بحث بھی کی جائے تو بھی رسول اس حکم کو درست طور پر سمجھ چکے تھے اس لئے انہوں نے اسے حقیقی معنوں میں پورا کیا۔ باپ اور بیٹے اور روح القدس کا کلیہ سارے یورپ میں بڑے مشکوک طریقے سے استعمال کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ان الفاظ کو جادو ٹونے کے طور پر مویشیوں اور انسانوں پر لگایا جاتا ہے۔ دونوں کے لئے جادو کا کلیہ استعمال کیا جاتا ہے جس سے مویشیوں اور انسانوں کی بیماریاں غائب ہو جاتی ہیں۔ روحانیت کے عامل اپنا سارا کام اسی فارمولے کے تحت سرانجام دیتے ہیں۔ حتہ کہ فری میسن کلب میں شمولیت کے لئے بھی باپ۔ بیٹے اور روح القدس کے کلمات استعمال کئے جاتے ہیں۔ جو لوگ روحوں سے مشورت حاصل کرنے کا کام کرتے ہیں وہ لوگوں کی اس حالت سے واقف ہیں جس کے تحت وہ ان عوامل کے قبضہ میں آتے ہیں۔ جب اس طرح کے لوگوں سے پوچھا جاتا ہے تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ "یہ خدا کے نام سے ہوتا ہے" لیکن وہ اس بات سے واقف نہیں ہوتے کہ یہ سارا جنتر منتر مذہبی سوانگ میں کیا جاتا ہے۔ لوگ لاعلمی سے شیطان کے قبضہ میں آجاتے ہیں۔ اس کے بارے میں آسمان پر معصومیت کی آواز بہت زور سے چلا رہی ہے۔ خدا کی الوہیت کے بارے میں تثلیثی خیال دشمن کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔

بپتسمے کے مروجہ جانے پہچانے طریقے کی جڑ اصلاح کار مارٹن لوتھر کے اندر بھی بہت گہری تھی۔ اس نے اپنی بائیبل کے ترجمے میں اصل الفاظ کو استعمال کرنے کی بجائے "ان کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو" کے الفاظ استعمال کئے ہیں جو ایک فارمولا ہے۔ جبکہ ایمپلی فائیڈ ترجمے میں نام کو واضع طور پر بیان کیا گیا ہے۔ جو لوگ اس بات کی سمجھ رکھتے ہیں ان کے لئے یہ فرق آسمان کی طرح بلند ہے۔ کوئی شخص ایک فرم یا حکومت کے نام پر کام کر سکتا ہے۔ لیکن بپتسمے کے سلسلے میں نجات یافتہ ہونے کی حیثیت سے ہم اس بات سے واقف ہیں کہ ہمیں اس نام میں بپتسمہ لینا چاہیئے جس میں ہمیں گناہوں سے نجات ملی ہے۔ چونکہ ہم نئے عہد کے فرزند ہیں اسلئے نئے عہد کے نام یسوع کو قبول کرتے ہیں۔ جس طرح دلہن اپنے دلہا کا نام قبول کرتی ہے اسی طرح مسیح کی دلہن

بھی اپنے دلہا کا نام قبول کرتی ہے۔ یوں وہ اس کے ساتھ عہد باندھنے کی تصدیق کرتی ہے۔

پطرس رسول نے اپنے ایک بیان میں یوں کہا کہ "۔۔آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جسکے وسیلہ سے ہم نجات پا سکیں" اعمال۔۴/۱۲۔ خداوند کے نام کی اہمیت اس حقیقت سے صاف ظاہر ہوتی ہے کہ پطرس رسول نے پینتکست کے دن اپنے پیغام میں اس وعدے کا حوالہ دیا جو یوائیل نبی کی معرفت کیا گیا تھا کہ "۔یوں ہوگا کہ جو کوئی خداوند کا نام لے گا نجات پائیگا" اعمال۔۲/۲۱ ۔یوایل۔۲/۳۲۔یوایل نبی کا مطلب ہے یاہ وے۔جو کوئی اس کا نام لے گا وہ بچا یا جائیگا۔پطرس کا اشارہ اسی یاہ وے خداوند کی طرف تھا جو اس وقت بچانے والے یہوشواہ کی حیثیت سے ظاہر ہوا۔جو لوگ سچا ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے بپتسمہ نئے عہد نامہ کے عہد والے نام سے درست طور پر حاصل کرنا بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

یہ کہیں نہیں لکھا کہ "انکو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے ناموں پر بپتسمہ دو " یہ جمع کا لفظ نہیں۔اگر باپ اور بیٹا اور روح القدس مختلف نام ہوتے تو گرائمر کے لحاظ سے یہ عبارت درست ہوتی۔خداوند کا شکر ہو کہ متن میں صاف طور پر لکھا ہے کہ "نام سے بپتسمہ دو" یعنی ایک نام سے جو رسول کی گواہی کے مطابق خداوند یسوع مسیح ہے۔یہ افسوس ناک بات ہے کہ اس سلسلے میں بائیبل کا درست علم گم ہوگیا اور تمام مناد جس غیر الہامی تعلیم کو بہت اونچا مقام دیتے ہیں اس کا شکار ہوکر پوری قوت سے اس کا دفاع کرتے ہیں۔اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہوشواہ جس کا مطلب ہے یاہ وے بچانے والے کا یونانی لفظ یسوع استعمال کرنے کی وجہ سے کھو گیا۔بعد ازاں ایک حقیقی نام کا مکاشفہ حاصل کئے بغیر بلند پایہ تین ناموں کو استعمال کرنے کی روائیت پڑ گئی۔

اگر آج لوگ پینتکست کے دن کی طرح ہم سے سوال کریں کہ "ہم کیا کریں کہ نجات پائیں" تو انہیں وہی جواب حاصل کرنا چاہیئے کہ "توبہ کرو اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کیلئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے تو تم روح القدس انعام میں پاؤ گے" اعمال۔۲/۳۸۔کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ یسوع مسیح کی اصل

خوشخبری اور رسولی دستور کو تبدیل کرے۔

بائبل کے عظیم استاد خداوند یسوع مسیح کے نام سے بپتسمے کو جو فی الحقیقت کلام کے مطابق ہے ایک بدعت قرار دیتے ہیں۔ یہاں ایک سوال پوچھنے کی اجازت ملنی چاہیئے کہ "بدعت کیا ہے؟ درست یا غلط؟" پختہ کار قارئین اس بات کا فیصلہ خود کریں گے کہ وہ خداوند اور اس کے رسولوں کا یقین کریں گے یا ان روایات کی پیروی کریں گے جن کا کلام کے اندر ذکر تک بھی نہیں پایا جاتا اور وہ کلام کی اصلی تعلیم اور مشق کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں رکھتیں۔ "خداوند یوں فرماتا ہے کہ راستوں پر کھڑے ہو اور دیکھو اور پرانے راستوں کی بابت پوچھو کہ اچھی راہ کہاں ہے؟ اسی پر چلو اور تمہاری جان راحت پائیگی" یرمیاہ ۶-۱۶

---

# انیسواں باب
# عشائے ربانی

سب سے پہلے ہم مختصر طور پر اس فسح پر غور کریں گے جو پرانے عہد نامہ میں مقرر کی گئی۔ آخری فسح کو ہمارے خداوند نے خود منایا۔ اس نے کہا کہ "شہر میں فلاں شخص کے پاس جاکر اسے کہنا کہ استاد فرماتا ہے کہ میرا وقت نزدیک ہے۔ میں اپنے شاگردوں کے ساتھ تیرے ہاں عید فسح کروں گا" اسی فسح کے دوران یہوداہ نے بھی اپنا ہاتھ طباق میں ڈالا۔ اس کی بابت خداوند نے کہا کہ "جس نے میرے ساتھ طباق میں ہاتھ ڈالا ہے وہی مجھے پکڑوائے گا" متی۔ ۲۶/۲۳۔

جو کچھ وہاں ہوا اس کا ذکر مرقس بڑی وضاحت کے ساتھ یوں کرتا ہے کہ "وہ کھا ہی رہے تھے کہ اس نے روٹی لی اور برکت دے کر توڑی اور انکو دی اور کہا لو یہ میرا بدن ہے۔ پھر اس نے پیالہ لے کر شکر کیا اور انکو دیا اور ان سبھوں نے اس میں سے پیا۔ اور اس نے ان سے کہا یہ میرا وہ عہد کا خون ہے جو بہتیروں کے لئے بہایا جاتا ہے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ انگور کا یہ شیرہ پھر کبھی نہ پیئوں گا اس دن تک کہ خدا کی بادشاہی میں نیا نہ پیئوں۔" مرقس۔ ۱۴/۲۲-۲۵۔ بائبل کے اندر کسی حوالے کو اتنا غلط نہیں سمجھا جاتا جتنا کہ آخری فسح کا۔ مندرجہ بالا کلام کے مطابق نیا عہد وجود میں آنے کو تھا۔ نئے عہد نامے کا خون اس فسح یا عشائے ربانی پر نہیں بلکہ کلوری کی صلیب پر بہایا گیا تھا۔ اس کھانے پر خدا کا خون نجات دہندہ کی نسوں میں بدستور بہہ رہا تھا اور اسے کسی پیالے میں نہیں نچوڑا گیا تھا۔ ہمیں یہ حوالہ پرانے عہد کو قائم کئے جانے کے مقصد کی روشنی میں پڑھنا چاہئیے۔ اس کے بعد نئے عہد کے باندھے جانے سے پہلے خداوند کی عشا کے مطلب کو سمجھنا ضروری ہے۔

خداوند نے موسیٰ کو تمام ہدایات دیں جنہیں وہ آگے لوگوں تک پہنچاتا تھا۔ "پھر اس نے عہد نامہ لیا اور لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔ انہوں نے کہا جو کچھ خداوند نے فرمایا ہے اس سب کو ہم کرینگے اور تابع رہیں گے۔ تب موسیٰ نے اس خون کو لے کر

لوگوں پر چھڑکا اور کہا دیکھو یہ اس عہد کا خون ہے جو خداوند نے ان سب باتوں کے بارے میں تمہارے ساتھ باندھا ہے" خروج ۔ ۲۴/ ۷ ۔ ۹

پرانے عہد نامہ میں بنی اسرائیل نے مخلصی اور رہائی کا تجربہ حاصل کیا اور ان کو غلامی سے باہر نکالا گیا ۔ یہ اس وقت ہوا جب ان کو حکم الٰہی ملا کہ وہ اپنے گھروں کے اندر ایک برے کو ذبح کر کے اسے تیار کریں ۔ اس کا گوشت کھائیں اور اپنی حفاظت کے لئے اس کا خون اپنے دروازوں کے دونوں بازوؤں اور اوپر کی چوکھٹوں پر لگائیں ۔ یہ ایک نشان تھا جس کا احترام ہلاک کرنے والے فرشتے کو کرنا ضروری تھا ۔ جس گھر پر یہ نشان تھا اسکو چھوا نہیں جا سکتا تھا اور اس گھر کا پہلوٹھا محفوظ تھا ۔

اس سلسلے میں ہمیں مندرجہ ذیل حوالہ پڑھنا چاہیئے کہ " جن گھروں میں تم ہو ان پر وہ خون تمہاری طرف سے نشان ٹھہریگا اور میں اس خون کو دیکھکر تمکو چھوڑتا جاؤنگا اور جب میں مصریوں کو مارونگا تو وہ وبا تمہارے پاس پھٹکنے کی بھی نہیں کہ تم کو ہلاک کرے " خروج ۔ ۱۲/ ۱۳ ۔ چونکہ یہ فیصلہ خدا کا تھا اس لئے اسرائیلیوں کے پہلوٹھوں کو چھوا نہ جا سکتا تھا ۔ خون نے ہلاکت کے وقت تحفظ فراہم کیا ۔ خدا نے جو عہد اپنے لوگوں کے ساتھ باندھا وہ پورا ہوا ۔ چودھویں آئیت میں لکھا ہے کہ " وہ دن تمہارے لئے ایک یادگار ہوگا اور تم اس کو خداوند کی عید کا دن سمجھ کر ماننا ۔ تم اسے ہمیشہ کی رسم کر کے اس دن کو نسل در نسل عید کا دن ماننا " یہ گویا بچ جانے کی یادگار ۔ خدا کے لوگوں کی مخلصی اور حفاظت کا دن تھا ۔

یہاں دو باتوں کو ملاحظہ کیا جانا چاہیئے ۔ اول ۔ بہائے ہوئے خون کے وسیلہ سے جو عہد بنی اسرائیل کے ساتھ باندھا گیا وہ درست ثابت ہوا ۔ اور یوں چھڑائے ہوئے لوگوں کی زندگیاں محفوظ رہیں ۔ دوئم ۔ اس عہد کے ذریعے جو کچھ خداوند نے ان کے لئے کیا تھا اس کو یاد کیا جانا تھا ۔ نئے عہد نامہ کی فسح میں ان دونوں باتوں کی تصدیق کی گئی ۔ مخلصی یافتہ شخص کو سب سے پہلے خدا کے کلام کو ماننے اور اس پر عمل کرنیکے لئے راضی ہونا چاہیئے ۔ جب بنی اسرائیل نے ایسا کیا تو موسی نے مخلصی یافتہ کلیسیا کے اوپر خون کو دیدنی صورت میں چھڑکا ۔ اس کا مطلب تھا کہ اب سے وہ خون کے نیچے محفوظ ہیں ۔ اس عظیم واقعہ کا

بنی اسرائیل نے جو تجربہ حاصل کیا اسکی یاد میں عید فسح کا منایا جانا بہت ضروری
تھا۔ لوقا کی انجیل میں ہمارے خداوند نے کہا کہ "۔ مجھے بڑی آرزو تھی کہ دکھ سہنے
سے پہلے یہ فسح تمہارے ساتھ کھاؤ۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اسے کبھی نہ کھاؤں
گا جب تک وہ خدا کی بادشاہی میں پورا نہ ہو۔ پھر اس نے پیالہ لے کر شکر کیا اور
کہا کہ اسکو لیکر آپس میں بانٹ لو۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ انگور کا شیرہ اب
سے کبھی نہ پیونگا جب تک خدا کی بادشاہی نہ آئے۔ پھر اس نے روٹی لی اور شکر
کر کے توڑی اور یہ کہہ کر ان کو دی کہ یہ میرا بدن ہے جو تمہارے واسطے دیا
جاتا ہے۔ میری یادگاری کے لئے یہی کیا کرو۔" لوقا۔ ۲۲/ ۱۵۔ ۱۹۔

آخری فسح میں شریک ہوتے وقت نئے عہد نامہ کے ایمانداروں کو وہ مخلصی یاد
دلائی گئی جو نئے عہد کے خون کے وسیلہ سے نئے عہد کے لوگوں کے لئے وجود میں
آئی۔ یوں خداوند نے اس مثال کا حقیقی مطلب سمجھایا۔ جس روٹی کو اس نے
توڑا وہ فسح کے لئے تیار کی گئی تھی اسلئے اس میں کوئی خمیر نہ تھا۔ اور جو شیرہ اس
نے پیالے میں ڈال کر دیا وہ وہ انگور سے حاصل کیا گیا تھا۔ متی کی انجیل کے
مطابق خداوند نے کہا "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ انگور کا یہ شیرہ پھر کبھی نہ پیونگا
اس دن تک کہ تمہارے ساتھ اپنے باپ کی بادشاہی میں نیا نہ پیوں۔ متی۔ ۲۶/
۲۹۔ جس طرح حاضرین کے سامنے روٹی توڑی گئی اسی طرح یسوع مسیح کا بدن
توڑا اور مصلوب کیا گیا۔ جس طرح پیالے کے اندر انگور کا شیرہ یقینی تھا اسی
طرح خدا کے برے کا خون بھی ہمارے گناہوں کی معافی کے لئے یقینی طور پر بہایا
گیا تھا۔

یہ دکھ اس روٹی نے نہیں سہا تھا جو توڑی اور کھائی گئی بلکہ ہمارے خداوند نے
جو کچھ انسانیت پر رکھا جا چکا تھا جب اسے اپنے اوپر اٹھا لیا تو اس نے دکھ سہا۔
اسی طرح شیرہ بھی نہ تو تبدیل ہوا اور نہ بہایا گیا۔ جو لوگ فسح میں شریک تھے
انہوں نے صرف وہی پیا۔ ہمارے نجات دہندہ بہائے ہوئے خون کے ساتھ
سردار کاہن کی حیثیت سے جلال میں داخل ہوا۔" اور بکروں اور بچھڑوں کا
خون نہیں بلکہ اپنا ہی خون لیکر پاک مکان میں ایک ہی بار داخل ہو گیا اور
ابدی خلاصی کرائی" عبرانیوں۔ ۹/ ۱۲۔ اسی تناظر سے مندرجہ ذیل عظیم سچائی

کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ "۔ مسیح کا خون جس نے اپنے آپکو ازلی روح کے
وسیلہ سے خدا کے سامنے بے عیب قربان کر دیا تمہارے دلوں کو مردہ کاموں
سے کیوں نہ پاک کریگا تا کہ زندہ خدا کی عبادت کریں" عبرانیوں ۔۹/ ۱۴۔
یہاں روٹی اور شیرے کے تبدیل ہو جانے کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا۔
جب خداوند نے روٹی کو اپنے ہاتھ میں پکڑا تو اس نے کہا کہ "یہ میرا بدن ہے"
ان الفاظ کو سننے کے بعد اس کو کسی رسم کے ذریعے مزید تبدیل کرنے کی کوئی
ضرورت نہیں رہتی۔ جب خداوند نے کہا کہ "یہ میرا خون ہے" تو اس کے بعد
کسی کو اس کے تبدیل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ بات بڑی صفائی کے
ساتھ سمجھ جانی چاہیئے کہ اس نے کھانے کے لئے اپنا جسمانی بدن اور پینے کے
لئے اپنا حقیقی خون نہیں دیا تھا بلکہ اسکو صرف ایک مثال کے طور پر پیش کیا
یہ بات بھی سکھائی جاتی ہے کہ جس طرح روٹی ہمیشہ تازہ ہوتی ہے اور وہ
تبدیل ہو کر خدا بن جاتی ہے جسے عشائے ربانی میں شریک ہونے والے
لوگ کھاتے ہیں اسی طرح مسیح بھی ہر دفعہ زندوں اور مردوں کے لئے اپنے
آپ کو تازہ قربان کرتا ہے۔ یہ کس قدر ہولناک خیال ہے۔ کلام مقدس
ایسی بات یقیناً نہیں سکھاتا۔ یہ مسیح کی اس تعلیم کی صریحاً خلاف ورزی ہے کہ
"۔ یہ شخص ہمیشہ کے لئے گناہوں کے واسطے ایک ہی قربانی گزران کر خدا کی
دہنی طرف جا بیٹھا اور اسی وقت سے منتظر ہے کہ اس کے دشمن اس کے پاؤں
تلے کی چوکی بنیں۔ کیونکہ اس نے ایک ہی قربانی چڑھانے سے ان کو ہمیشہ کے
لئے کامل کر دیا ہے جو پاک کئے جاتے ہیں۔ اور روح القدس بھی ہمکو یہی بتاتا
ہے کیونکہ یہ کہنے کے بعد کہ۔ خداوند فرماتا ہے کہ جو عہد میں ان دنوں کے بعد
ان سے باندھونگا وہ یہ ہے کہ۔ میں اپنے قانون ان کے دلوں پر لکھونگا۔ اور
ان کے ذہن میں ڈالونگا۔ پھر وہ یہ کہتا ہے کہ۔ انکے گناہوں اور بے دینیوں
کو پھر کبھی یاد نہ کرونگا۔ اور جب ان کی معافی ہو گئی ہے تو پھر گناہ کی قربانی
نہیں رہی عبرانیوں ۔۱۰/ ۱۲۔ ۱۸۔ جو کوئی اس باب کو پڑھے گا وہ نجات
کے خیال کو یوں لکھا پائے گا کہ"۔ یسوع کے خون کے سبب سے اس نئی اور

زندہ راہ سے پاک مکان میں داخل ہونیکی دلیری ہے۔ جو کچھ صلیب پر ہوا وہ ان سب کے لیے ہمیشہ مستند ہے جو یسوع پر ایمان لانے کے باعث گناہوں کی معافی حاصل کرکے ابدی زندگی پاتے ہیں۔ بائیبل کہتی ہے کہ "جس طرح آدمیوں کے لئے ایک بار مرنا اور اس کے بعد عدالت کا ہونا مقرر ہے اسی طرح مسیح بھی ایک بار بہت لوگوں کے گناہ اٹھانے کے لئے قربان ہوکر دوسری بار بغیر گناہ کے نجات کے لئے ان کو دکھائی دے گا جو اسکی راہ دیکھتے ہیں" عبرانیوں۔ ۹/۲۷۔۲۸۔ مسیح ہر روز اپنے آپ کو بار بار لاکھوں دفعہ قربان نہیں کرتا۔ یہ ناممکن اور سراسر کلام کے خلاف ہے۔

پاک ماس کے بارے میں کیتھولک محاورے کا مطلب ہے کہ روٹی اور مے تبدیل ہوکر مسیح کا اصل بدن اور خون بن جاتا ہے۔ یہ تصور کیا جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے آپکو نئے سرے سے قربان کرتا ہے اور اسے کھایا جاتا ہے۔ اگر یہ ایسے ہی ہے تو یہ ایک ہولناک تصور ہے۔ اس بات کا نہ کوئی وعدہ کیا گیا ہے اور نہ ہی ابتدائی مسیحیوں میں اس قسم کا کوئی وہم پایا جاتا تھا۔ یہ ایک بہت ہی نرالی بات ہے کہ گرجا گھروں کے اندر صرف روٹی رکھی جاتی تھی۔ کاہن اسے کھانے والے کی زبان پر رکھتا تھا جبکہ مے وہ خود پیتا تھا۔ پلپٹ کی گھنٹیاں اور بخور اور سینکٹس۔ سینکٹس۔ سینکٹس کے الفاظ کہہ کر پلپٹ کے سامنے جھک کر دعا کی جاتی تھی۔ یسوع مسیح کی اصلی کلیسیا ان سب باتوں سے واقف نہ تھی۔ درحقیقت انجیل کے ماننے والوں کے لئے یہ باتیں بالکل حیران کن اور اجنبی ہیں۔

ابتدائی کلیسیا خداوند کی فسح بڑے سادہ انداز کے ساتھ کھایا کرتی تھی۔ اس کے لئے روٹی توڑنے کے الفاظ استعمال کئے جاتے تھے۔ اور وہ مختلف گھروں کے اندر کھائی جاتی تھی۔ لکھا ہے کہ " یہ رسولوں سے تعلیم پاتے اور رفاقت رکھنے میں اور روٹی توڑنے اور دعا کرنے میں مشغول رہے" اعمال۔ ۲/۴۲۔ اسکی جو تشریح پولس رسول نے کی وہ بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "میں عقلمند جانکر تم سے کلام کرتا ہوں۔ جو میں کہتا ہوں تم آپ اسے پرکھو۔ وہ برکت پیالہ جس پر ہم برکت چاہتے ہیں کیا مسیح کے خون کی شراکت نہیں؟ وہ روٹی جسے ہم توڑتے ہیں کیا مسیح کے بدن کی شراکت نہیں؟ چونکہ روٹی ایک ہی ہے اس لئے ہم جو بہت سے ہیں ایک

بدن ہیں کیونکہ ہم سب اسی ایک روٹی میں شریک ہوتے ہیں" ۱۔ کرنتھیوں ۱۰/ ۱۵۔۱۷۔ یہ کس قدر صاف گواہی ہے۔

حتیٰ کہ بائیبلی کلیسیائیں آج بھی پاک عشا کی رسم اسی طرح ادا کرتی ہیں جس طرح شروع میں ادا کیا کرتی تھیں۔ وہ لوگوں کی تعداد کے مطابق گندم کی ایک روٹی لیا کرتے تھے جو بغیر خمیر کے تیار کی جاتی تھی۔ مقامی جماعت کا چرواہا روٹی کو لیکر خدا کا شکر کرتا اور اس کو خداوند کے نام سے برکت دیا کرتا تھا۔ اس کے بعد اسکو توڑ کر اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کئے جاتے تھے جنہیں کلیسیا کے بزرگ لوگوں میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ ہر شخص ان ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا اٹھا لیا کرتا تھا۔ ساری جماعت جو بہت سے شرکا پر مشتمل ہوتی مل ملاکر مسیح کا ایک بدن ہوا کرتی تھی۔ روٹی ایک بدن یعنی کلیسیا کی طرف اشارہ تھا جبکہ اسکے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے مختلف ممبران کو ظاہر کرتے تھے۔ جیسا رسول نے مندرجہ بالا حوالے میں لکھا ہے خداوند کی فسح کے وقت حقیقی ایماندار جو مسیح کے بدن کا حصہ تھے خدا کے خوف کے ساتھ خداوند یعنی خدا کے برے کے ساتھ جو ان کی خاطر موا تھا رفاقت رکھنے کے لئے خاص طور پر جمع ہوا کرتے تھے۔ روٹی توڑنے اور پیالے کو لینے کے بعد شکر گزاری کی دعا کی جاتی تھی اور ان پر خداوند کے نام سے برکت دی جاتی تھی۔ اسکے بعد عشائے ربانی میں شریک ہونے والے تمام لوگ اسی ایک پیالے میں سے پیا کرتے تھے۔ جیسا رسول نے کہا یہ برکت کا پیالہ ہوا کرتا تھا۔ شرکت کرنے والے لوگ مسیح کے دکھوں اور اسکے بہائے ہوئے خون کو یاد کیا کرتے تھے

۱۔ کرنتھوں کے گیارویں باب میں رسول زور دیکر کہتا ہے کہ "یہ بات مجھے خداوند سے پہنچی اور میں نے تم کو بھی پہنچا دی کہ خداوند یسوع نے جس رات وہ پکڑوایا گیا روٹی لی اور شکر کر کے توڑی اور کہا یہ میرا بدن ہے جو تمہارے لئے ہے۔ میری یادگاری کے واسطے یہی کیا کرو" وہ اپنے بدن میں جی اٹھا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔ اسکی پوری روشنی حاصل کرنے کیلئے ہمیں ان تمام حوالوں کو لینا چاہئیے جو اس مضمون کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اسکی اہمیت اس الٰہی زندگی میں ہے جو زمین پر اس الٰہی خون کے اندر موجود تھی۔ لکھا ہے کہ "اس میں زندگی تھی اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تھی" یوحنا ۱/ ۴۔

اور وہ گواہی یہ ہے کہ خدا نے ہمیں ہمیشہ کی زندگی بخشی اور یہ زندگی اس کے بیٹے میں ہے۔ جس کے پاس بیٹا ہے اس کے پاس زندگی ہے اور جس کے پاس بیٹا نہیں اس کے پاس زندگی بھی نہیں "۱۔ یوحنا۔ ۵/ ۱۱۔ ۱۲

کیونکہ جسم کی جان خون میں ہے اور میں نے مذبح پر تمہاری جانوں کے کفارہ کے لئے اسے تم کو دیا ہے کہ اس سے تمہاری جانوں کے لئے کفارہ ہو۔ کیونکہ جان رکھنے ہی کے سبب سے خون کفارہ دیتا ہے۔ اسی لئے میں نے بنی اسرائیل سے کہا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص خون کبھی نہ کھائے " احبار۔ ۱۷/ ۱۱۔ ۱۲۔ یہ خون کا کیمیاوی مادہ نہیں بلکہ خدا کی زندگی ہے جو اسکے اندر رہے وہ نجات یافتہ لوگوں کے اندر آنی چاہئے۔ اس کے بارے میں یوں کہا جانا چاہیئے کہ جو کوئی اس بہائے ہوئے خون میں شریک ہوتا ہے وہ اس زندگی کو حاصل کرتا ہے جو اس کے اندر ہے۔ مسیح میں خدا کی زندگی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں ہم ابدی زندگی کی بات کر رہے ہیں۔ یہی وہ مرکزی خیال ہے جسے روح القدس خوشخبری کی منادی کے وسیلہ سے عیاں کرتا ہے اور عشائے ربانی کے ذریعے اس کا اظہار کیا جاتا ہے۔

خون کا کھانا ممنوع تھا۔ اس کی تصدیق اعمال۔ ۱۵/ ۲۹ میں کی گئی ہے۔ اگر پیالے میں ڈالی گئی مے حقیقی طور پر خون بن جاتی ہے تو پھر ایماندار خدا کی حکم عدولی کرتے ہیں۔ اس بات میں بھی ہمیں روحانی سمجھ کی ضرورت ہے۔ عشائے ربانی کے سلسلے میں سوال سامنے نظر آنے والی روٹی اور مے کی تبدیلی کا نہیں جو الہی سمجھ کا اظہار ہے بلکہ جیسا کہ ہمیں صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ مسیح کی زندگی کو حاصل کر کے خدا کے ساتھ صلح کر لینی چاہیئے۔

ہمارے نجات دہندہ نے کہا کہ " میں ہوں وہ زندگی کی روٹی جو آسمان سے اُتری۔ اگر کوئی اس روٹی میں سے کھائے تو ابد تک زندہ رہے گا بلکہ جو روٹی میں جہان کی زندگی کے لئے دوں گا وہ میرا گوشت ہے۔ جس طرح زندہ باپ نے مجھے بھیجا اور میں باپ کے سبب سے زندہ ہوں اسی طرح وہ بھی جو مجھے کھائے گا میرے سبب سے زندہ رہے گا۔ یوحنا۔ ۶/ ۵۱۔ ۵۷۔

جہاں تک تقدیس کا تعلق ہے یہ مناسب ہو گا کہ ہم سب اس پہلے معجزے کے بارے میں پڑھیں جو خداوند یسوع نے قانائے گلیل میں پانی کو مے بنا کر کیا۔ اس کی بہترین

اور اعلیٰ خصوصیت نے شادی کے میر مجلس کو حیران کر دیا۔ جو مے پانی سے بنی تھی وہ اصلی مے سے کہیں زیادہ بہتر تھی۔ لوگ پانی پی کر اپنے آپکو یہ کہہ کر دھوکہ نہ دے رہے تھے کہ ہم مے پی رہے ہیں بلکہ وہ حقیقت میں مے پی رہے تھے۔ آج تک جس کسی نے بھی عشائے ربانی لی ہے اس نے یہ دعویٰ کبھی نہیں کیا کہ روٹی کھاتے وقت گوشت میں بدل گئی یا مے پیتے وقت اس نے خون کا مزہ حاصل کیا ہو۔ یہ محض ایک عقیدہ کے سوا اور کچھ نہیں۔

روٹی۔ جس طرح کہ ۱۔کرنتھیوں۔۱۰/۱۵۔۱۷۔ میں لکھا ہے سب سے پہلے مسیح کے بدن کو جو قربان کیا گیا تھا ظاہر کرتی ہے۔ اس کے بعد ایمانداروں کے بدن یعنی کلیسیا کو۔ روٹی کے بارے میں زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ" میری یادگاری کے واسطے یہی کیا کرو۔ اسی طرح اس نے کھانے کے بعد پیالہ بھی لیا اور کہا یہ پیالہ میرے خون میں نیا عہد ہے۔ جب کبھی پیو میری یادگاری کے لئے یہی کیا کرو۔" ۱۔کرنتھیوں۔۱۱/۲۵۔ جو کوئی روٹی توڑ کر کھاتا ہے وہ روٹی ہی کا مزہ حاصل کرتا ہے۔ اور جو کوئی مے پیتا ہے وہ مے کا مزہ ہی حاصل کرتا ہے۔ یہ ایک واضح سچائی ہے۔ خداوند بدن سمیت جی اٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا۔ زمین پر کوئی شخص کسی روٹی کو یسوع کے بدن میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ جس طرح زیرِ نظر تشریح میں پہلے کہا گیا ہے اس بات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارا واسطہ خدا کی زندگی کے ساتھ ہے جو مسیح میں تھی۔ اور اب ہمارے اندر ہے۔ لکھا ہے کہ " جتنوں نے اسے قبول کیا اس نے انہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی انہیں جو اس کے نام پر ایمان لاتے ہیں۔" یوحنا۔۱/۱۲۔

پیالہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ نئے عہد کا خون بہایا گیا تھا۔ روٹی کو بدل کر مسیح بننے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ہمارے اندر کے پرانے انسان کو اسکے خون کے وسیلہ سے پوری مخلصی پر ایمان لاکر مسیح سے نئی زندگی حاصل کر کے تبدیل ہونا چاہیئے۔ جس کسی نے بائبل کے مطابق خدا کا تجربہ حاصل کیا ہے وہ خداوند کی فسح میں درست طور پر شریک ہو سکتا ہے۔ اس یادگاری کا مطلب اس بات کو یاد کرنا ہے کہ صلیب پر کیا ہوا تھا۔ اور اسے فضل کے وقت کے خاتمے تک یاد کیا جانا چاہیئے۔ اسکے بارے میں لکھا ہے کہ " جب کبھی تم یہ روٹی کھاتے اور اس پیالے میں

سے پیتے ہو تو خداوند کی موت کا اظہار کرتے ہو جب تک وہ نہ آئے "۱۔ کرنتھیوں ۔ ۱۱/۲۶ ۔ یہاں اس عبارت کے الفاظ پر توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔ یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ "جب کبھی تم یہ گوشت کھاتے ہو" بلکہ یہ کہ جب کبھی تم یہ روٹی کھاتے اور اس پیالے میں سے پیتے ہو" جو کچھ ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے ہمیں وہی کھانا ہے اور جو کچھ پیالے میں ہے وہی پینا ہے رومن کیتھولک کلیسیا کا طریقہ خدا کے کلام اور مرضی کے برعکس ہے ۔ اس سلسلے میں اس کا مطلب ہے یا یہ اس طرح ہے کے محاورے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ۔یہاں کسی منطق کی کوئی گنجائش نہیں ۔ بلکہ اس مضمون کو خدا کے منکشف کلام کی روشنی میں دیکھا جانا چاہیے ۔

# بیسواں باب
# انسان کا گرنا

پاک کلام کے اندر بعض واقعات کو تمثیلوں اور اشاروں میں لکھا گیا ہے اور اصلی صورت کو سامنے نہیں لایا گیا۔ خدا نے انہیں اس طرح اس لئے رہنے دیا ہے کہ گہری باتوں کو پوشیدہ رہنے دیا جائے۔ انہیں صرف روح القدس ہی ظاہر کر کے منظرِ عام پر لا سکتا ہے۔ یہی حالت انسان کے گرنے کی بھی ہے۔ اگر ہم صرف یہ سمجھ سکیں کہ انسان کہاں گرا تو کیا ہم اس بات کو سمجھنے کے قابل ہونگے کہ یہ کیوں ضروری ہوا کہ مخلصی کے ذریعے انسانیت کو اس حالت سے باہر نکالا جائے۔ اصل میں جو کچھ ہوا اس کے بارے میں گناہ میں گرنے کا محاورہ پہلے ہی ہمارے دلوں میں بیٹھا ہوا ہے۔

خدا نے انسان کو زمین پر حکمرانی کرنے کیلئے مقرر کیا۔ لیکن گر جانے کے باعث اس سے یہ اعلیٰ اختیار جاتا رہا۔ صرف گر جانے کے باعث ہی ہمیں معلوم ہوا کہ انسان کس طرح شیطان کے قبضہ میں آگیا ہے۔ یہ اس بات کو بھی ظاہر کرتا ہے کہ اسوقت سے اس دنیا کا سردار زمین پر کیوں حکمرانی کر رہا ہے۔ دشمن سانپ کے ذریعے براہ راست انسانی نسل میں شامل ہو گیا۔ یہ کوئی نہیں بتا سکتا کہ آدم اور حوا کتنی دیر خدا کی رفاقت میں پر سکون رہے۔ تاہم اس وقت تک وہ کسی درد۔ دکھ۔ آنسو۔ بیماری اور موت سے واقف نہ تھے۔ وہ فردوس کے اندر خدا کی حضوری میں اس کی پاک رفاقت میں زندگی گزارتے تھے۔ وہ شام کو ٹھنڈے وقت ان کے پاس آیا کرتا تھا۔ گویا یہ زمین پر ایک آسمان تھا۔ کاملیت میں پھر اسی طرح ہی ہوگا۔ "پھر میں نے تخت میں سے کسی کو بلند آواز سے یہ کہتے سنا کہ دیکھ خدا کا خیمہ آدمیوں کے درمیان ہے اور وہ انکے ساتھ سکونت کریگا اور وہ اسکے لوگ ہونگے۔ اور خدا آپ انکے ساتھ رہیگا اور انکا خدا ہوگا" مکاشفہ۔ ۲۱ ۳/۔ لوسیفر فرشتے نے آسمان پر اپنے آپکو سر بلند کیا اور اسکو نیچے گرا دیا گیا۔

اس کے بعد اس نے زمین پر خدا کے اعلانیہ دشمن کی حیثیت سے تباہی کا کام شروع کر دیا۔ اس کا یہ کام بھی تھا کہ بنی نوع انسان کو خدا کی رفاقت سے علیحدہ کر کے موت اور ہلاکت میں ڈال دے۔ حزقی ایل ۔ ۲۸ / ۱۲ ۔ ۱۷ کے مطابق وہ گرنے سے پہلے باغ عدن میں رہا کرتا تھا۔ متذکرہ بالا حوالے میں خدا نبی کی معرفت شیطان کے ساتھ جو اس وقت صور کے بادشاہ میں سمایا ہوا تھا کلام کرتا ہے۔ پاک کلام بتاتا ہے کہ شیطان انسانوں اور حیوانوں میں سما سکتا ہے۔ ہمارے خداوند نے بہت سے لوگوں میں سے بدروحوں کو نکالا۔ متی ۔ ۴ / ۲۴ ۔ و ۔ مرقس ۵ / ۹ ۔ ہم یہ بھی دیکھ سکتے ہیں کہ شیطان جن لوگوں میں سماتا ہے وہ ان کے ذریعے براہ راست بات چیت بھی کر سکتا ہے۔ لکھا ہے کہ "پھر اس نے اس سے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے اس سے کہا میرا نام لشکر ہے کیونکہ ہم بہت سے ہیں۔" یہ شخص صرف شیطان کے قبضہ میں ہی نہ تھا بلکہ بہت سی بدروحوں کے قبضہ میں بھی تھا۔

باغ عدن کے اندر بہت سے درخت تھے۔ ان میں حیات کا درخت اور نیک و بد کی پہچان کا درخت بھی تھا۔ آدم کے گر جانے میں قدرتی پھل کھانے کے علاوہ یقیناً کچھ اور چیز بھی شامل تھی جسے خدا نے ہونے دیا۔ پیدائش کی کتاب کے تیسرے باب میں جیسا لوگ سمجھتے ہیں سیب کے پھل کے بارے میں کچھ نہیں لکھا بلکہ صرف نیک و بد کی پہچان کے درخت میں سے کھانے کے بارے میں پڑھتے ہیں۔ لہذا یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ نیک و بد کی پہچان کا درخت کون اور کیا تھا۔ پیدائش ۔ ۳ / ۷ ۔ میں لکھا ہے کہ "تب ان دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور انکو معلوم ہوا کہ وہ ننگے ہیں۔ اور انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کر اپنے لئے لنگیاں بنائیں" کوئی ایسا ہولناک فعل سرزد ہو چکا تھا جس کی وجہ سے ان کو اپنے بدن کی شرمگاہوں کو ڈھانپنا پڑا۔ انہوں نے اپنی آنکھوں یا منہ پر پٹی نہ باندھی بلکہ خود ساختہ لنگیوں کے ساتھ اپنے نچلے بدنوں کو ڈھانپا۔

جو کچھ پیدائش ۔ ۳ ۔ باب میں لکھا ہے اس سے ہم آنکھوں کی خواہش اور بہکانے کے بارے میں پڑھتے ہیں۔ ہر مرد اور عورت اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ آنکھوں اور جسم کی خواہش کی آزمائش کی جس کہاں پائی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی "سانپ نے مجھ کو بہکایا" کا محاورہ بھی خاطر میں لایا جانا ضروری ہے۔ فرعون

کے ایک افسر فوطیفار کی بیوی نے دیکھا کہ یوسف خوبصورت اور حسین ہے۔ لکھا ہے کہ "ان باتوں کے بعد یوں ہوا کہ اس کے آقا کی بیوی کی آنکھ یوسف پر لگی اور اس نے اس سے کہا کہ میرے ساتھ ہم بستر ہو" جب یوسف نے اسکی بات نہ مانی تو اس نے یہ کہتے ہوئے الزام لگایا کہ "دیکھو وہ ایک عبرانی کو ہم سے مذاق کرنے کیلئے ہمارے پاس لے آیا۔ یہ مجھ سے ہم بستر ہونے کو اندر گھس آیا اور میں بلند آواز سے چلانے لگی" پیدائش ۳۹: ۷-۱۶۔ جب کسی لڑکے یا لڑکی کو جال میں پھنسا کر بہکا لیا جاتا ہے تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ وہ نہ تو آئیس کریم کھاتے ہیں اور نہ دودھ پیتے ہیں۔ خروج ۲۲: ۱۶ کے اندر بہکانے کا یوں ذکر کیا گیا ہے کہ "اگر کوئی آدمی کسی کنواری کو جس کی نسبت نہ ہوئی ہو پھسلا کر اس سے مباشرت کرے" جو کچھ باغ عدن کے اندر ہوا پولس رسول اس سے یقیناً واقف تھا ورنہ وہ کرنتھس کی کلیسیا کو یہ نہ لکھتا کہ "میں ڈرتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح سانپ نے اپنی مکاری سے حوا کو بہکایا اسی طرح تمہارے خیالات بھی اس خلوص اور پاکدامنی سے ہٹ نہ جائیں جو مسیح کے ساتھ ہونی چاہئیے" ۲-کرنتھیوں ۱۱: ۳۔ گناہ میں گر جانے کو پیش نظر رکھتے ہوئے رسول مزید لکھتا ہے کہ "آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں گر گئی" ۱-تمتھیس ۲: ۱۴۔

گر جانے کے بعد خداوند خدا نے حوا سے کہا کہ "میں تیرے دردِ حمل کو بہت بڑھاؤنگا۔ تو درد کے ساتھ بچے جنیگی" پیدائش ۳: ۱۶۔ یہ بیان بذات خود بتاتا ہے کہ اصل میں وہاں کیا ہوا۔ حکم عدولی کے بارے میں یہ ایک منطقی بات ہے اگر حوا نے منہ سے گناہ کیا ہوتا تو اسے دردِ زہ نہیں ہونی چاہئیے تھی۔ آجتک دنیا میں کسی عورت نے کھانے کے بعد بچہ پیدا نہیں کیا۔ خدا جانتا تھا کہ حقیقت میں کیا ہوا اور اسے کس قسم کی سزا کا اعلان کرنا چاہئیے۔ یہی وجہ ہے کہ زمین پر تمام عورتیں اس اصلی گناہ اور حکم عدولی کیوجہ سے عام حالت میں جس طرح خداوند نے کہا درد کے ساتھ بچے جنتی ہیں۔

جو کوئی پیدائش ۳: ۱۳ کے بیان کی کہ "سانپ نے مجھ کو بہکایا تو میں نے کھایا" وضاحت چاہتا ہے اسے اسکا جواب حاصل کرنے کے لئے امثال ۳۰: ۲۰ کو

چاہیئے۔ وہاں لکھا ہے کہ " زانیہ کی راہ ایسی ہی ہے۔ وہ کھاتی ہے اور اپنا منہ پونچھتی ہے اور کہتی ہے میں نے کچھ برائی نہیں کی "

خداوند خدا نے سانپ کو ایسا کرنے پر سزا کا اعلان کرتے ہوئے کہا " اس لئے کہ تو نے یہ کیا تو سب چوپایوں اور دشتی جانوروں میں ملعون ٹھہرا۔ تو اپنے پیٹ کے بل چلیگا اور اپنی عمر بھر خاک چاٹیگا۔ پیدائیش۔ ۳/۱۴۔ اسوقت تک سانپ سیدھا چلا کرتا تھا۔ ورنہ " تو اپنے پیٹ کے بل چلے گا " کے الفاظ کہنا بے معنی ہیں سب سے اہم آئیت یہ ہے کہ " میں تیرے اور عورت کے درمیان اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان عداوت ڈالونگا۔ وہ تیرے سر کو کچلیگا اور تو اس کی ایڑی پر کاٹیگا " جو گواہی خداوند نے یہاں دی ہے اسکے مطابق ہماری بحث دو مختلف نسلوں کے بارے میں ہے۔ اس نے سانپ کی نسل اور عورت کی نسل کا ذکر کیا ہے۔

شیطان نہ ہی تخلیق کر سکتا ہے اور نہ جنم دے سکتا ہے۔ وہ ایک ایسی روح ہے جو نر اور مادہ کی تفریق سے آزاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے ایک ایسے جانور کو استعمال کرنا پڑا جو انسان کے ساتھ ملتا جلتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بول بھی سکتا تھا۔

پیدائیش کے تیسرے باب میں اس گفتگو کو پڑھا جا سکتا ہے جو سانپ اور عورت کے درمیان ہوئی۔ اس میں سوال و جواب اور بحث و تمحیص بھی لکھی گئی ہے۔ صرف لعنت کے بعد سانپ کی ساخت تبدیل ہو گئی اور وہ رینگنے والا جانور بن گیا۔ باغ عدن میں جو بات چیت ہوئی وہ ایک جانے پہچانے سوال کے ساتھ شروع ہوئی کہ " کیا واقعی خدا نے کہا ہے " ابلیس ہمیشہ یہی طریقہ استعمال کرتا ہے۔ وہ خدا کے کلام کے بارے میں انسان کے ذہن میں شک پیدا کر دیتا ہے۔ اس نے حوا کو خدا کے کلام کے بارے میں بحث میں الجھا لیا اور بڑی مہارت کے ساتھ اسکے غلط معنی نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسکے بعد ایک بہت بڑا جھوٹ بولا گیا کہ " تم ہرگز نہ مرو گے۔۔ تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے " یہ بات بہت اچھی لگی اسلیے حوا اسکے لئے گر گئی۔ اس میں کیا اچھائی تھی کہ ان کی آنکھیں تو کھل گئیں اور انکو نیک و بد کی پہچان بھی حاصل ہو گئی لیکن خدا سے جدائی اور موت میں ڈالے جانے کے بعد؟

کے ایک افسر فوطیفار کی بیوی نے دیکھا کہ یوسف خوبصورت اور حسین ہے۔ لکھا ہے کہ "ان باتوں کے بعد یوں ہوا کہ اس کے آقا کی بیوی کی آنکھ یوسف پر لگی اور اس نے اس سے کہا کہ میرے ساتھ ہم بستر ہو" جب یوسف نے اسکی بات نہ مانی تو اس نے یہ کہتے ہوئے الزام لگایا کہ "دیکھو وہ ایک عبرانی کو ہم سے مذاق کرنے کیلئے ہمارے پاس لے آیا۔ یہ مجھ سے ہم بستر ہونے کو اندر گھس آیا اور میں بلند آواز سے چلانے لگی" پیدائش ۳۹: ۷۔۱۶۔ جب کسی لڑکے یا لڑکی کو جال میں پھنسا کر بہکا لیا جاتا ہے تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ وہ نہ تو آئیس کریم کھاتے ہیں اور نہ دودھ پیتے ہیں۔ خروج ۲۲: ۱۶ کے اندر بہکانے کا یوں ذکر کیا گیا ہے کہ "اگر کوئی آدمی کسی کنواری کو جس کی نسبت نہ ہوئی ہو پھسلا کر اس سے مباشرت کرے" جو کچھ باغ عدن کے اندر ہوا پولس رسول اس سے یقیناً واقف تھا ورنہ وہ کرنتھس کی کلیسیا کو یہ نہ لکھتا کہ "میں ڈرتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح سانپ نے اپنی مکاری سے حوا کو بہکایا اسی طرح تمہارے خیالات بھی اس خلوص اور پاکدامنی سے ہٹ نہ جائیں جو مسیح کے ساتھ ہونی چاہئیے" ۲۔ کرنتھیوں ۱۱: ۳۔ گناہ میں گر جانے کو پیش نظر رکھتے ہوئے رسول مزید لکھتا ہے کہ "آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں گر گئی" ۱۔ تمتھیس ۲: ۱۴۔

گر جانے کے بعد خداوند خدا نے حوا سے کہا کہ "میں تیرے دردِ حمل کو بہت بڑھاؤنگا۔ تو درد کے ساتھ بچے جنیگی" پیدائش ۳: ۱۶۔ یہ بیان بذات خود بتاتا ہے کہ اصل میں وہاں کیا ہوا۔ حکم عدولی کے بارے میں یہ ایک منطقی بات ہے اگر حوا نے منہ سے گناہ کیا ہوتا تو اسے درد زہ نہیں ہونی چاہئیے تھی۔ آجتک دنیا میں کسی عورت نے کھانے کے بعد بچہ پیدا نہیں کیا۔ خدا جانتا تھا کہ حقیقت میں کیا ہوا اور اسے کس قسم کی سزا کا اعلان کرنا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ زمین پر تمام عورتیں اس اصلی گناہ اور حکم عدولی کی وجہ سے عام حالت میں جس طرح خداوند نے کہا درد کے ساتھ بچے جنتی ہیں۔

جو کوئی پیدائش ۳: ۱۳ کے بیان کی کہ "سانپ نے مجھ کو بہکایا تو میں نے کھایا" وضاحت چاہتا ہے اسے اسکا جواب حاصل کرنے کے لئے امثال ۳۰: ۲۰ کو

چاہیئے۔ وہاں لکھا ہے کہ " زانیہ کی راہ ایسی ہی ہے۔ وہ کھاتی ہے اور اپنا منہ پونچھتی ہے اور کہتی ہے میں نے کچھ برائی نہیں کی"

خداوند خدا نے سانپ کو ایسا کرنے پر سزا کا اعلان کرتے ہوئے کہا "اس لئے کہ تونے یہ کیا تو سب چوپایوں اور دشتی جانوروں میں ملعون ٹھہرا۔ تو اپنے پیٹ کے بل چلیگا اور اپنی عمر بھر خاک چاٹیگا۔ پیدائیش۔ ۳/ ۱۴ ۔ اسوقت تک سانپ سیدھا چلا کرتا تھا۔ ورنہ "تو اپنے پیٹ کے بل چلے گا" کے الفاظ کہنا بے معنی ہیں سب سے اہم آئیت یہ ہے کہ " میں تیرے اور عورت کے درمیان اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان عداوت ڈالونگا۔ وہ تیرے سر کو کچلیگا اور تو اس کی ایڑی پر کاٹیگا" جو گواہی خداوند نے یہاں دی ہے اسکے مطابق ہماری بحث دو مختلف نسلوں کے بارے میں ہے۔ اس نے سانپ کی نسل اور عورت کی نسل کا ذکر کیا ہے۔

شیطان نہ ہی تخلیق کر سکتا ہے اور نہ جنم دے سکتا ہے۔ وہ ایک ایسی روح ہے جو نر اور مادہ کی تفریق سے آزاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے ایک ایسے جانور کو استعمال کرنا پڑا جو انسان کے ساتھ ملتا جلتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بول بھی سکتا تھا۔

پیدائیش کے تیسرے باب میں اس گفتگو کو پڑھا جا سکتا ہے جو سانپ اور عورت کے درمیان ہوئی۔ اس میں سوال و جواب اور بحث و تمحیص بھی لکھی گئی ہے۔ صرف لعنت کے بعد سانپ کی ساخت تبدیل ہو گئی اور وہ رینگنے والا جانور بن گیا۔ باغ عدن میں جو بات چیت ہوئی وہ ایک جانے پہچانے سوال کے ساتھ شروع ہوئی کہ "کیا واقعی خدا نے کہا ہے" ابلیس ہمیشہ یہی طریقہ استعمال کرتا ہے۔ وہ خدا کے کلام کے بارے میں انسان کے ذہن میں شک پیدا کر دیتا ہے۔ اس نے حوا کو خدا کے کلام کے بارے میں بحث میں الجھا لیا اور بڑی مہارت کے ساتھ اسکے غلط معنی نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسکے بعد ایک بہت بڑا جھوٹ بولا گیا کہ "تم ہرگز نہ مرو گے۔۔ تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے" یہ بات بہت اچھی لگی اسلیے حوا اسکے لئے گر گئی۔ اس میں کیا اچھائی تھی کہ ان کی آنکھیں تو کھل گئیں اور انکو نیک و بد کی پہچان بھی حاصل ہو گئی لیکن خدا سے جدائی اور موت میں ڈالے جانے کے بعد؟

قبول نہیں کر سکتا تھا ۔ یہ بات اس کی اصل مرضی کے برعکس تھی ۔ جو فعل اس کی اصل مرضی کے برعکس سرزد ہوتا ہے وہ کبھی خدا کی مرضی کے تابع ہونے کے تیار نہیں ہوتا ۔

آدم نے یقیناً اس کا سامنا کیا کہ اسکی پیاری حوا جو اس کے بدن کا حصہ تھی وہ مزید کنواری نہ رہی ۔ اس نے اپنے آپ کو پہلے سانپ کے حوالے کیا اور بعد میں اپنا پہلا تعلق آدم کے ساتھ قائم کیا ۔ یوں گناہ میں گرنے کا واقعہ پیش آیا ۔ ان دونوں ملاپوں سے جو یکے بعد دیگرے عمل میں آئے قائین اور ہابل پیدا ہوئے ۔

دور حاضرہ میں بھی ایسے جوڑوں نے جنم لیا ہے جن کے دو باپ تھے ۔ ان میں سے دو جانے پہچانے واقعات سویڈن اور فرانس میں رونما ہوئے ۔ سٹاک ہوم میں مسز بجورلین نے ایک ہی وقت کالے اور بورے رنگ کے بچے کو جس کی آنکھیں نیلی تھیں جنم دیا ۔ اس کے شوہر نے اس بچے کی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیا جو بظاہر اسکا نہ تھا ۔ عدالت کے اندر مسز بجورلین نے اعتراف کیا کہ اس کے ایک کالے شخص کے ساتھ تعلقات تھے اور اس نے ایک دن دونوں کے ساتھ ہم بستری کی ۔ مارسائیلے فرانس میں مسز ڈوول نے بھی کالے اور گورے رنگ کے بچوں کو جنم دیا ۔

جو کوئی پیدائش ۔ ۴/۱۵ ۔ کو احتیاط کے ساتھ پڑھے گا وہ اس بات کو معلوم کرے گا کہ گر جانے کے بعد خدا نے دو نسلوں کا ذکر کیا ہے ۔ یہ شروع ہی سے تھیں ۔ ایک روحانی اور دوسری جسمانی ۔

گو یہ عجیب ہے لیکن سچ ہے کہ پرانے عہد نامے کے نسب ناموں میں قائین کو ایک دفعہ بھی آدم کا بیٹا نہیں کہا گیا ۔ اور نہ ہی آدم کو کسی ایک جگہ قائین کا باپ ظاہر کیا گیا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حوا کو " تمام زندوں کی ماں کہا گیا ہے " پیدائش ۔ ۳/۲۰ ۔ لیکن آدم کو تمام زندوں کا باپ نہیں کہا گیا ۔ اگر قائین آدم کا پہلوٹھا بیٹا ہوتا تو وہ خدا کے خاص ریکارڈ میں خاص توجہ کا حامل ہوتا ۔

جب حوا نے پہلے بیٹے کو جنم دیا تو اس نے کہا کہ " مجھے خداوند کی مدد سے ایک مرد ملا ۔ پیدائش ۔ ۴/۱ ۔ اس بات کو صحیح طور پر سمجھنا بہت ضروری ہے ۔ یہ زمین پر پہلی پیدائش تھی ۔ اور اس وقت وہاں کوئی دائی ۔ ڈاکٹر یا مددگار نہ تھی جو

جو اس موقع پر اسکی مدد کر سکتی۔ دردزہ بہت زیادہ تھی۔ آدم کے پاس اس کا کوئی حل نہ تھا اس لئے وہ اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ اس حالت میں حوا نے اپنی دردزہ میں خداوند کو پکارا۔ یہ ایک قابل فہم بات ہے جس کی بعد میں حوا نے بھی تصدیق کی۔ بائیبل کے اندر قائین اور ہابل کے درمیان آدم اور حوا کے ملاپ کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ درحقیقت پاک کلام اس پر صاف روشنی ڈالتا ہے۔

دوسری آئیت میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ "پھر قائین کا بھائی ہابل پیدا ہوا" معلوم ہوتا ہے کہ جب یوحنا رسول نے یہ لکھا کہ "قائین کی مانند نہ بنیں جو اس شریر سے تھا" ۱۔یوحنا۔۳/۱۲۔ تو وہ جو کچھ عدن میں ہو چکا تھا اس سے واقف تھا۔ اس بیان کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ آدم شریر تھا جس سے خدا کے کلام کے مطابق قائین پیدا ہوا۔ یہی رسول ایمانداروں کو لکھتا ہے کہ "۔۔۔تم اس شریر پر غالب آگئے ہو" ۱۔یوحنا۔۲/۱۳۔۱۴۔ یہاں شیطان کا ذکر کلام کے دیگر حوالوں کی طرح کیا گیا ہے۔ مکاشفہ۔۲۰/۲۔میں اس کو اژدہا یعنی پرانا سانپ۔ ابلیس اور شیطان کہا گیا ہے۔ خدا کے پاک کلام میں ایسے بہت سے حوالے ہیں جہاں شیطان کو شریر کہا گیا ہے۔ خدا تمام کا تمام اچھا ہے جبکہ شیطان اس کے برعکس ہے۔ خداوند کی دعا میں ہم کو یہ سکھایا گیا ہے کہ "ہمیں آزمائیش میں نہ ڈال بلکہ برائی سے بچا" متی۔۶/۱۳۔ اس سے ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ برا کون ہے جس کا بیٹا قائین تھا جو تمام بے دینی کی باتوں کا منبع ہے۔

قائین حسد اور جھگڑے سے بھرا ہوا تھا۔ وہ پہلا ہلاک کرنے والا اور قاتل تھا جبکہ شیطان شروع ہی سے قاتل ہے۔ یوحنا۔۸/۴۴۔ اس نے آسمان پر قتل نہیں کیا بلکہ زمین پر۔ قائین کے لئے آدم کی نسل سے جو خدا کی صورت پر تھا آنا ناممکن تھا۔ خدا سے کوئی برائی نہیں نکل سکتی۔ شیطان سانپ کو انسانی نسل میں داخل ہونے کے لئے استعمال کر رہا تھا۔ اسی قسم کی چالاکی کے ساتھ وہ اسے ہلاکت اور موت میں پھینک رہا ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر خدا کے لئے ضروری ہوا کہ وہ انسانی جامے میں آکر ہمیں شیطان کی طاقت سے آزاد کرائے۔ جونہی نجات یافتہ لوگ اپنی میراث کو حاصل کر لیں گے ان کو دوبارہ ان کی اسی حالت میں واپس لایا جائے گا جو خدا نے ان کے لئے مقرر کر رکھی ہے اور وہ خدا کے ساتھ تمام دنیا پر راج کریں گے۔

حنوک آدم سے ساتویں پشت پر تھا۔ یہوداہ۔ ۱۴۔ اس نسب نامے میں قائین یقینی طور پر شمار نہیں کیا گیا۔ ہابل کو قتل کر دیا گیا اور اس کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لئے نسب نامے کا سلسلہ سیت سے آگے بڑھتا ہے۔ خدا کا کلام اس بات میں بھی بڑا صاف اور روشن ہے۔ آدم۔ سیت۔ انوس۔ قینان۔ محلل ایل۔ یارد اور حنوک ۔ پیدائیش۔ ۵/ ۶۔ ۱۸۔

جس طرح اصل گناہ کی وجہ سے عورت کے درد زہ قائم ہیں اسی طرح مرد کے لئے ختنہ بھی قائیم ہے۔ جب خدا نے ابرہام اور اسکی نسل کے ساتھ عہد باندھا اس نے ختنے کا تقاضہ کیا۔ خدا نے کہا کہ "۔ میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے اور جسے تم مانوگے سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے" پیدائیش۔ ۱۷/ ۱۰۔ ختنے کو ابدی عہد کا نشان کہا گیا ہے۔ پیدائیش۔ ۱۷/ ۱۳۔ جو کوئی ختنہ کرانے سے انکار کرتا تھا اس کو اپنے لوگوں میں سے کاٹ دیا جاتا تھا۔ ۱۷/ ۱۴۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے اس بات کو نہ سمجھ سکا کہ عہد کہاں ٹوٹا ہے۔ جب موسی اپنے بیٹے کا ختنہ کرنا بھول گیا تو خدا اس کو مار دینے لگا۔ "تب صفورہ نے چقمق کا ایک پتھر لیکر اپنے بیٹے کی کھلڑی کاٹ ڈالی اور اسے موسی کے پاؤں پر پھینک کر کہا تو بے شک میرے لئے خونی دلہا ٹھہرا" خروج۔ ۴/ ۲۵۔

متی کے تیرویں باب کے اندر خداوند نے دو مختلف بیجوں کا بڑی صفائی کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ "اس نے جواب میں کہا کہ اچھے بیج کا بونے والا ابن آدم ہے اور کھیت دنیا ہے اور اچھا بیج بادشاہی کے فرزند اور کڑوے دانے اس شریر کے فرزند ہیں۔ متی۔ ۱۳/ ۳۷۔ ۳۸۔ جو لوگ شریر کے قبضے میں تھے اور انہوں نے اپنے دلوں کو سخت کر رکھا تھا ان کی بابت خداوند نے کہا کہ "تم اپنے باپ ابلیس سے ہو اور اپنے باپ کی خواہشوں کو پورا کرنا چاہتے ہو۔ وہ شروع ہی سے خونی ہے اور سچائی پر قائم نہیں رہا کیونکہ اس میں سچائی ہے نہیں" یوحنا۔ ۸/ ۴۴۔

سانپ کی نسل اتنی حقیقت ہے جتنی کہ عورت کی نسل۔ سانپ کی نسل قائین تھا اور عورت کی نسل یسوع مسیح۔ پولس نے موعودہ نسل کا ذکر کرتے ہوئے اس خیال پر بڑا زور ڈالا ہے۔ گلتیوں۔ ۳/ ۱۶۔ میں لکھتا ہے کہ "۔ ابرہام اور اسکی نسل سے

وعدے کئے گئے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ نسلوں سے جیسا کہ بہتوں کے واسطے کہا جاتا ہے بلکہ جیسا ایک کے واسطے کہ تیری نسل کو اور وہ مسیح ہے" یہ وہ نسل ہے جس کے لئے وعدہ کیا گیا کہ "شریعت کیا رہی؟ وہ نافرمانیوں کے سبب سے بعد میں دی گئی کہ اس نسل کے آنے تک رہے.." گلتیوں۔ ۳: ۱۹۔ پرانے عہد نامہ میں ہم یوں پڑھتے ہیں کہ "جب اس کی جان گناہ کی قربانی کیلئے گزرانی جائیگی تو وہ اپنی نسل کو دیکھے گا" یسعیاہ۔ ۵۳۔ ۱۰۔ یہ خدا کا قانون ہے کہ ہر چیز اپنی جنس کے موافق پیدا ہو۔

ہمیں اس عداوت کو بھی یاد رکھنا چاہئیے جو خدا نے دونوں نسلوں کے درمیان ڈالی ہے۔ لکھا ہے کہ " میں تیرے اور عورت کے درمیان اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان عداوت ڈالونگا" پیدائیش۔ ۳: ۱۵۔ سانپ کی مدد سے شیطان خدا کی ترتیب کو بگاڑنے کے لئے انسانی نسل میں داخل ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ خدا کو انسانی جامہ پہن کر آنا پڑا کہ اس دشمنی۔ گناہ اور موت کو دور کر دے۔ افسیوں۔ ۲: ۱۳۔ ۱۶۔ خداوند نے اپنے جسم کے بدن میں مخلصی کے کام کو پورا کیا تاکہ مخلصی یافتہ لوگوں کے درمیان رہ سکے۔ اس نے انکو شیطانی اثر سے نکال کر اپنی بادشاہی میں داخل کیا ہے۔ رسول کلسیوں۔ ۲: ۱۵۔ میں لکھتا ہے کہ اس نے حکومتوں اور اختیاروں کو اپنے اوپر سے اتار کر ان کا برملا تماشہ بنایا اور صلیب کے سبب سے ان پر فتح یابی کا شادیانہ بجایا چونکہ شیطان انسانی گوشت اور خون میں آیا اس لئے خدا کو بھی یہی رخ اختیار کر کے بیٹے کی صورت میں رونما ہونا پڑا۔ وہ ہماری زندگی۔ ہماری جان کی مخلصی اور اپنے ساتھ میل کرنے کے بارے میں فکرمند تھا جو صرف خدا کے برے کے بہائے ہوئے خون کے باعث ہی ممکن تھا۔ نجات دہندہ کے اندر یہودی خون نہ تھا بلکہ یہ صرف الہی۔ خالص اور پاکیزہ خون تھا جس میں خدا کی زندگی تھی۔ اس کے اندر جیسا سائینس مختلف ڈھانچوں کی بنا پر ارتقائی عمل کا ذکر کرتی ہے اس کا بھی عمل دخل نہ تھا۔ صرف وضع مختلف تھی جو بیرونی طور پر بھی مختلف نظر آتی تھی۔ یہوداہ کے خط میں غیر جسم کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ پولس رسول کہتا ہے کہ "سب گوشت یکساں نہیں بلکہ آدمیوں کا گوشت اور

چوپاؤں کا گوشت اور ۔ پرندوں کا گوشت اور ہے ۔ مچھلیوں کا گوشت اور "ا ۔کرنتھیوں ۱۵/ ۳۹ ۔فی الحقیقت غیر جسم کی بھی ایک نسل تھی ۔

ہمارے پاس انسانی تواریخ میں ایک کڑی کی کمی ہے جسے سائنس دان ایک عرصے سے تلاش کر رہے ہیں ۔ جن مختلف ڈھانچوں کو وہ جانتے ہیں ان کی بنیاد پر وہ کہتے ہیں کہ ایک اور قسم بھی جو اپنا وجود رکھتی تھی ۔ لیکن اسکا جواب اور مکاشفہ کسی سائینس کی کتاب میں نہیں ملے گا ۔ یہ صرف بھیدوں کی اس کتاب میں ملے گا جس کا نام بائیبل ہے اور جو سب بھیدوں کی حامل ہے ۔

ایک قسم سانپ اور حوا کے ملاپ سے وجود میں آئی اور وہ قائین کی نسل تھی جس نے آدم کی بیٹی کے ساتھ شادی کی ۔ جیسا سمجھا جاتا ہے آدم اور حوا کے بہت سے بیٹے اور بیٹیاں تھیں ۔ اس کے بارے میں لکھا ہے کہ "۔۔ سیت کی پیدائیش کے بعد آدم آٹھ سو برس جیتا رہا اور اس سے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں ۔ پیدائیش ۔ ۵ / ۴ ۔ اس کے بعد دو نسلوں کے ملاپ سے ایک اور نسل وجود میں آئی ۔ بائیبل کے اندر قائین کی اولاد کو انسان کے بیٹے کہا گیا ہے ۔ ان میں ابھی تک لوسیفر کی کشش موجود تھی ۔ سیت کی اولاد کو خدا کے بیٹے کہا گیا ہے ۔ کلام میں لکھا ہے کہ " خدا کے بیٹوں نے آدمیوں کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وہ خوبصورت ہیں اور جنکو انہوں نے چنا ان سے بیاہ کر لیا " پیدائیش ۔ ۶ / ۲ ۔ اس اختلاط کی وجہ سے خدا نے تمام انسانی نسل کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا ۔ مسیح کو پاک نسل کے ذریعے جسم میں آنا تھا ۔ طوفان کے بعد صرف ایک نوع ہی موجود تھا جس کا آدم کے ساتھ تعلق تھا ۔ لکھا ہے کہ " نوع کے بیٹے جو کشتی سے نکلے سم حام اور یافت تھے ۔ اور حام کنعان کا باپ تھا ۔ یہ تینوں نوع کے بیٹے تھے اور ان ہی کی نسل ساری زمین پر پھیلی " پیدائیش ۔ ۹ / ۱۸ ۔ ۱۹ و ۔ اعمال ۔ ۱۷ / ۲۶ ۔

روحانی طور پر بھی آخر تک دو ہی نسلیں ہونگی ۔ متی ۔ ۱۳ / ۳۸ ۔ عدالت کا کام خدا کے ہاتھ میں ہے ۔ وہ اپنے لوگوں کو جانتا ہے ۔ بے شک ہر ایک کے پاس اپنے آپ کو پرکھنے کا موقع موجود ہے ۔ جو کوئی خدا کے کلام کو جس طرح وہ خدا کے منہ سے نکلا اسی طرح مانتا اور اس پر عمل کرتا ہے وہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ خدا کا تخم ہے ۔

# اکیسواں باب

## راستبازی

انسان پر سزا کا حکم صادر ہو جانیکی وجہ سے اس کے لئے راستباز ہونا بہت ضروری ہے۔ راستبازی کا مقابلہ بے گناہی کے فتوئے کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو ملزم ٹھہرایا گیا ہے وہ بالکل قصوروار نہیں اور جو جرم اس پر عاید کیا گیا تھا وہ ثابت نہیں ہوا۔ گویا جو شخص عدالت میں پیش ہوا ہے اس نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس پر اسے سزا دی جائے۔ چونکہ ملزم نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا اس لئے الزام لگانے والے کو اپنے مقدمے سے دستبردار ہونا پڑا۔ اور مقدمہ داخل دفتر کر دیا گیا۔

ایک طرف تو انسان خدا کے سامنے گناہگار ہے اس لئے اسے معافی کی ضرورت ہے۔ لیکن اسے اس راستبازی کا تجربہ حاصل کرنا ضروری ہے جو خدا کے نظریے کے مطابق ہے۔ خدا انسان کو مسیح کے کفارے اور معافی کے بعد یوں دیکھتا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔ "معاف کرو لیکن بھولو نہیں" کے محاورے کا اطلاق صرف ہم پر ہی ہوتا ہے۔ گو ہم ایک دوسرے کو دل سے معاف کر دیں تو بھی ہمیں وہ باتیں دوبارہ یاد دلائی جاتی ہیں جو کبھی سرزد ہوئیں۔ لیکن خدا کے ہاں یہ مختلف ہے۔ وہ گناہ کو معاف کرتا ہے اور پھر کبھی یاد نہیں کرتا۔ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی شخص کی زندگی کے پوشیدہ رازوں کو کھودے۔ اگر خدا نے اسے راستباز ٹھہرایا ہے تو جو کوئی ایسا کرتا ہے وہ اپنے آپکو مجرم ٹھہراتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی پوری معافی کے ذریعے راستباز ٹھہرانے والی قدرت کا انکار کرتا ہے۔

چونکہ انسان دوسرا موقع حاصل کئے بغیر ایک بار گناہ کی حالت میں پیدا ہوا اس لئے خدا کو اسے شریعت کے مطابق راستباز ٹھہرانے کی غرض سے عدالت اور سزا کو خود اپنے اوپر لینا پڑا۔ اس نے بیٹے کی صورت میں کفارہ دیا اور یوں اسے

مکمل راستبازی واپس دی۔ کلام میں لکھا ہے کہ "۔ وہ ہماری خطاؤں کے سبب سے گھائل کیا گیا اور ہماری بدکرداری کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اس پر سیاست ہوئی تاکہ اس کے مار کھانے سے ہم شفا پائیں۔ "یسعیاہ۔ ۵۳/۵۔

رومیوں کے نام اپنے خط کے اندر پولس رسول نے بائبل کی راستبازی کو بڑی صفائی کے ساتھ سکھایا اور دکھایا ہے کہ اس کا کس طرح تجربہ کیا جا سکتا ہے۔ یسوع مسیح کی خوشخبری اور راستبازی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے وہ لکھتا ہے کہ "۔ میں انجیل سے شرماتا نہیں۔ اس لئے کہ وہ ہر ایک ایمان لانے والے کے واسطے پہلے یہودی پھر یونانی کے واسطے نجات کے لئے خدا کی قدرت ہے۔ اس واسطے کہ اس میں خدا کی راستبازی ایمان سے اور ایمان کے لئے ظاہر ہوتی ہے جیسا لکھا ہے کہ راستباز ایمان سے جیتا رہیگا "رومیوں۔ ۱/۱۶۔ ۱۷۔

خدا نے انسان کو نہ صرف موت اور تباہی سے بچایا ہے بلکہ اسے مکمل راستبازی اور الٰہی نیکوکاری بھی واپس دی ہے۔ اعمال کے ذریعے ذاتی راستبازی صرف ذاتی نیکوکاری کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ لیکن اگر ہمیں خدا کی راستبازی دی جائے تو ہمیں ذاتی راستبازی کی ضرورت نہیں پڑتی۔ خدا کے سامنے اس کی کوئی قدر نہیں۔ نیز یہ فائدہ پہنچانے کی بجائے ہمارے لئے ایک رکاوٹ بن جاتی ہے۔ اسکے بارے میں لکھا ہے کہ " شریعت کے اعمال سے کوئی بشر اسکے حضور راستباز نہیں ٹھہرے گا۔ اس لئے کہ شریعت کے وسیلہ سے تو گناہ کی پہچان ہی ہوتی ہے رومیوں۔ ۳/۲۰۔

خدا کے اعلیٰ اقتدار کے ذریعے انسان کو اس کی کھوئی ہوئی اور مجرمانہ حالت سے نکال کر دوبارہ اس کی اصلی حالت میں واپس لایا گیا ہے۔ یہ خداوند یسوع مسیح کی خوشخبری کی روح ہے۔ خدا نہ صرف ہمیں معاف کرتا ہے بلکہ ہمیں اپنی پاکیزگی بھی بخشتا ہے۔ لکھا ہے کہ "۔ خدا کی وہ راستبازی جو یسوع مسیح پر ایمان لانے سے سب ایمان لانے والوں کو حاصل ہوتی ہے کیونکہ کچھ فرق نہیں۔ اسلئے کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں۔ مگر اس کے فضل کے سبب سے اس مخلصی کے وسیلہ سے جو مسیح یسوع میں ہے مفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں" رومیوں۔ ۳/ ۲۲۔ ۲۴۔

ہمیں خدا کے پیغام ۔ یسوع مسیح کی خوشخبری کی طرف ضرور توجہ دینی چاہیئے اور اسے اس کے صحیح مقام پر رکھنا چاہیئے ۔ بے شک یہ نجات کا جلالی پیغام ہے جو دنیا کے کناروں تک سنایا جارہا ہے ۔ بنی نوع انسان کا خدا کے ساتھ میل ہو چکا ہے ۔ لکھا ہے کہ " ۔ اسی وقت اس کی راستبازی ظاہر ہو تاکہ وہ خود بھی عادل رہے اور جو یسوع پر ایمان لائے اس کو بھی راستباز ٹھہرانے والا ہو " رومیوں ۔ ۳/ ۲۶ ۔ یہ ایمان کسی مذہب کے بانی یا فرقے پر نہیں جو اس الٰہی راستبازی کا سبب بنتا ہے بلکہ یہ یسوع مسیح پر سچا ایمان ہے جس میں خدا نے انسانیت کے ساتھ ملاپ کر کے اس زمین پر اپنے ساتھ صلح کر لی ۔ اس کے بارے میں لکھا ہے کہ " ۔ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انسان شریعت کے اعمال کے بغیر ایمان کے سبب سے راستباز ٹھہرتا ہے " رومیوں ۔ ۳/ ۲۸

یہ بات بالکل واضح ہے کہ پولس رسول مکمل طور پر راستبازی کی سچائی کے ذریعے اوپر اٹھایا گیا تھا ۔ اسلئے اسکا ذکر وہ کئی ابواب میں کرتا ہے ۔ تیسرے باب سے لیکر آٹھویں تک وہ نجات کے منصوبے کا مکمل تعارف کراتا ہے ۔ جو کچھ خدا نے پہلے عنایت کر رکھا ہے اسے ہر شخص کو ایمان سے حاصل کرنے کی ضرورت ہے ۔ اور اسکے لئے اسے شکرگزار بھی ہونا چاہیئے ۔ جو کوئی اسے اپنے اعمال سے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ خدا کے پورے کئے ہوئے کام کو کبھی بھی نہ پہچان سکے گا جو کچھ ہم کرنیکی کوشش کرتے ہیں وہ محض خدا کے کئے ہوئے کام کے آگے رکاوٹ کا سبب بنتا ہے ۔ لکھا ہے کہ " ۔ جو شخص کام نہیں کرتا بلکہ بے دین کے راستباز ٹھہرانے والے پر ایمان لاتا ہے اس کا ایمان اس کے لئے راستبازی گنا جاتا ہے " رومیوں ۔ ۴/ ۵ ۔

ہمیں ابرہام سے ایک نہایت ہی اہم سبق حاصل ہوتا ہے ۔ خدا نے اس کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ہمیں خدا کے وعدے کو قبول کر کے اپنے آپ یا اردگرد کے ماحول پر نظر نہیں کرنی چاہیئے بلکہ جو کچھ خدا نے کہا ہے اس پر دل سے ایمان لانا چاہیئے اس قسم کا انسان چیزوں کو اس طرح دیکھے گا جیسے وہ پہلے ہی موجود تھیں اور ان کے لئے خدا کی تعریف کرے گا ۔ ایسا آدمی ایمان کے بھروسے پر زندگی گزارتا اور اس بات کا پختگی سے قائل ہے کہ جو کچھ خدا نے کہا ہے وہ اسے پورا کرے گا ۔

رومیوں کے پانچویں باب میں رسول مزید لکھتا ہے کہ " ۔ جب ہم ایمان سے راستباز ٹھہرے تو خدا کے ساتھ اپنے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے صلح رکھیں " ۵/۱ ۔ یہاں وہ یہ بتا رہا ہے کہ چونکہ ہمیں ایمان کے وسیلہ سے فضل کے تخت تک رسائی حاصل ہے اس لئے ہم ہر حالت میں جلالی امید پر خوشی کا اظہار کریں ۔ وہ راستبازی کی عظیم سچائی پر بار بار زور دے کر کہہ رہا ہے کہ " پس جب ہم اسکے خون کے باعث اب راستباز ٹھہرے تو اس کے وسیلہ سے غضب الٰہی سے ضرور ہی بچیں گے " رومیوں ۔ ۵/۹ ۔ یہاں وہ یسوع مسیح مصلوب اور اس کے بیش قیمت خون پر سچا ایمان لا کر راستباز ٹھہرنے پر زور دے رہا ہے

رسول اس عظیم سچائی کا خلاصہ یوں بیان کرتا ہے کہ " غرض جیسا ایک گناہ کے سبب سے وہ فیصلہ ہوا جس کا نتیجہ سب آدمیوں کی سزا کا حکم تھا ویسا ہی راستبازی کے ایک کام کے وسیلہ سے سب آدمیوں کو وہ نعمت ملی جس سے راستباز ٹھہر کر زندگی پائیں ۔ کیونکہ جس طرح ایک ہی شخص کی نافرمانی سے بہت سے لوگ گنہگار ٹھہرے اسی طرح ایک کی فرمانبرداری سے بہت سے لوگ راستباز ٹھہریں گے " رومیوں ۔ ۵/۱۸ ۔ ۱۹ ۔ یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ آدم کی وجہ سے تمام لوگوں کو سزا بھگتنی پڑ رہی ہے ۔ تاہم ۔ ہم اس بات کا یقین کر سکتے ہیں کہ یہ سزا ہم سے اٹھالی گئی اور خدا سے معافی حاصل کر لینے کے بعد ہم راستباز ٹھہر چکے ہیں ۔

چھٹے باب میں رسول ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ہم یسوع مسیح کے ساتھ مصلوب ہو کر جلائے جا چکے ہیں تاکہ نئی زندگی میں چلیں ۔

رومیوں کا ساتواں باب انسان کی بے بسی کا ذکر کرتا ہے ۔ یہاں انسان گناہ سے بہکائے جانے اور فریب کھانے کیوجہ سے غضب الٰہی کی مشکلات کا سامنا کر رہا ہے ۔ جہاں کہیں حکم ہے وہاں اس کی عدولی بھی ہے ۔ شریعت کے احکام دیئے جانے کے بغیر انسانیت راستبازی کے کاموں سے واقف نہ ہوتی ۔ شریعت اسلئے دی گئی کہ انسان کو اسکی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے پکڑا جائے ۔ عادل منصف نے اپنی شریعت اور سزا کے فیصلے کو استعمال کرتے ہوئے ان سب کے لئے مخلصی اور فضل کو پیش کیا جو اسکو قبول کرنے کے لئے تیار ہوں ۔ لکھا ہے کہ " ۔ ۔ ۔ رحم انصاف پر غالب آتا ہے " یعقوب ۔ ۲/۱۳ آخری حصہ ۔

انسان سب سے پہلے اس بات کو پہچانتا ہے کہ وہ بہت سی عادات و جذبات وغیرہ کا غلام ہے۔ اس کے بعد وہ چلاتا ہے کہ " جو میں کرتا ہوں اس کو نہیں جانتا کیونکہ جس کا میں ارادہ کرتا ہوں وہ نہیں کرتا بلکہ جس سے مجھ کو نفرت ہے وہی کرتا ہوں۔ اور اگر میں اس پر عمل کرتا ہوں جس کا ارادہ نہیں رکھتا تو میں مانتا ہوں کہ شریعت خوب ہے۔ پس اس صورت میں اس کا کرنے والا میں نہ رہا بلکہ گناہ ہے جو مجھ میں بسا ہوا ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مجھ میں یعنی میرے جسم میں کوئی نیکی بسی ہوئی نہیں البتہ ارادہ تو مجھ میں موجود ہے مگر نیک کام مجھ سے بن نہیں پڑتے ۔۔۔ ہائے میں کیسا کمبخت آدمی ہوں۔ اس موت کے بدن سے مجھے کون چھڑائیگا۔" رومیوں ۔۷/ ۱۵ تا ۲۴۔ ہر ایک جو خداوند کے پاس آنے کا تجربہ رکھتا ہے اسے اس اندرونی عوامل میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس کے بغیر خدا کی طرف حقیقی طور پر پھرنا ناممکن ہے

آٹھویں باب کے اندر جو لوگ مسیح کے وسیلہ سے راستباز ٹھہر چکے ہیں ان کے لئے حقیقی الوہیت کا تجربہ پیچھا کرتا ہے۔ جو مخلصی کے پورے کئے ہوئے کام کے ذریعے راستباز ٹھہرتا ہے وہ چلا اٹھتا ہے کہ "۔ اب جو مسیح یسوع میں ہیں ان پر سزا کا حکم نہیں" رومیوں ۸ / ۱۔ جو لوگ خدا کے ساتھ صلح کر لیتے ہیں وہ اس کے آرام میں داخل ہو جاتے ہیں۔

شیطان جو بھائیوں پر الزام لگانیوالا ہے اور اسکے خدمت گزار راستباروں کے خلاف ہمیشہ الزام تراشی کریں گے۔ پولس بظاہر اس حالت سے واقف ہونیکی وجہ سے ہماری طرف سے یوں لکھتا ہے کہ" خدا کے برگزیدوں پر کون نالش کریگا؟ خدا وہ ہے جو ان کو راستباز ٹھہراتا ہے۔ کون ہے جو مجرم ٹھہرائیگا؟ مسیح یسوع وہ ہے جو مر گیا بلکہ مردوں میں سے جی بھی اٹھا اور خدا کی دہنی طرف ہے اور ہماری شفاعت بھی کرتا ہے" رومیوں ۔۸ / ۳۳ ۔ ۳۴ ۔

حقیقی راستبازی کوئی تعلیم نہیں بلکہ ایک تجربہ ہے۔ راستبازی معافی کا دوسرا حصہ ہے۔ چونکہ انسان گنہگار تھا اس لئے خدا کو اسے سزا دینی پڑی۔ لیکن خون کی قدرت اور مخلصی سے جرم کی قیمت ادا کر دی گئی۔ اس کے بعد گو شیطان لگاتار کوشش کرتا ہے تو بھی مزید الزام تراشی کی گنجائش ممکن نہیں۔ اس نے یہی کام مارٹن لوتھر کے ساتھ بھی کیا جس نے ایمان کی ضمانت حاصل کی اور راستبازی

مارٹن لوتھر کے ساتھ بھی کیا تھا جس نے ایمان پر بھروسہ کیا اور وہ راستبازی کا تجربہ پا کر چلا اٹھا کہ "راستباز ایمان سے جیتا رہیگا" الٰہی راستبازی ہمارے خداوند یسوع کے پورے کئے ہوئے کام کے ذریعے ایمان سے حاصل ہوتی ہے۔

تبدیل ہونے کے بعد جب انسان کی اپنی زندگی کا خاتمہ ہوتا ہے تو وہ خدا کی طرف رجوع لا کر نئی پیدائش کا تجربہ حاصل کرتا ہے۔ نئی زندگی معافی کے بعد شروع ہوتی ہے۔ جتنی یہ بات یقینی ہے کہ یسوع مسیح دکھ اٹھانے کے بعد مردوں میں سے جی اٹھا اتنی ہی یہ بھی یقینی ہے کہ ہم راستباز ہیں اور ہمیں خدا کی رفاقت میں واپس لایا گیا ہے۔

یعقوب رسول یہ دکھاتا ہے کہ جو لوگ راستباز ٹھہر چکے ہیں ان کا ایمان کس طرح کام کرتا ہے۔ وہ جو کچھ خدا کہتا ہے وہی کرتے اور اپنی فرمانبرداری کو اپنے اعمال سے ثابت کرتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ "پس تو نے دیکھ لیا کہ ایمان نے اس کے اعمال کے ساتھ مل کر اثر کیا اور اعمال سے ایمان کامل ہوا۔ اور یہ نوشتہ پورا ہوا کہ ابرہام خدا پر ایمان لایا اور یہ اس کے لئے راستبازی گنا گیا اور وہ خدا کا دوست کہلایا" یعقوب ۲۔ ۲۲/۲۔ ۲۳۔

اعمال سے انسان راستباز نہیں ٹھہرتا۔ یہ راستباز ٹھہرائے جانے والوں کی فرمانبرداری کا مظاہرہ ہیں۔ جو کوئی خدا کا یقین کرتا ہے وہ خدا کے حکموں پر عمل کرے گا۔ ابرہام کا ایمان تھا کہ خدا اس کے بیٹے اضحاق کو مردوں میں سے جلائے گا اس لئے جس طرح اسکو حکم ملا اس کے مطابق وہ اسے قربان کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ چونکہ وہ ایمان لایا اس لئے اس نے عملی طور پر فرمانبرداری کی۔ یعقوب ان کاموں کا حوالہ نہیں دیتا جو کوئی شخص اپنے تصورات کے ساتھ کرتا ہے بلکہ خدا اور اس کے کلام کی فرمانبرداری کے عمل کا ذکر کرتا ہے۔ جو شخص حقیقی ایمان لاتا ہے وہ ثابت کرے گا کہ جو کچھ خداوند نے کہا ہے وہ درست ہے کہ "جو کچھ میں تم کو حکم دیتا ہوں اگر تم اسے کرو تو میرے دوست ہو" یوحنا ۔ ۱۵/ ۱۴۔ یہ زندہ ایمان کا سانس ہے۔

جو کوئی یسوع مسیح پر ایمان لانے کے وسیلہ سے راستباز ٹھہر چکا ہے وہ خدا کے سامنے ایسے کھڑا ہوتا ہے جس طرح اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ وہ اپنی ابدی حالت میں

بحال ہو چکا ہے اور اب اپنے بدن کی تبدیلی کا انتظار کر رہا ہے۔ جو حقیقت میں ایمان لاتا ہے وہ اپنے متعلق یہ کہے گا کہ ابرہام کی طرح خدا کا فرمانبردار۔ عبرانیوں کے خط میں راستبازوں اور نجات یافتہ لوگوں کے بارے میں یوں لکھا گیا ہے کہ " تم صیون کے پہاڑ اور زندہ خدا کے شہر یعنی آسمانی یروشلیم کے پاس اور لاکھوں فرشتوں۔ اور ان پہلوٹھوں کی عام جماعت یعنی کلیسیا جن کے نام آسمان پر لکھے ہیں اور سب کے منصف خدا اور کامل کئے ہوئے راستبازوں کی روحوں۔ اور نئے عہد کے درمیانی یسوع اور چھڑکاؤ کے اس خون کے پاس آئے ہو ... " ۱۲/۲۲-۲۴۔

# بائیسواں باب
# نئی پیدائیش

**راستبازی** کا تجربہ سابقہ زندگی کا جو خدا کے بغیر تھی خاتمہ کرتا ہے اور نئی روش کو شروع کرتا ہے۔ اگرچہ نجات کا کام ایک ہے تو بھی ہماری زندگیوں کو فضل کے کئی مراحل میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اسلئے مختلف تجربات کے لئے کئی طرح کے محاورے استعمال کئے جاتے ہیں۔

سب سے پہلے یہ بیداری سے شروع ہوتا ہے۔ جو شخص خدا سے جدا ہوتا ہے وہ روحانی طور پر مردہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں زندگی رونما ہونی چاہئیے۔ یہ صرف انجیل کی منادی کے ساتھ خدا کے روح سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ مرحلہ آنے تک ہر شخص روحانی طور پر مردہ ہوتا ہے۔ لوگوں کی اکثریت یہ جانے بغیر کے ان کی زندگیوں میں کسی چیز کی کمی ہے سب خیر سمجھ رہی ہے۔

ایک مذہبی آدمی اپنی عاقبت اور اس سچائی کو بالائے طاق رکھنے کی طرف مائیل ہوتا ہے لیکن اس بات کو نہیں سمجھتا کہ ایک دن ہر ایک کو آخری عدالت میں خدا کے سامنے ذمے دار ہونا پڑے گا۔ بعض ایسے بھی ہیں جو اس بات پر غور تو کرتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ "میں نے کسی کو قتل نہیں کیا۔ میں نے یہ یا وہ نہیں کیا۔ اسلئے یہ اتنی خرابی کی بات نہیں ہونی چاہئیے" لیکن ہمیں بتایا گیا ہے کہ یہ بہت ہی خطرناک ہے۔ ہر ایک کو یہ بات سمجھ لینی چاہئیے کہ خدا کوئی نانا۔ دادا یا ہمارا چچا یا ماموں نہیں جس کے ساتھ اس وقت دل لبھانے والی باتیں کی جا سکیں گی۔ اس وقت خدا ہمارا پیارا نجات دہندہ نہیں ہوگا۔ وہ سب سے عظیم منصف ہوگا۔ وہ اپنے کلام کا پابند ہے اس لئے وہ اس کے مطابق ہی عدالت کرے گا وہ اب بھی اپنے کلام کا پابند ہے اور جو فضل اور معافی حاصل کرتے ہیں وہ مکمل طور پر آزاد اور راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں۔ جو لوگ اسکی مخالفت کرتے اور اپنے لئے اسکی نجات کے منصوبے کو رد کرتے ہیں انکی عدالت راستی کے ساتھ ہوگی

اسی طرح جو خدا کے کلام کے بغیر اپنے طریقے سے کام کرنیکی کوشش کر رہے ہیں

ان کو مایوس ہونا پڑے گا۔ سوال صرف ماننے کا ہی نہیں بلکہ خدا کو اور اس کے کلام کو ماننے کا ہے اور وہ بھی اس منصوبے کے مطابق جو بنی نوع انسان کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ جو کوئی خدا کا یقین نہیں کرتا وہ اس کو جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ ۱۔ یوحنا۔ ۵/۱۰

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ نفسانی آدمی خواہ مذہبی ہی کیوں نہ ہو وہ روحانی باتوں کو نہیں سمجھ سکتا۔ یہ بیداری ضمیر کی بیداری کے ساتھ شروع ہوتی ہے اور وہ اپنی روحانی مردگی کو پہچانتا شروع کرتا ہے۔ پطرس کے پہلے وعظ کے بعد جو اس نے پینتکست کے دن دیا سننے والے حرکت میں آئے اور انہوں نے اندرونی بیداری کا تجربہ حاصل کیا۔ اسکے بعد وہ چلا اٹھے کہ "اے بھائیو ہم کیا کریں" اعمال۔ ۲/۳۷۔

انجیل کی منادی سے لوگوں کو خدا کے مختلف تجربے حاصل ہوتے ہیں۔ جب پطرس کرنیلیس کے گھر میں منادی کر رہا تھا تو جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے منادی کے دوران ہی تبدیلی سے لیکر روح القدس کے بپتسمے تک کا سب تجربہ حاصل کیا۔ اعمال ۱۰/۴۷۔۴۸۔ یہ سب کچھ سننے والوں کے رویئے اور ایمان کی توقعات پر منحصر ہے۔ جہاں کہیں بھی خدا کے کلام کی منادی کی گئی وہاں خدا کے روح نے جنبش کی۔ یہ جانتا اچھی بات ہے کہ کلام کے اندر کوئی مقررہ طریقہ نہیں رکھا گیا۔ جس ایمان کی خدا کے ہاں قدر ہے وہ نجات کے پیغام سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بعد تمام ضروری تجربات جو سننے والوں کے لئے ضروری ہیں حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ سب سے پہلے خدا کا روح ہر ایک کو اپنا جائیزہ لینے کا موقع دیتا ہے اس کے بعد توبہ کا مرحلہ آتا ہے۔ تب انسان ان باتوں پر افسوس کرنا شروع کر دیتا ہے جو درست نہیں تھے۔ اس لئے وہ خدا سے معافی کی درخواست کرتا ہے۔

گناہ کا احساس اس قدر گہرا ہوتا ہے کہ انسان خدا کے سامنے اپنی مکمل نا اہلیت کو پہچانتا شروع کر دیتا ہے۔ تب وہ خدا سے دعا کرتا ہے کہ "اے خداوند میں تیرا اور آسمان کا گنہگار ہوا" اسکے بعد بحالی شروع ہوتی ہے۔ چوری کرنے والا مزید چوری نہیں کرتا۔ جھوٹ بولنے والا جھوٹ نہیں بولتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کے ساتھ مسیح کی جانب حقیقی تبدیلی اور اندرونی تازگی کا عمل شروع ہوتا ہے جو بالآخر نئی پیدائیش کا سبب بنتا ہے۔ جو روح القدس کے ذریعے اس طرح قائل ہوتے ہیں وہ

دعا کرتے وقت کوئی غیر معمولی چیز وقوع میں آتی ہے ۔ یہ خدا کا سب سے اعلی کام ہے ۔ اسکے بعد خدا کے ساتھ صلح ہو جانیکے باعث دل میں نجات کی تسلی رونما ہوتی ہے ۔ جو کوئی توبہ کرتا ہے اسکے اندر ایسے ایمان کا راستہ نکلتا ہے جو اسے یہ ماننے کی حد تک پہنچاتا ہے کہ اسے صرف مسیح ہی بچا سکتا ہے ۔ یہ ایک حقیقی تجربہ ہے ۔ جسے آپ محسوس کر سکتے ہیں " ۔ اسلئے کہ یہ خدا کے روح کی براہ راست جنبش کے ذریعے حاصل ہوتا ہے ۔ اسکے بعد روح ہماری روح کے ساتھ ملکر گواہی دیتا ہے کہ ہم اس کے فرزند ہیں ۔ رومیوں ۔ ۸ / ۱۶ ۔ مسیح میں اس نجات کا تجربہ آج بھی حاصل کیا جا سکتا ہے ۔

جو کوئی خدا کی طرف رجوع کرتا اور اپنا دل کھولتا ہے وہ ہر اس چیز کو حاصل کرتا ہے جس کا اس نے وعدہ کیا ہے ۔ ہمیں درست رویے کے ساتھ خدا کے پاس آنا چاہئیے ۔ اس کے کلام کو سنیں اور اصلی مسیحی کلیسیا کی مانند نجات کا تجربہ حاصل کریں ۔ خدا قابل اعتبار ہے ۔ وہ مکمل طور پر قابل بھروسہ اور وفادار ہے ۔

آج جو نقشہ خدا نے اپنے کلام کے اندر دیا ہے وہ مسخ ہو چکا ہے ۔ اس کی ذمہ دار بہت سی مذہبی تنظیمیں ہیں ۔ یہ افسوسناک بات ہے کہ خدا کی راہ مزید صاف طور پر نہیں دکھائی جارہی ۔

جو لوگ خدا سے بات کرنا چاہتے ہیں انکے لئے لازم ہے کہ وہ بچوں کی مانند بات کریں ۔ گویا جسطرح آپ اسکے اس خط کا جواب دے رہے ہیں جو اس نے ہمارے نام اپنے پاک کلام کے اندر لکھا ہے اور جس کی معرفت وہ اب بھی بات کرتا ہے جبکہ دعا کے ذریعے ہم اسکے ساتھ باتیں کرتے ہیں ۔ وہ ہم پر اپنی کامل مرضی اور ہر اس چیز کو عیاں کرتا ہے جو اس نے ہمارے لئے تیار کر رکھی ہے ۔ دعا کے ذریعے ہم اسکے ہر کام کا شکر ادا کرتے ہیں ۔ یوں ایک انسان خدا کی شخصی رفاقت میں آتا ہے ہم اس بات کا تجربہ بھی حاصل کر سکتے ہیں کہ خدا کا کلام اچانک ہمارے ساتھ شخصی گفتگو کر رہا ہے ۔ بالکل ویسے ہی جیسے یسوع نے نیکدیمس کے ساتھ بات کرتے ہوئے کہا کہ " میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا " یوحنا ۔ ۳ / ۲ ۔ نئی پیدائش کا تجربہ لازمی ہے ۔ اس کے بغیر کوئی خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا ۔ " تعجب نہ کر کہ میں نے تجھ سے

کہا تجھے نئے سرے سے پیدا ہونا ضرور ہے" یوحنا ۔ ۳/ ۷ ۔ نئی پیدائیش کے تجربے
کا دوسرے اوتار یا جنم جسے بعض اوقات نئے سرے سے پیدا ہونیکے ساتھ ملانے کی
کوشش کی جاتی ہے کوئی واسطہ نہیں ۔ جہاتک نئی پیدائیش کے تجربے کا تعلق ہے
یہ جیسا کہ پاک صحیفوں کے اندر سکھایا گیا ہے انسان کسی اور جسم میں ظاہر نہیں
ہوتا بلکہ اپنی زندگی کے دوران جونہی وہ خدا کے کلام پر ایمان لاکر اس کو قبول کر
تا ہے تو روح القدس زندگی میں نئے جنم کا کام سرانجام دیکر اسے نیا بنا دیتا ہے
اس کے بارے میں پولس یوں لکھتا ہے کہ "۔ جب ہمارے منجی خدا کی مہربانی اور
انسان کے ساتھ اسکی الفت ظاہر ہوئی ۔ تو اس نے ہم کو نجات دی مگر راستبازی
کے کاموں کے سبب سے نہیں جو ہم نے خود کئے بلکہ اپنی رحمت کے مطابق نئی
پیدائیش کے غسل اور روح القدس کے ہمیں نیا بنانے کے وسیلہ سے ۔ جسے اس نے
ہمارے منجی یسوع مسیح کی معرفت ہم پر افراط سے نازل کیا ۔ تا کہ ہم اس کے فضل
سے راستباز ٹھہر کر ہمیشہ کی زندگی کی امید کے مطابق وارث بنیں" ططس ۔ ۳/ ۴ ۔ ۷

اسی خط کے دوسرے باب کی گیارھویں آئت میں رسول پہلے ہی کہہ چکا ہے کہ
. خدا کا وہ فضل ظاہر ہوا ہے جو سب آدمیوں کی نجات کا باعث ہے" جو کوئی خدا
کی نظر میں مقبول ہوتا ہے وہ ان باتونکو پہچاننے لگتا ہے جو اسکی نجات کیلئے ضروری
ہیں ۔ خطوط کے اندر یسوع مسیح کی خدمت سرانجام دینے والوں کے تجربات لکھے
گئے ہیں ۔ وہ کل ۔ آج اور ابد تک یکساں ہے ۔ عبرانیوں ۔ ۱۳ : ۸ ۔ یہی وجہ ہے کہ
وہ ہر ایک سے جو اسکے پاس آتا ہے ایک جیسا سلوک کرتا ہے ۔ جو کوئی سچائی کے
کلام کو قبول کرتا ہے وہ ان وعدوں کو حاصل کرنے کا تجربہ حاصل کرتا ہے جنکا ذکر
اس میں کیا گیا ہے ۔ "اس نے اپنی مرضی سے ہمیں کلام حق کے وسیلہ سے پیدا کیا تا
کہ اسکی مخلوقات میں سے ہم ایک طرح کے پہلے پھل ہوں" یعقوب ۔ ۱/ ۱۸ ۔

پطرس رسول اسی خیال کو یوں بیان کرتا ہے کہ " چونکہ تم نے حق کی تابعداری
سے اپنے دلوں کو پاک کیا ہے جس سے بھائیوں کی بے ریا محبت پیدا ہوئی اس لئے
دل و جان سے آپس میں بہت محبت رکھو ۔ کیونکہ تم فانی تخم سے نہیں بلکہ غیر فانی
سے خدا کے کلام کے وسیلہ سے جو زندہ اور قائم ہے نئے سرے سے پیدا ہوئے ہو ۔"
۱ ۔ پطرس ۔ ۱/ ۲۲ ۔ ۲۳ ۔ جو کوئی ان چیزوں کو حاصل کرتا ہے جنکا خدا نے اپنے کلام

ہیں وعدہ کر رکھا ہے وہ خدا کے کلام کا حصہ بن جاتا ہے۔ اور اپنے آپکو اس کی مرضی کے سپرد کر دیتا ہے تب وہ خدا کے منصوبے میں درست طور پر شامل کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ایسے لوگ تمام باتوں کو خدا کے کلام کے نقشے کے ساتھ متعین کرتے ہیں۔ نجات یافتہ لوگوں کو نجات دہندہ کی مانند بننا پڑے گا تاکہ جس طرح وہ دیکھتا ہے اسی طرح ہم بھی دیکھیں اور جس بات کی وہ خواہش کرتا ہے اسی کی ہم بھی کرتے ہیں۔

چونکہ تبدیلی کے عمل۔ نئی زندگی اور نئی پیدائیش کے تجربے میں پورا انسان شامل ہوتا ہے اسلئے ہم یسوع مسیح کی پیروی کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ پیروی کرنے کا مطلب کلام میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے۔ زندگی میں خداوند ایک اعلیٰ مقام حاصل کرتا ہے اور اگر ضروری ہو تو ہمیں اپنے حقوق سے دستبردار ہونا پڑتا ہے۔ اسکا مطلب ہے کہ اپنی بیوی یا شوہر۔ بھائی بہنوں۔ ماں باپ۔ بچوں یا دوستوں کو خدا کی بادشاہی کی خاطر چھوڑنا۔ لوقا ۱۸۰/۲۹۔ ان معاملات میں ایسا قدم صرف اسی وقت ہی اٹھانا ضروری ہوتا ہے جب خاندان کے باقی افراد ایمان نہیں لاتے اس لئے ان کا پیچھا چھوڑنا پڑتا ہے۔ مسیح کی پیروی کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ ہم کسی خانقاہ میں جا بیٹھیں یا کسی ضابطے کو اپنا لیں بلکہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں خدا کو پہچانتا اور اس کی مرضی کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ کشادہ راستہ اپنے تمام نتایج سمیت پیچھے رہ جاتا ہے۔ کوئی شخص دو مالکوں کی نہ تو خدمت کر سکتا ہے اور نہ ایک ہی وقت میں دو راستوں پر چل سکتا ہے۔ اس کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔ جو راستہ ہم نے چنا ہے اسکی گواہی ہماری زندگی دیتی ہے۔

کلام کے مطابق روح کے نئے ہونے کا تعلق دل کے ساتھ ہوتا ہے۔ لکھا ہے کہ "میں تمکو نیا دل بخشونگا اور نئی روح تمہارے باطن میں ڈالونگا اور تمہارے جسم میں سے سنگین دل نکال ڈالونگا اور گوشتین دل تم کو عنایت کرونگا" حزقی ایل۔ ۳۶/۲۶

اندرونی انسانیت کے نئے ہو جانے کے بعد ہمیں پرانی انسانیت کو چھوڑنے کا عظیم کام کرنا ہوتا ہے۔ حق بات تو یہ ہے کہ ہر شخص تھوڑی بہت دہری زندگی بسر کرتا ہے۔ جو کچھ ہم لوگوں کو دکھانے کی کوشش کرتے ہیں اصل میں ہم وہ نہیں ہوتے۔ ہر ایک شخص کے دو چہرے ہیں۔ ایک دفعہ تو وہ اسطرح دکھائی دیتا ہے اور دوسری

دفعہ فرق۔ اس سلسلے میں ہمیں صفائی کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئیے۔ رسول لکھتا ہے "کہ تم اگلے چال چلن کی اس پرانی انسانیت کو اتار ڈالو جو فریب کی شہوتوں کے سبب سے خراب ہوتی جاتی ہے۔ اور اپنی عقل کی روحانی حالت میں نئے بنتے جاؤ اور نئی انسانیت کو پہنو جو خدا کے مطابق سچائی کی راستبازی اور پاکیزگی میں پیدا کی گئی ہے" افسیوں۔ ۴/۲۲۔ ۲۴۔ مندرجہ ذیل میں ان باتوں کا ذکر کیا گیا ہے جو نئی زندگی میں نہیں ہونی چاہئیں۔

جب انسان کا ضمیر بیدار ہو جاتا ہے اور اسے روحانی موت سے باہر نکال لیا جاتا ہے تو خدا کا روح ان باتوں کو یاد دلاتا ہے جو اس کی نظر میں درست ہیں۔ جو ایمان لاتا ہے وہ اس کلام کی تصدیق کرتا ہے کہ "اس جہان کے ہم شکل نہ بنو بلکہ عقل نئی ہو جانے سے اپنی صورت بدلتے جاؤ تاکہ خدا کی نیک اور پسندیدہ اور کامل مرضی تجربہ سے معلوم کرتے رہو" رومیوں۔ ۱۲/۲۔ جو کوئی یسوع مسیح کی پیروی کرتا ہے وہ گلے میں صلیب نہیں لٹکاتا بلکہ مسیح مصلوب کی لعن طعن کو اٹھا کر تنگ راستے پر چلتا ہے جو ابدی زندگی کی طرف لے جاتا ہے۔ متی۔ ۱۶/۲۶۔

پولس گلتیوں کا خط ان الفاظ کے ساتھ ختم کرتا ہے کہ "خدا نہ کرے کہ میں کسی چیز پر فخر کروں سوائے اپنے خداوند یسوع مسیح کی صلیب کے جس سے دنیا میرے اعتبار سے مصلوب ہوئی اور میں دنیا کے اعتبار سے" گلتیوں۔ ۶/۱۴۔ جو لوگ اپنے آپ کو مردہ کر چکے ہیں وہی یسوع کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ باقی سب کچھ محض اچھی نیت ہی ہے جو بار بار معدوم ہو جاتی ہے۔ نجات یافتہ لوگ خدا کو خوش کرنے والوں میں شمار کئے گئے ہیں۔

تاہم اس سلسلے میں کئی باتیں غلط ہیں۔ بائیبل کے محاورے استعمال کئے جا رہے ہیں لیکن بائیبل کے حقیقی تجربے کی پیروی نہیں کی جا رہی۔ ابتدائی مسیحیت میں پہلی صدیوں کے دوران اور تمام زمانوں کے حقیقی ایمانداروں۔ حتہ کہ بیسویں صدی میں بھی یہ ممکن ہے کہ آپ جہاں بھی ہوں یسوع مسیح کا تجربہ حاصل کر سکیں۔ آپ کو اپنی گہری مذہبی قابلیت دکھانے کی خاطر کسی خانقاہ میں واپس آنے یا درمیانی کی ضرورت نہیں کہ ذاتی راستبازی کی قید میں زندگی گزاریں۔ شروع میں رسولوں اور ایمانداروں نے یسوع مسیح کے ساتھ اپنی جگہ۔ گھرانے۔ گاؤں یا

شہر میں بالکل معیاری زندگی بسر کی۔ ان کی یسوع مسیح کے ساتھ رفاقت تھی اور وہ فضل کے تجربے کی زندہ گواہی تھے۔ خدا کی قوت کے ذریعے نجات یافتہ شخص کے لئے ممکن ہے کہ وہ خدا کے کلام کی مقررہ حد کے اندر معیاری زندگی گزار سکے۔ اس کے اندر شادی۔ کاروبار اور تمام فطرتی حلقہ اثر شامل ہے۔ سوال یہ نہیں کہ ہمیں اس دنیا سے باہر نکال لیا جانا چاہیئے بلکہ تمام دنیاوی باتیں مجھ سے نکالی جانی چاہئیں۔

# تنتیسواں باب
# تقدیس

جسطرح پولس رسول نے کیا اسیطرح مسیح کا ہر ایک سچا خادم بائیبل کی سچائیوں کو پیش کرنے میں ایسا محتاط ہو گا کہ انکے ذریعے ایماندار لوگ خداوند کو خوش کرنے والی زندگی بسر کر سکیں۔ رومیوں۔ ۱۵/ ۱۶ میں لکھا ہے "کہ میں خدا کی خوشخبری کی خدمت کاہن کی طرح انجام دوں تاکہ غیر قومیں نذر کے طور پر روح القدس سے مقدس بن کر مقبول ہو جائیں"۔

تقدیس کا تجربہ پوری خوشخبری کی منادی کا ایک حصہ ہے۔ اسکے لئے مندرجہ ذیل حوالے کو غلط نہیں سمجھا جا سکتا کہ "سب کے ساتھ میل ملاپ رکھنے اور اس پاکیزگی کے طالب رہو جس کے بغیر کوئی خداوند کو نہ دیکھے گا" عبرانیوں۔ ۱۲/ ۱۴۔ اس عبارت کو بڑی سنجیدگی سے قبول کرنا چاہیے۔ جو لوگ ایمان کے ذریعے راستباز ٹھہر چکے ہیں اور وہ روح کے نئے ہونے اور نئی پیدائش کا تجربہ حاصل کر چکے ہیں ان کو بتایا گیا ہے کہ وہ پاکیزگی کے بغیر خدا کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا پہلی قیامت۔ بدن کی تبدیلی اور اوپر اٹھائے جانے میں کوئی حصہ نہ ہو گا اس لئے وہ برہ کی شادی کی ضیافت میں شریک نہ ہو سکیں گے۔ گو کہ یہ ہمارا عظیم مقصد اور نشانہ ہے۔ جو اس کو دیکھنے کا ایمان رکھتے ہیں وہ اس کی صورت پر تبدیل ہونگے۔ ۱۔ یوحنا۔ ۲/ ۳۔ ۳ میں یوں لکھا ہے کہ "عزیزو۔ ہم اس وقت خدا کے فرزند ہیں اور ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہونگے۔ اتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو گا تو ہم بھی اس کی مانند ہونگے کیونکہ اسکو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے۔ اور جو کوئی اس سے یہ امید رکھتا ہے اپنے آپکو ویسا ہی پاک کرتا ہے جیسا وہ پاک ہے" اسوقت خداوند کی وہ بات پوری ہو گی جو اس نے اپنے پہاڑی وعظ میں کہی کہ "مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے"۔ متی۔ ۵/ ۸۔

نجات یافتہ لوگ خدا کے پاک کلام میں خدا کے روح کے وسیلہ سے پاک صاف

کئے گئے ہیں۔ وہ ان وعدوں کا یقین کرتے ہیں جو خدا نے کئے ہیں اور ان کے مطابق انکی تکمیل دیکھتے ہیں۔ ۲۔ کرنتھوں۔ ۷/۱۔ میں مرقوم ہے کہ "۔ اے عزیزو چونکہ ہم سے ایسے وعدے کئے گئے آؤ ہم اپنے آپکو ہر طرح کی جسمانی اور روحانی آلودگی سے پاک کریں اور خدا کے خوف کے ساتھ پاکیزگی کو کمال تک پہنچائیں "اس سے پچھلے باب میں بتایا گیا ہے کہ یہ کن لوگوں کا گروہ ہے۔ انہوں نے خدا کے کلام کی طرف توجہ دی اور وہ کلام کی تمام غلط تعلیم سے باہر نکلے اور خدا کے ساتھ چلنے لگے۔ وہ سچ مچ اس کے لوگ ہیں۔ انکو باہر نکالا گیا ہے اس لئے جو کچھ خدا کے کلام کے مطابق نہیں اسے رد کرتے ہیں۔ وہ اس نصیحت کو بھی اپناتے ہیں کہ "۔۔۔۔ ناپاک چیز کو نہ چھوؤ تو میں تم کو قبول کر لونگا اور تمہارا باپ ہونگا اور تم میرے بیٹے بیٹیاں ہوگے۔ یہ خداوند قادر مطلق کا قول ہے۔" ۲۔ کرنتھیوں ۔۶/۱۶۔۱۸۔

پہلی آئیت میں دو حالتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک کا تعلق بدن کی ناپاکی اور دوسری کا روح کی ناپاکی کے ساتھ ہے جو بالآخر جان کو داغدار کرتی ہے۔ پاکیزگی کے عمل میں پورا انسان شامل ہوتا ہے۔ مسیح نے جو اپنی کلیسیا کو بہت زیادہ پیار کرتا ہے اور اپنے آپ کو فدیہ میں دے دیا اسکے مقصد کو بھی بتایا ہے افسیوں۔ ۵/۲۶۔۲۷۔ میں یوں لکھا ہے کہ "۔ اس کو کلام کے ساتھ پانی سے غسل دے کر اور صاف کر کے مقدس بنائے۔ اور ایک ایسی جلال والی کلیسیا بنا کر اپنے پاس حاضر کرے جسکے بدن میں داغ یا جھری یا کوئی اور ایسی چیز نہ ہو بلکہ پاک اور بے عیب ہو"

نجات یافتہ لوگ اس قسم کی حالت میں اپنے نجات دہندہ سے ملاقات کریں گے۔ اس پاکزگی کے بارے میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ "کلام کے ساتھ پانی سے غسل دیکر" ان الفاظ کو آسانی کے ساتھ سمجھا جاسکتا ہے۔ کلام کے کچھ حصوں کو ادھر ادھر چھڑکنے سے نہیں بلکہ پورے طور پر خدا کے کلام میں جو روح اور سچائی ہے غوطہ لینے سے۔ پورے انسان کو روح جان اور بدن سمیت خدا کے کلام کے تابع کیا جاتا ہے تاکہ وہ خدا کی مرضی کو مجبوری کی حالت میں نہیں بلکہ آزادی اور رضامندی سے پورا کرے۔ کلام کے ساتھ پانی کا یہ غسل ہمیں تمام

غیر الہامی رسومات اور بری عادات کو صاف کر کے تمام بندھنوں سے آزاد کرتا ہے۔ ہمارے خداوند نے کہا کہ "اب تم اس کلام کے سبب سے جو میں نے تم سے کیا پاک ہو" یوحنا۔ ۱۵/ ۳۔ ہم اپنی زندگیوں کا مقابلہ کلام کے ساتھ کرنے کے بعد جو کچھ خدا کی مرضی کے مطابق نہیں ہوتا اس کو درست کرتے ہیں۔

روح اور کلام سے صفائی صرف اسی وقت ممکن ہوتی ہے جب کوئی مکمل طور پر اپنے آپ کو کلام کے سپرد کرتا ہے۔ ہمارا خداوند یسوع صرف ہماری نجات کی خاطر ہی پیدا نہیں ہوا بلکہ وہ ہماری راستبازی اور پاکیزگی بھی ہے۔ لکھا ہے کہ "۔ تم اسکی طرف سے مسیح یسوع میں ہو جو ہمارے لئے خدا کی طرف سے حکمت ٹھہرا یعنی راستبازی اور پاکیزگی اور مخلصی" ۱۔کرنتھیوں۔ ۱/ ۳۰۔ اس عبارت کے فوراً بعد ہم یوں پڑھتے ہیں کہ "۔ جیسا لکھا ہے ویسا ہی ہو کہ جو فخر کرے وہ خداوند پر کرے" ۱۔کرنتھیوں۔ ۱/ ۳۱۔ جن لوگوں نے خدا کا تجربہ اس گہرائی سے کیا ہے وہ اپنے آپکو سر بلند نہیں کرتے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ انکا اپنا کمال نہیں بلکہ خداوند کا ہے۔ بدیں وجہ صرف اسی کی تعریف کی جانی چاہیئے اور سارا جلال اسی کو ملنا چاہیئے۔ "کیونکہ ہم اسی کی کاریگری ہیں اور مسیح یسوع میں ان نیک اعمال کے واسطے مخلوق ہوئے جنکو خدا نے پہلے سے ہمارے کرنے کے لئے تیار کیا تھا" افسیوں۔ ۲/ ۱۰۔ خدا نے ہر بات کی فکر کی اور اس نے ان چیزوں کو بھی ہمارے کرنے کے لئے تیار کیا۔ ہمیں صرف ان میں چلنے کی ضرورت ہے۔

یسوع نے ہمارے سامنے اس سچائی کو رکھا ہے اور دکھایا ہے کہ پاکیزگی کا کیا مطلب ہے اور اس کا اس نے پہلے ہی بندوبست کر رکھا ہے۔ "انہیں سچائی کے وسیلہ سے مقدس کر۔ تیرا کلام سچائی ہے۔ جس طرح تو نے مجھے دنیا میں بھیجا اسی طرح میں نے بھی انہیں دنیا میں بھیجا۔ اور ان کی خاطر میں اپنے آپکو پاک کرتا ہوں۔ تاکہ وہ بھی سچائی کے وسیلہ سے مقدس کئے جائیں۔" یوحنا۔ ۱۷/ ۱۷۔ ۱۹۔ خدا کی نظر میں وہی پاکیزگی مستند ہے جو سچائی کے کلام میں ہے اور وہ بذات خود پاک ہے۔ کلام کی فرمانبرداری کے بغیر ہماری اپنی تمام کوششیں بیکار ہیں۔

پاک کلام کے اندر پاکیزگی کا محاورہ سب سے پہلے خدا کیلئے استعمال ہوا۔ وہ پاک ہے۔ اس کے بعد جو کچھ اس کی طرف سے صادر ہوا وہ بھی پاک ہے۔

اس کے لوگ پاک ہیں۔ خروج۔ ۱۹/۶۔ اس کے کاہن اپنے بلاوے اور مخصوصیت کے اعتبار سے پاک ہیں۔ احبار۔ ۲۱/۔ سردار کاہن کے لئے لکھا گیا کہ "خداوند کیلئے مقدس" خروج۔ ۲۸/۳۶۔ جو چیزیں اور لوگ خدا کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں صرف وہی پاک اور خاص خدمت کے لئے الگ کئے گئے ہیں۔

یسعیاہ نبی نے جب خداوند کو اسکے تخت پر دیکھا اور آسمانی لوگوں کو یہ پکارتے سنا کہ "قدوس قدوس قدوس خداوند رب الافواج ہے" یسعیاہ۔ ۶/۳۔ تو یہ تجربہ اس کے لئے نہایت ہی ہیبت ناک تھا۔ یوحنا رسول نے بھی جب خداوند کو تخت پر دیکھا تو اس نے بھی اسی قسم کا واقعہ تحریر کیا کہ "ان چاروں جانداروں کے چھ چھ پر ہیں اور چاروں طرف اور اندر آنکھیں ہی آنکھیں ہیں اور رات دن بغیر آرام لئے یہ کہتے رہتے ہیں قدوس۔ قدوس۔ قدوس۔ خداوند خدا قادر مطلق جو تھا اور جو ہے اور جو آنے والا ہے" مکاشفہ ۴/۸۔ پاک اور کامل خدا مکمل طور پر پاک کرتا ہے۔ وہ الگ کرتا۔ باہر بلاتا اور چھڑاۓ ہوئے لوگوں کو اپنے آپ میں شریک کرتا ہے۔ "اس لئے کہ پاک کرنے والا اور پاک ہونے والے سب ایک ہی اصل سے ہیں۔ اسی باعث وہ انہیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا۔۔ عبرانیوں۔ ۲/۱۱۔

چونکہ یسوع مسیح نجات دہندہ خدائے قدوس سے نکلا اس لئے اسکو بھی خدا کا قدوس کہا گیا ہے۔ جو کوئی خدا سے نئی زندگی حاصل کرتا ہے وہ دراصل یسوع مسیح کی زندگی حاصل کرتا ہے جس میں اسکی تمام اوصاف پائی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اصلی پاکیزگی خدا کے کلام کے ذریعے ملتی ہے۔ "پاک ہو اس لئے کہ میں پاک ہوں" پولس رسول ایماندار کلیسیاؤں کو بار بار مقدس اور پیارے کہہ کر پکارتا ہے۔ ۱۔ کرنتھیوں۔ ۱/۲۔ میں لکھتا ہے کہ "خدا کی اس کلیسیا کے نام جو کرنتھس میں ہے یعنی انکے نام جو مسیح یسوع میں پاک کئے گئے اور مقدس لوگ ہونیکے لئے بلائے گئے ہیں" افسیوں کے ایمانداروں کو لکھتا ہے کہ "۔ ان مقدسوں کے نام جو افسس میں ہیں" فلپیوں کو لکھتا ہے کہ "۔۔ فلپی کے سب مقدسوں کے نام" فلپیوں۔ ۱/۱۔ کلسیوں کو لکھتا ہے کہ "۔ خدا کے برگزیدوں کی طرح جو پاک اور عزیز ہیں دردمندی اور مہربانی اور فروتنی اور حلم اور تحمل کا لباس پہنو"

دیکھئے ۔ کلسیوں ۔ ۳ : ۱۲ ۔
خدا کے نزدیک سب کچھ ممکن ہے ۔ وہ نجات یافتہ لوگوں کو پہلے ہی بلائے ہوئے ۔ پاک صاف ۔ مقدس اور اپنی خاص ملکیت سمجھتا ہے ۔ چونکہ ہم نے خدا کے پاک کلام کو اپنی زندگیوں اور دلوں میں رکھ لیا ہے اسلئے ہم پہلے ہی پاک ہیں ۔ اس کی حضوری اسکے لوگوں کو پاک کرتی ہے ۔ پولس رسول تقدیس کو ایمان اور سچائی کے ساتھ جوڑتا ہے ۔ ۲ ۔ تھسلنیکیوں ۔ ۲ / ۱۳ ۔
جو کوئی یسوع مسیح کا تجربہ پہلی صدی کے مسیحی ایمانداروں کی طرح نہیں کرتا وہ دنیا کی لذتوں سے منہ موڑ کر خواہ کتنا ہی پاک ہونیکی کوشش کرے اس میں خدا کی زندگی نہیں ہو سکتی ۔ ہاں ۔ خدا کے فضل کا تجربہ کرنے ۔ بلائے جانے دنیاوی چیزوں سے علیحدگی ۔ نئی پیدائش اور اس کی ملکیت بن جانے کے بعد ہی اس کی پاک حضوری سے مقدس بنائے جاتے ہیں ۔ جو اسکے کلام کی عزت کرتے ہوئے اپنے آپکو پورے طور پر مخصوص کر کے اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں وہ سچائی کے ذریعے مقدس کئے جاتے ہیں ۔ اسی طرح جو تبدیلی کا تجربہ حاصل کرتے اور کسی خاص مقصد کے لئے اعلیٰ بلاہٹ حاصل کرتے ہیں وہ دنیاوی خوشی کے طالب نہیں ہوتے ۔ کیونکہ یہ لکھا ہے کہ " دنیا اور اس کی خواہش دونوں مٹتی جاتی ہیں لیکن جو خدا کی مرضی پر چلتا ہے وہ ابد تک قائم رہیگا " ۱ ۔ یوحنا ۔ ۲ / ۱۷ ۔ اس کا تعلق صرف ان باتوں کے ساتھ ہی نہیں جو دس احکام میں پائی جاتی ہیں بلکہ شخصی زندگی کے ساتھ بھی ہے جس کی بابت اناجیل ۔ پہاڑی وعظ اور خطوط میں لکھا گیا ہے ۔ جنکو خدا مقدس بناتا ہے وہ اس کے کلام کو اپنے دلوں میں لئے پھرتے ہیں ۔ وہ اس پر عمل پیرا ہوتے اور جو کچھ وہ کہتا ہے اس کو پورا کرتے ہیں ۔
پولس رسول اس قسم کے ایمانداروں کو یوں لکھتا ہے کہ " خدا جو اطمینان کا چشمہ ہے آپ ہی تمکو بالکل پاک کرے اور تمہاری روح اور جان اور بدن ہمارے خداوند یسوع مسیح کے آنے تک پورے پورے اور بے عیب محفوظ رہیں تمہارا بلانے والا سچا ہے وہ ایسا ہی کرے گا " ۱ ۔ تھسلنیکیوں ۔ ۵ / ۲۳ ۔ ۲۴ ۔
پاک کلام کیتھولک کلیسیا میں رائج پاک بزرگ یا مرنے کے بعد مقدسین کی فہرست میں نام درج کرنے کی رسم سے واقف نہیں ۔ یہ مرے ہوئے ان لوگوں کو

بلانے سے بھی واقف نہیں جو مقدس سمجھے جاتے ہیں۔ اس طرح کا رواج غلط رہنمائی ہے۔ لاکھوں لوگ ان مقدسوں کو پکارتے ہیں جنکا کوئی وجود ہی نہیں۔ ہمیں خدا کو پکارنے کے لئے کہا گیا ہے اور ان لوگوں کو نہیں جو چل بسے ہیں۔ جن کو اس قسم کا عمل کرنے کی ہدایت دی جاتی ہے ان کو یہ معلوم ہو گا کہ اس کا تعلق مشرق بعید کے مذہبی ایمان کے ساتھ ہے۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسکے ذریعے وہ اپنے مرے ہوئے آباؤ اجداد کے ساتھ رابطہ قائم کرتے ہیں۔ حقیقی برکت اور پاکیزگی صرف پاک اور مبارک خدا سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ جو کوئی اس دنیا میں اپنی زندگی کے دوران پاک اور مبارک نہیں وہ یقیناً موت کے بعد بھی نہیں ہو سکتا۔ مردہ لوگوں کیلئے دعائیں کرنا بھی خدا کے کلام کے برخلاف اور لاحاصل ہے۔

پطرس رسول عظیم اور جلالی دن کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایمانداروں کو نصیحت کرتا ہے کہ " جب یہ سب چیزیں اس طرح پگھلنے والی ہیں تو تمہیں پاک چلن اور دینداری میں کیسا کچھ ہونا چاہیئے۔ اور خدا کے اس دن کے آنے کا کیسا کچھ منتظر اور مشتاق رہنا چاہئے جسکے باعث آسمان آگ سے پگھل جائیں گے اور اجرام فلک حرارت کی شدت سے گل جائیں گے " ۲۔پطرس۔۳/۱۱۔۱۲۔

اس بات پر ضرور زور دینا چاہئے کہ ہماری اپنی کوشش کافی نہ ہوگی تقدیس ہماری زندگیوں میں خدا کے فضل کا کام ہے۔ ہم اسے "ہاں کہکر" جواب دیں اور اس کے پورے کلام کو قبول کر کے اسکے مطابق زندگی گزاریں۔ پاکیزگی اس لئے ممکن ہے کہ مسیح نے ہماری مخلصی کیلئے اپنے آپکو رضامندی کے ساتھ قربان کر دیا۔ عبرانیوں۔۱۰/۱۰۔ میں لکھا ہے کہ " اسی مرضی کے سبب سے ہم یسوع مسیح کے جسم کے ایک ہی بار قربان ہونیکے وسیلہ سے پاک کئے گئے ہیں

# چوبیسواں باب
## خدا کے پاک روح سے بپتسمہ

جن لوگوں نے حقیقی نجات کا تجربہ حاصل کیا ہے وہ اپنی تبدیلی کی تصدیق کے لئے بائبل کے مطابق خدا وند یسوع مسیح کے نام میں غوطے کا بپتسمہ لیتے ہیں۔ اس طرح سے ایک شخص خدا کی طرف سے نئے عہد نامہ کے عہد کو تسلیم کرنیکی تصدیق کرتا ہے۔ اسکے بعد ایمان لانیوالے شخص کے ایمان کے جواب میں خدا روح القدس سے بپتسمہ دیتا ہے۔ یہ ایک مافوق الفطرت تجربہ ہے جسے ایماندار پینتکست کے روز سے حاصل کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اس مضمون پر کئی جلدیں لکھی جا سکتی ہیں۔ لیکن اس تشریح کے ذریعے ہم صرف چند اہم نقاط کو ہی چھوئیں گے۔ سب سے پہلے ہمیں ان وعدوں کو تسلیم کرنا چاہئے جو روح القدس حاصل کرنے کے بارے میں قبل از وقت کئے گئے تھے۔ مثال کے طور پر۔ پینتکست کے دن پطرس نے روح القدس سے بھر کر اس واقعہ کو یوایل نبی کی پیشنگوئی کے ساتھ منسلک کیا۔

کوئی شخص اس تجربے پر نہ تو اثر انداز ہو سکتا ہے اور نہ اس کو مہیا کر سکتا ہے۔ یہ مکمل طور پر مافوق الفطرت تجربہ ہے جو ان لوگوں کو ملتا ہے جن پر خدا اپنا فضل کرتا ہے۔ پطرس رسول نے کہا کہ "۔ یہ وہ بات ہے جو یوئیل نبی کی معرفت کہی گئی ہے کہ۔ خدا فرماتا ہے کہ آخری دنوں میں ایسا ہو گا کہ میں اپنے روح میں سے ہر بشر پر ڈالونگا اور تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں نبوت کرینگی۔ اور تمہارے جوان رویا اور بڈھے خواب دیکھیں گے" اعمال۔ ۲/ ۱۶ تا ۱۷۔ چونکہ خدا کے نزدیک ایک دن ہزار سال کے برابر ہے۔ ۲/ پطرس۔ ۳ ۔ ۸ ۔ اس لئے "آخری دنوں" کا محاورہ آخری دو ہزار سالوں کی طرف اشارہ کرتا ہے اور یہ غیر قوموں کے زمانے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

کلام مقدس کے ان گنت وعدوں میں سے صرف ایک وعدے کو باپ کا وعدہ کہا گیا ہے۔ اپنے جی اٹھنے کے چالیس دنوں کے خاتمے پر ہمارے خداوند نے اپنے شاگردوں کو خدا کی بادشاہی کی باتوں کے بارے میں سکھایا لیکن جو کچھ اس نے انہیں کہا وہ کوئی اچھا مشورہ نہ تھا بلکہ ایک حکم تھا۔ لکھا ہے کہ "۔ ان سے مل کر انکو حکم دیا کہ یروشلیم سے باہر نہ جاؤ بلکہ باپ کے اس وعدہ کے پورا ہونے کے منتظر رہو جسکا ذکر تم مجھ سے سن چکے ہو۔ کیونکہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا مگر تم تھوڑے دنوں کے بعد روح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے" اعمال ۔ ۱/۴ ۔ ۵ ۔

اس وقت تک شاگردوں کو بھی اس بات کا علم نہ تھا کہ خدا کی دلچسپی صرف بنی اسرائیل کے ساتھ ہی نہیں بلکہ باقی تمام قوموں کے ساتھ بھی ہے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ "پس انہوں نے جمع ہو کر اس سے پوچھا کہ اے خداوند کیا تو اسی وقت اسرائیل کو بادشاہی پھر عطا کریگا؟ اس نے ان سے کہا ان وقتوں اور معیادوں کا جاننا جنہیں باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے تمہارا کام نہیں" اعمال ۔ ۱/ ۶ ۔ ۷ ۔ ان الفاظ کے بعد جی اٹھے ہوئے خداوند نے اپنے حکم کو مکمل کیا کہ "۔ جب روح القدس تم پر نازل ہو گا تو تم قوت پاؤ گے اور یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے ۔" اعمال ۔ ۱/ ۸

خدمت کیلئے تیار ہونے اور یسوع مسیح کی خوشخبری کو دنیا کی انتہا تک سنانے کے لئے روح القدس کو حاصل کرنا نہایت ہی ضروری ہے ۔ یسوع مسیح کے حقیقی گواہوں کے پاس اسکی جی اٹھنے والی قوت کے تجربے کے ساتھ ساتھ روح القدس کا اختیار بھی ہونا چاہئے ۔ رسولی دنوں اور انکے بعد ایمان لانے والوں کو یہی تجربہ ملا ۔ یہ تجربہ صرف ان کو ملتا ہے جو ایمان لاتے ہیں ۔ جب پولس افسس کے ایمانداروں کو ملا تو اس نے ان سے براہ راست یہ سوال کیا کہ "کیا تم نے ایمان لاتے وقت روح القدس پایا؟" اعمال ۔ ۱۹/ ۲ ۔

کبوتر کی مانند اس پر نازل ہوا اور آسمان سے آواز آئی تو میرا پیارا بیٹا ہے۔ تجھ سے میں خوش ہوں۔" لوقا۔ ۳/ ۲۱۔ ۲۲۔ یسوع ابن آدم جونہی دعا کرنے لگا تو آسمان کھل گیا اور روح القدس دیدنی صورت میں کبوتر کی مانند نیچے اترا۔ ابتدا میں خدا کی روح پانیوں کی سطح پر جنبش کرتی تھی۔ پیدائیش۔ ۱۔ دراصل خدا کی روح کی کوئی صورت نہیں تاہم وہ جس طرح چاہے اپنے آپکو ظاہر کر سکتا ہے

کبوتر کی تشبیہ کو برے کی تشبیہ کی طرح آسانی کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے۔ خدا کے بیٹے کی شکل برے کی طرح نہیں بلکہ وہ انسانوں کی طرح سیدھا چلا کرتا تھا۔ لیکن یہ تشبیہ نجات کے لئے آسمانی منصوبے کو پیش نظر رکھ کر دی گئی ہے۔ قربان کیا جانے والا برہ تمام جانوروں میں سب سے زیادہ حلیم ہے اور کبوتر کے اندر پتہ نہیں ہوتا بلکہ وہ اندر سے پاک ہوتا ہے۔ ایک عرصہ ہوا کہ نوح نبی نے کشتی میں سے ایک کبوتر کو اڑایا کہ وہ پنجہ ٹیکنے کی جگہ پائے۔ جبکہ خدا کے روح نے کبوتر کی شکل میں نیچے اتر کر خدا کے برے پر پنجہ ٹیکنے کی جگہ پائی۔ خدا اپنے آپکو کئی طریقوں سے عیاں کر سکتا ہے اور وہ ابھی تک ویسا ہی ہے اور ہمیشہ تک ایسا ہی رہے گا۔

خدا جیسا کہ اکثر خیال کرتے ہیں کوئی لمبی داڑھی والا بوڑھا بابا نہیں۔ دانی ایل نبی نے عدالت کے سلسلے میں اسے قدیم الایام کے طور پر دیکھا۔ دانی ایل۔ ۷/ ۹۔ ۱۴۔ چونکہ وہ وقت کی قید میں نہیں اس لئے وہ بوڑھا نہیں ہو سکتا لیکن دانی ایل پر اس نے اپنے اختیار کو ایک منصف کے طور پر عیاں کیا۔ اگر کوئی چاہے تو وہ اسی قسم کی تفصیل مکاشفہ کے پہلے باب میں بھی پڑھ سکتا ہے۔ جب یوحنا نے اسے دانی ایل کی طرح قدیم الایام کی طرح دیکھا تو لکھا کہ "اس کا سر اور بال سفید اون بلکہ برف کی مانند سفید تھے اور اسکی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند تھیں" مکاشفہ۔ ۱/ ۱۴۔

خدا نے جن مختلف طریقوں سے اپنے آپکو عیاں کیا ہے ان کو دیکھنا ایک زبردست بات ہے۔ پرانے عہد کے نبیوں پر خدا کا روح نازل ہوا:

اور اس نے ان کو مسح کیا اور تحریک دی۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے کے بارے میں یہ لکھا گیا ہے کہ "وہ ماں کے پیٹ ہی سے روح القدس سے بھر گیا" لوقا۔۱/۱۵۔ شمعون کے بارے میں لکھا ہے کہ خدا کا پاک روح اس پر تھا ۔لوقا۔۲/۲۵۔۲۶۔ زکریا کی بابت ہم یوں پڑھتے ہیں کہ "اس کا باپ روح القدس سے بھر گیا" لوقا۔۱/۶۷۔ روح القدس کے نزول سے پہلے ہی خداوند یسوع نے اپنے شاگردوں کو روح القدس کے وسیلہ سے حکم دیا۔ اعمال۔۱/۲۔

روح القدس کئی طریقوں سے کام کرتا ہے۔ وہ بولتا ہے وہ ظاہر کرتا ہے۔ وہ پیشن گوئی کرتا اور سکھاتا ہے۔ خدا کا بیٹا جو خدا سے تولد ہوا وہ ابن آدم بھی ہے۔ اپنی خدمت کو شروع کرنے سے قبل اس نے روح القدس حاصل کیا۔ اسی طرح تمام نجات یافتہ لوگ جو اسی روح کے وسیلہ سے نئے سرے سے پیدا ہو چکے ہیں خدا کے بیٹے اور بیٹیاں بنکر روح القدس حاصل کرتے ہیں۔ اس وقت خدا کا بیٹا اپنی خدمت کے لئے نکلا لیکن اب خدا کے بیٹے اور بیٹیوں کو مقرر کیا گیا ہے۔

پرانے عہد کے نبیوں کو مسح کر کے تحریک دی گئی لیکن وہ اس دنیا میں پیدا باقی لوگوں کی طرح ہی ہوئے۔ نئی آسمانی مخلوق جس کا تعلق یسوع مسیح کے ساتھ ہے اس کی اصل آسمانی ہے۔ ۱۔کرنتھیوں۔۱۵/۴۷۔ اس زمین پر ہم مہمان اور مسافر ہیں۔ ہماری شہریت اوپر کی ہے۔ روح القدس کے آنے کے بارے میں نبیوں نے کئی جگہ ذکر کیا۔ اس کے علاوہ خداوند یسوع نے بھی مددگار کے آنے کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "۔جب وہ مددگار آئیگا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجونگا یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دیگا" یوحنا۔۱۵/۲۶۔

نقایاہ کے عقیدے میں یوں لکھا گیا ہے کہ "جو باپ اور بیٹے کی طرف سے صادر ہوا۔ دیکھئے۔ ایف۔ ہاؤس کی کتاب۔ مسیحی والد صفحہ نمبر ۴۰۔ خدا کا کلام اس کے بارے میں بڑی صاف گواہی دیتا ہے۔ جس طرح بیٹا خدا کا

ظہور تھا جو اعمانو ئیل کے طور پر خدا سے صادر ہوا اسی طرح روح القدس بھی خدا سے صادر ہوا۔ چونکہ دونوں کا منبع خدا ہی ہے اسلئے ان دونوں کیلئے صادر کا محاورہ استعمال ہوا ہے۔ جلال خدا باپ اور بیٹے اور روح القدس کی اصطلاح کلام کے اندر نہیں پائی جاتی بلکہ اسے بعد میں ایجاد کیا گیا۔

خدا کے پاک کلام کے اندر ہمیں ایسا ایک حوالہ بھی نہیں ملتا جہاں روح القدس کی پرستش کی گئی ہو۔ بلکہ بیٹے نے بھی خود جلال حاصل نہ کیا۔ اس نے کہا کہ "میں آدمیوں سے عزت نہیں چاہتا" یوحنا۔ ۴۱/۵۔ جب اسے کہا گیا کہ "اے نیک استاد میں کونسی نیکی کروں کہ ہمیشہ کی زندگی حاصل کروں" تو یسوع نے اسے جواب دیا کہ "تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے۔ کوئی نیک نہیں سوائے خدا کے" لوقا۔ ۱۸/ ۱۸۔ ۱۹۔ رومیوں کے آخری باب کی آخری آئیت کے اندر پولس رسول پرستش کا صحیح طریقہ بتاتے ہوئے کہتا ہے کہ "اسی واحد حکیم خدا کی یسوع مسیح کے وسیلہ سے ابد تک تمجید ہوتی رہے آمین" رومیوں۔ ۱۶/ ۲۷۔

جب خدا کا روح انسان کی زندگی میں کام کرنا شروع کرتا ہے تو جیسا یوحنا۔ ۱۶/ ۷۔ ۱۱۔ میں لکھا ہے تین چیزیں وقوع میں آتی ہیں۔ "لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئیگا۔ لیکن اگر جاؤنگا تو اسے تمہارے پاس بھیج دونگا۔ اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائیگا"

ان تینوں چیزوں کو ہماری مرضی پر نہیں چھوڑا گیا۔ جب روح آئیگا تو سب سے پہلے وہ گنہگار کی آنکھوں کو کھولیگا کہ وہ گناہ کو پہچان سکے۔ لکھا ہے کہ "گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ راستبازی کے بارے میں اسلئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت کے بارے میں اس لئے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے

یہ ہمارے پہلے ماں باپ کی بے یقینی ہی تھی جس نے ان سے نافرمانی اور گناہ کرایا۔ یہ بے یقینی کا گناہ ہے۔ وہ گناہ نہیں جو بے یقینی کا نتیجہ ہیں بلکہ بے یقینی کا ایک گناہ جو ہمیں خدا سے جدا کیئے رکھتا ہے۔ بائیبل کے دو حوالے اس بات کو واضع کرتے ہیں۔ خداوند نے کہا کہ "۔ میں نے تم سے یہ کہا کہ اپنے گناہوں میں مروگے کیونکہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے کہ میں وہی ہوں تو اپنے گناہوں میں مروگے" پھر یہ کہ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے اور اس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا بلکہ وہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گیا ہے" یوحنا۔ ۸/ ۲۴ و ۵/ ۲۴۔

جونہی خدا کا روح انسان کی زندگی میں کام کرنا شروع کرتا ہے وہ برائی کی اصل جڑ کو پکڑتا ہے یعنی خدا اور اس کے کلام کے بارے میں بے یقینی کو۔ یوحنا رسول لکھتا ہے کہ "۔۔۔ جس نے خدا کا یقین نہیں کیا اس نے اسے جھوٹا ٹھہرایا" ا۔ یوحنا۔ ۵/ ۱۰ ب۔ اگر کوئی خدا کا یقین نہیں کرتا اور جو کچھ اُس نے یسوع مسیح میں ہو کر کیا اسکو قبول نہیں کرتا تو وہ اسے جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ اس معاملے میں ایسا شخص دشمن کی سرحد میں کھڑا ہے اور اس کے ساتھ متفق ہو کر سچائی کا جھوٹ کے ساتھ تبادلہ کرتا ہے۔ خدا اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔

سب سے پہلے روح القدس گنہگار کو بے یقینی کے بارے میں قائیل کرتا ہے اسکے بعد اسکی توبہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ پھر راستبازی کا دوسرا قدم اٹھتا ہے جو اس کو خدا کی راستبازی کی طرف لیکر چلتا ہے تیسرے نمبر پر وہ اس بات سے واقف ہوتا ہے کہ اس دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے اور خدا نے اسی روح القدس کے ذریعے شیطان کے اوپر فتواہ عاند کر دیا ہے۔ یوحنا۔ بارویں باب کے مطابق جب شیطان کو مجرم ٹھہرایا گیا تو خدا کی آواز ایک گرجدار بادل کی طرح سنی گئی۔ لکھا ہے کہ جو لوگ سن رہے تھے انہوں نے کہا کہ بادل گرجا۔ اوروں نے کہا کہ

فرشتہ اس سے ہم کلام ہوا۔ یسوع نے جواب میں کہا یہ آواز میرے لئے نہیں بلکہ تمہارے لئے آئی ہے۔ اب دنیا کی عدالت کی جاتی ہے۔ اب دنیا کا سردار نکال دیا جائیگا" یوحنا۔ ۱۲/ ۲۹۔ ۳۱۔ شیطان کی جو ہر گناہ کا منبع ہے پہلے ہی عدالت ہو چکی ہے۔

پینتکست کے دن جو ایماندار پاک ہونے کے بعد سچائی کے ساتھ مقدس کئے گئے تھے وہ روح القدس سے بھر گئے۔ جو کچھ اس دن ہوا اس کو ہر شخص پڑھ سکتا ہے۔ یہ نجات کیلئے الٰہی منصوبے کی انتہا تھی۔ مصلوبیت۔ جی اٹھنے اور آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد روح القدس کی زبردست معموری وقوع میں آئی۔ تاکہ جو لوگ وہاں موجود تھے بھول نہ جائیں بلکہ اس واقعہ کے تصادم کو یاد رکھ سکیں۔ یہ خدا کے مقررہ طریقے کے ساتھ ہوا۔ لکھا ہے کہ "یکایک آسمان سے ایسی آواز آئی جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے اور اس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج گیا" اعمال۔ ۲/ ۲ یہ نہیں کہ جو کچھ سنا گیا اور عموماً تسلیم کیا جا رہا ہے بلکہ جس چیز نے بعد میں ایمانداروں کے اندر اپنے آپکو دہرایا وہ زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ تیسری آئیت میں لکھا ہے کہ "۔ انہیں آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں اور ان میں سے ہر ایک پر آ ٹھہریں" اسکے بعد کسی اور جگہ آندھی کے سناٹے کا ذکر نہیں کیا گیا۔ لیکن جب کبھی بھی ایماندار ان کو روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیا گیا تو اس کا نتیجہ عید پینتکست کے دن کی طرح ہی نکلا۔ آگے چلکر چوتھی آئیت میں لکھا ہے کہ " وہ سب روح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح روح نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی"

پینتکست کے دن دہرا مافوق الفطرت تجربہ وقوع میں آیا۔ ایک یہ کہ ایمانداروں نے روح کے ذریعے غیر زبانوں میں باتیں کیں اور دوسرا یہ کہ جو لوگ مختلف ممالک سے یروشلیم میں آئے ہوئے تھے انہوں نے جو کچھ بولا گیا اسکو اپنی اپنی زبانوں میں سمجھا۔ لکھا ہے کہ "وہ سب حیران

اور متعجب ہو کر کہنے لگے دیکھو یہ بولنے والے سب گلیلی نہیں ؟۔ پھر کیونکر ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے وطن کی بولی سنتا ہے ؟" اعمال ۔۲/۷۔۸۔ پینتکست کے دن ترجمے کی نعمت کی ضرورت نہ تھی ۔ روح نے خود ہی ترجمے کا کام کیا ۔ بولنے اور سننے والے ایک ہی مسح کے نیچے تھے ۔ لیکن اس کے بعد ترجمے کی نعمت کا روح کی نو نعمتوں کے اندر ذکر کیا گیا ہے ۔ عام طور پر اسکا طریقہ یہ ہے کہ دو یا تین شخص کسی ایسی زبان میں بولتے ہیں جو روح نے چنی ہے اور ایک ان کا ترجمہ کرتا ہے ۔ ۱۔ کرنتھیوں ۔ ۱۴/۲۷۔۲۸۔

یسعیاہ نبی کے ذریعے خداوند اس واقع کی پہلے ہی پیشن گوئی کر چکا تھا کہ "۔ وہ بیگانہ لبوں اور اجنبی زبان سے ان لوگوں سے کلام کرے گا ۔ جنکو اس نے فرمایا یہ آرام ہے تم تھکے ماندوں کو آرام دو اور یہ تازگی ہے پر وہ شنوا نہ ہوئے " یسعیاہ ۔ ۲۸/۱۱۔۱۲۔ یہانتک کہ اگر کسی وقت روح القدس انسانی ہونٹوں کے ذریعے کلام کرے تو بعض اوقات اس کو قبول نہیں کیا جاتا ۔ اس خاص دن پر جماعت میں دو قسم کے لوگ تھے ۔ لکھا ہے کہ "۔ سب حیران ہوئے اور گھبرا کر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے ؟ اور بعض نے ٹھٹھا کر کے کہا کہ یہ تو تازہ مے کے نشہ میں ہیں " اعمال ۔۲/۱۲۔

پطرس رسول اس بات سے مایوس نہ ہوا ۔ اس نے حکم کے مطابق عمل کیا اور ان باتوں کو نجات کے منصوبے کے مطابق بیان کیا ۔ اپنے وعظ کے دوران اس نے روح کی انتہائی بلندیوں تک پہنچ کر گواہی دی کہ " اسی یسوع کو خدا نے جلایا جس کے ہم سب گواہ ہیں ۔ پس خدا کے دہنے ہاتھ سے سر بلند ہو کر اور باپ سے وہ روح القدس حاصل کر کے جسکا وعدہ کیا گیا تھا اس نے یہ نازل کیا جو تم دیکھتے اور سنتے ہو " اعمال ۔۲/۳۲۔۳۳۔ خدا کا جو روح خدا کے بیٹے کے اوپر آکر ٹھہرا وہی نیچے اتر کر خدا کے تمام بیٹے اور بیٹیوں پر ٹھہرا ۔ اس خاص دن سے خدا کے تمام لوگ اس تجربے میں شریک ہو رہے ہیں ۔ خدا کا منصوبہ ہمیشہ بے تبدیل ہوتا ہے ۔

کلام مقدس کے ان گنت وعدوں میں سے صرف ایک وعدے کو باپ کا وعدہ کہا گیا ہے۔ اپنے جی اٹھنے کے چالیس دنوں کے خاتمے پر ہمارے خداوند نے اپنے شاگردوں کو خدا کی بادشاہی کی باتوں کے بارے میں سکھایا لیکن جو کچھ اس نے انہیں کہا وہ کوئی اچھا مشورہ نہ تھا بلکہ ایک حکم تھا۔ لکھا ہے کہ "۔ ان سے مل کر انکو حکم دیا کہ یروشلیم سے باہر نہ جاؤ بلکہ باپ کے اس وعدہ کے پورا ہونے کے منتظر رہو جسکا ذکر تم مجھ سے سن چکے ہو۔ کیونکہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا مگر تم تھوڑے دنوں کے بعد روح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے۔" اعمال۔ ۱/ ۴۔ ۵۔

اس وقت تک شاگردوں کو بھی اس بات کا علم نہ تھا کہ خدا کی دلچسپی صرف بنی اسرائیل کے ساتھ ہی نہیں بلکہ باقی تمام قوموں کے ساتھ بھی ہے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ "پس انہوں نے جمع ہو کر اس سے پوچھا کہ اے خداوند کیا تو اسی وقت اسرائیل کو بادشاہی پھر عطا کریگا؟ اس نے ان سے کہا ان وقتوں اور معیادوں کا جاننا جنہیں باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے تمہارا کام نہیں" اعمال۔ ۱/ ۶۔ ۷۔ ان الفاظ کے بعد جی اٹھنے والے خداوند نے اپنے حکم کو مکمل کیا کہ "۔ جب روح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوت پاؤ گے اور یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے۔" اعمال۔ ۱/ ۸

خدمت کیلئے تیار ہونے اور یسوع مسیح کی خوشخبری کو دنیا کی انتہا تک سنانے کے لئے روح القدس کو حاصل کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔ یسوع مسیح کے حقیقی گواہوں کے پاس اسکی جی اٹھنے والی قوت کے تجربے کے ساتھ ساتھ روح القدس کا اختیار بھی ہونا چاہیئے۔ رسولی دنوں اور انکے بعد ایمان لانے والوں کو یہی تجربہ ملا۔ یہ تجربہ صرف ان کو ملتا ہے جو ایمان لاتے ہیں۔ جب پولس افسس کے ایمانداروں کو ملا تو اس نے ان سے براہ راست یہ سوال کیا کہ "کیا تم نے ایمان لاتے وقت روح القدس پایا؟" اعمال۔ ۱۹/ ۲۔

بعض یہ سکھاتے ہیں کہ جب لوگ تبدیل ہوتے ہیں تو وہ یہ تجربہ حاصل کرنے کے بغیر ہی خود بخود روح القدس سے معمور ہوتے ہیں۔ پولس رسول ایمان لانے والوں کو بڑی صفائی کے ساتھ پوچھتا ہے کہ کیا ان شاگردوں نے ایمان لاتے وقت روح القدس پایا۔ ان کا جواب تھا "نہیں۔ ہم نے تو سنا بھی نہیں کہ روح القدس نازل ہوا ہے۔ اس نے کہا پس تم نے کس کا بپتسمہ لیا؟ انہوں نے کہا کہ یوحنا کا بپتسمہ۔ پولس نے کہا کہ یوحنا نے لوگوں کو یہ کہہ کر توبہ کا بپتسمہ دیا کہ جو میرے پیچھے آنیوالا ہے اس پر یعنی یسوع پر ایمان لانا۔ انہوں نے یہ سنکر خداوند یسوع کے نام پر بپتسمہ لیا۔ جب پولس نے ان پر ہاتھ رکھے تو روح القدس ان پر نازل ہوا اور وہ طرح طرح کی زبانیں بولنے اور نبوت کرنے لگے" اعمال۔ ۱۹/۳۔۶۔ جو ایمان لائے ان کو پانی اور روح القدس سے بپتسمہ دیا گیا۔

جب فلپس نے سامریہ کے اندر ایک بہت بڑی بیداری کا تجربہ حاصل کیا تو وہاں پطرس اور یوحنا آئے۔ انہوں نے ایمان لانے والوں پر ہاتھ رکھے تو انہوں نے روح القدس پایا۔ اعمال۔ ۸/۱۷۔ بیسویں صدی کے مبشر بڑی بڑی بشارتی مہمات چلا رہے ہیں جن میں وہ لوگوں کو ابھارتے اور بھاری چندہ لیکر ان سے جدا ہو جاتے ہیں۔ وہ بائیبل کے بپتسمے کی منادی نہیں کرتے بلکہ جسے وہ روح کی جنبش کہتے ہیں وہ صرف ایک جذباتی وجد ہوتا ہے جو تھوڑے دنوں تک قائم رہتا ہے۔ وہ صرف ایک فضا پیدا کرتے ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ وہ صرف یہاں تک ہی جا سکتے ہیں

خدا نے پطرس اور کرنیلیس کے اندر ایک ہی وقت مافوق الفطرت طریقے کے ساتھ کام کیا۔ اور مرد خدا کو خدا کا خوف رکھنے والے صوبہ دار کے گھر لے کر آیا۔ جب پطرس اپنے وعظ کی بلندیوں پر پہنچا تو جو لوگ وہاں موجود تھے ان پر روح القدس نازل ہوا۔ لکھا ہے کہ "۔ پطرس کے ساتھ جتنے مختون ایماندار آئے تھے وہ سب حیران ہوئے کہ غیر قوموں پر بھی روح القدس کی بخشش جاری ہوئی۔" اعمال۔ ۱۰/۴۵۔ پانی اور روح القدس کے بپتسمے

کے بارے میں ابتدائی کلیسیا کی مشق تحریری شہادت میں محفوظ ہے۔ لیکن بعد کے ایام میں اس کا طریقہ مختلف ہو گیا۔

یہ بات قابل غور ہے کہ جب پطرس اس واقعہ کے بارے میں یروشلیم کی کلیسیا کے سامنے گواہی پیش کر رہا تھا تو اس نے کہا کہ "جب میں کلام کرنے لگا تو روح القدس ان پر اسی طرح نازل ہوا جسطرح شروع میں ہم پر نازل ہوا تھا" اعمال۔ ۱۱/ ۱۵۔ اپنی روحانی زندگی کے بارے میں ہمیں ہر بات کا مقابلہ کرنے کیلئے ابتدائی کلیسیا کی طرف لوٹنا چاہیئے۔ وہ ہمارا اصلی نقشہ ہے۔ آج یہ باتیں اتنی صاف نہیں جتنی اس وقت تھیں۔ یہ یا اس قسم کے فارمولے استعمال کئے جا رہے ہیں لیکن ان کے ساتھ ہمیشہ وہی تجربات رونما نہیں ہوتے۔

روح القدس کے کام کے ساتھ خاص ثبوت بھی ہونے چاہئیں۔ وہ مددگار اور ایک استاد ہے جو ہماری تمام سچائی تک رہنمائی کرتا ہے وغیرہ

خداوند نے کہا کہ "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم انکی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آئیگا تو تمکو تمام سچائی کی راہ دکھائیگا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا۔ جو کچھ باپ کا ہے وہ سب میرا ہے۔ اسلئے میں نے کہا کہ مجھ ہی سے حاصل کرتا اور تمہیں خبریں دیگا" یوحنا۔ ۱۶/ ۱۲۔ ۱۵۔

جو کچھ خدا کا ہے اسے مسیح نے پہلے ہی چھڑا لیا ہے اسلئے وہ اس کا ہے۔ اور جتنے اس کے ہیں وہ اسکے روح کو حاصل کرتے ہیں۔ بدیں وجہ یہ لکھا ہے کہ۔ ۔ مگر جس میں مسیح کا روح نہیں وہ اس کا نہیں" رومیوں۔ ۸/ ۹۔ سچائی کا روح ہمیں وہ تمام باتیں سکھاتا ہے جو خدا کے کلام میں ہیں۔ وہ تمام کڑیوں کو عیاں کرتا اور خدا کی مرضی اور اسکے منصوبے کو سمجھنے کی قوت عنایت فرماتا ہے۔ خدا کے سب فرزند اپنے آپکو روح القدس کی رہنمائی کے حوالے کرتے ہیں۔ "اسلئے کہ جتنے روح کی ہدائیت سے چلتے ہیں وہی خدا

کے بیٹے ہیں" رومیوں ۔ ۸ / ۱۴ ۔ خدا کا روح ہمیشہ خدا کے کلام کے مطابق رہنمائی کرتا ہے ۔

علاوہ ازیں ۔ جہاں تک پہلی قیامت کا نظریہ ہے ہمارے فانی بدنوں کی تبدیلی کے لئے ہمیں پاک روح کی قوت کی ضرورت ہے ۔ اس کے بغیر کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں ۔ لکھا ہے کہ " ۔ اگر اسی کا روح تم میں بسا ہوا ہے جس نے یسوع کو مردوں میں سے جلایا تو جس نے مسیح یسوع کو مردوں میں سے جلایا وہ تمہارے فانی بدنوں کو بھی اپنے اس روح کے وسیلہ سے زندہ کریگا جو تم میں بسا ہوا ہے" رومیوں ۔ ۸ / ۱۱ ۔ اس حوالے میں "اگر کا" لفظ بالخصوص استعمال کیا جاتا ہے ۔ گویا اگر ایسا نہیں تو پھر نہیں ؟ یہاں اس لفظ کی اہمیت کو صاف طور پر دکھایا گیا ہے ۔ اگر روح ہم میں بسا ہوا ہے تو پھر ایسا ہو گا ۔ اور اگر اس کا روح ہم میں نہیں بسا ہوا تو پھر یہ نہیں ہو گا ۔ فانی بدن تبدیل نہ ہونگے ۔ پولس رسول اس خیال کو یوں بیان کرتا ہے " ۔ مخلوقات کمال آرزو سے خدا کے بیٹوں کے ظاہر ہونے کی راہ دیکھتی ہے ۔ اس لئے کہ مخلوقات بطالت کے اختیار میں کر دی گئی تھی ۔ نہ اپنی خوشی سے بلکہ اس کے باعث سے جس نے اسکو ۔ اس امید پر بطالت کے اختیار میں کر دیا کہ مخلوقات بھی فنا کے قبضہ سے چھوٹ کر خدا کے فرزندوں کے جلال کی آزادی میں داخل ہو جائے گی ۔ کیونکہ ہم کو معلوم ہے کہ ساری مخلوقات مل کر اب تک کراہتی ہے اور دردزہ میں پڑی تڑپتی ہے ۔ اور نہ فقط وہی بلکہ ہم بھی جنہیں روح کے پہلے پھل ملے ہیں آپ اپنے باطن میں کراہتے ہیں اور لے پالک ہونے یعنی اپنے بدن کی مخلصی کی راہ دیکھتے ہیں " رومیوں ۔ ۸ / ۱۹ ۔ ۲۳ ۔

پہلوٹھوں کی ایک بہت بڑی بھیڑ کے پاس روح کے پہلے پھل ۔ خدا کی مہر اور یہ تسلی ہے کہ نہ صرف انکی جان کی مخلصی ہو گی بلکہ یسوع مسیح کی واپسی پر انکے فانی بدن بھی تبدیل ہو جائیں گے ۔ روح القدس کو بھی مہر اور مسح کہا گیا ہے ۔ " اور جو ہم کو تمہارے ساتھ مسیح میں قائم کرتا ہے اور جس

نے ہم کو مسح کیا وہ خدا ہے ۔ جس نے ہم پر مہر بھی کی اور بیعانہ میں روح کو ہمارے دلوں میں دیا " ۲ ۔ کرنتھیوں ۔ ۱/۲۱ ۔ ۲۲ ۔یسوع ۔ مسیح ہے ۔ یعنی مسح کیا ہوا ۔ اعمال ۔ ۳/۱۹/۲۱ ۔ و ۱۰/۳۸ ۔ چونکہ مسیح کا لفظی معنی ہی مسح کیا ہوا ہے اس لئے جو ایماندار روح سے مسح کئے گئے انکو مسیحی کہا گیا ۔ جس کسی نے بھی بائیبل کے مطابق روح القدس حاصل نہیں کیا وہ نہ تو اس سے مسح کیا گیا ہے اور نہ ہی اس پر اسکی مہر لگی ہے ۔ یوں ایسے شخص کے لئے اپنے آپکو حقیقی مسیحی ثابت کرنا مشکل ہو گا ۔

ہر حلقے میں دو مختلف بیج ہیں ۔ اس لئے ہر شخص اصل اور نقل میں امتیاز کر سکتا ہے ۔ ہمارے خداوند نے جھوٹے یسوع کی بابت نہیں بلکہ جھوٹے مسیح کے بارے میں خبردار کیا ہے یعنی جو لوگ جھوٹے مسح کے نیچے ہیں ۔ ان کو جھوٹے نبی بھی کہا گیا ہے جو آخری دنوں میں ظاہر ہونگے ۔ اس کا مطلب ہے کہ جو لوگ مخالف مسیح کے نظام کا حصہ ہیں ان پر بھی مسح ہو گا ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کلام مقدس کے بعض نہایت ہی اہم نکات کے مخالف ہیں ۔ اس لئے حقیقت میں وہ مسیح کے برخلاف ہیں ۔ متی ۔ ۲۴/۲۴ ۔ میں لکھا ہے کہ " ۔ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہونگے ۔ اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں " متی ۔ ۲۴/۲۴ ۔ خدا اپنے روح کو ایک زبردست بارش کی مانند تمام انسانوں پر نازل کریگا ۔ یہاں زور بارش کے اوپر نہیں دیا گیا بلکہ اس بیج پر ہے جو دلوں کی زمین میں بویا جا چکا ہے ۔ لکھا ہے کہ " ۔ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے ۔ اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر مینہ برساتا ہے " متی ۔ ۵/۴۵ آخری حصہ ۔ آخری وقت کے مسح کئے ہوئے لوگ بھی ہیں جو خدا کے کلام کے ساتھ میل نہیں کھاتے ۔ اس قسم کے لوگ پہلی صدی کے اختتام پر بھی موجود تھے ۔ ۱ ۔ یوحنا ۔ ۲/۱۹ ۔ میں لکھا ہے کہ " وہ نکلے تو ہم ہی میں سے مگر ہم میں سے تھے نہیں اس لئے کہ اگر ہم میں سے ہوتے تو ہمارے ساتھ رہتے ۔ لیکن نکل اس لئے گئے کہ یہ ظاہر ہو کہ وہ

سب ہم میں سے نہیں ہیں"

متی ۷-۲۱/۲۳- میں ہمارے خداوند نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو اس کا نام استعمال کر کے بڑے بڑے کام کر رہے ہیں لیکن اپنے آپکو اس کے تابع نہیں کرتے اور وہ خدا کے منصوبے کا حصہ نہ بن سکے۔ بدیں وجہ وہ انکو نہیں جانتا۔ یہ خدا ہی جانتا ہے کہ اسکے ذہن میں ٹی.وی کے بڑے بڑے مشنر ہیں یا کرسمیٹک تحریک اور آجکل کے معجزے دکھانے والے لوگ یا دیگر مختلف تحریکیں جو اپنے آپکو نہ تو کلام کے تابع کرتی ہیں اور نہ مسیح کو کلیسیا کا سر سمجھ کر اسکی عزت کرتی ہیں۔ یہ صرف خدا ہی جانتا ہے۔ وہ جہاں کہیں ضرورت ہوتی ہے اس کا نام استعمال کرتے ہیں اور اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔

عبرانیوں ۶-۷/۸- میں لکھا ہے کہ "۔ جو زمین اس بارش کا پانی پی لیتی ہے جو اس پر بار بار ہوتی ہے اور ان کے لئے کار آمد سبزی پیدا کرتی ہے جن کی طرف سے اسکی کاشت بھی ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے برکت پاتی ہے۔ اور اگر جھاڑیاں اور اونٹ کٹارے اگاتی ہے تو نامقبول اور قریب ہے کہ لعنتی ہو اور اس کا انجام جلایا جانا ہے"

پینتکست کے تجربے کا محض دعوی ہی کافی نہیں۔ بلکہ خدا کے کلام کا وہی بیج ہونا چاہیئے جس پر روح القدس نازل ہوسکے اور ابتدائی ایمانداروں کی طرح روح کے حقیقی پھل لاسکے۔ ہمارے خداوند یسوع نے یہ کبھی نہیں کہا کہ "تم ان کی نعمتوں سے ان کو پہچان لوگے" بلکہ یہ کہ "ان کے پھلوں سے ان کو پہچان لوگے"۔ کسی جماعت کے اندر تجربے اور نعمتیں دونوں ہو سکتی ہیں۔ وہ حقیقی بھی ہو سکتی ہیں اور نقلی بھی۔ لیکن روح کے حقیقی پھل صرف خدا کے پاکیزہ بیج سے ہی جس پر روح کی مہر لگ چکی ہے پیدا ہونگے۔ مسح تو بہت لوگوں پر ہے لیکن مہر صرف چنے ہوئے اور پہلوٹھوں پر ہی لگی ہوئی ہے۔ وہ اپنا موازنہ ہمیشہ خدا کے کلام کے ساتھ کرتے ہیں۔ پولس رسول افسس کی کلیسیا کو لکھتا ہے کہ "۔ اسی میں تم پر بھی جب تم نے

کلام حق کو سنا جو تمہاری نجات کی خوشخبری ہے اور اس پر ایمان لائے پاک موعودہ روح کی مہر لگی۔ وہی خدا کی ملکیت کی مخلصی کیلئے ہماری میراث کا بیعانہ ہے تاکہ اس کے جلال کی ستائش ہو" افسیوں ۔ ۱/ ۱۳۔ ۱۴۔

یہ یقیناً کوئی مذہبی رسم نہیں جسے کوئی پادری سرانجام دیتا ہے بلکہ ایک مافوق الفطرت تجربہ ہے جو خدا کی طرف سے ملتا ہے۔ ہمیں یوں نصیحت کی گئی ہے کہ "۔ خدا کے پاک روح کو رنجیدہ نہ کرو جس سے تم پر مخلصی کے دن کے لئے مہر ہوئی" افسیوں ۔ ۴/ ۳۰۔

# پچیسواں باب

## چناؤ یا ازل سے مقرر کیا جانا

خدا کی طرف سے چنے جانے کا مطلب ہے کہ کسی خدمت اور کام کے لئے ازل سے مقرر کیا جانا ۔ ابرہام اور بعد میں اسرائیل کا چناؤ بھی دکھایا گیا ہے ۔ یسعیاہ ۔ ۴ / ۸ ۔ ۱۰ ۔ میں لکھا ہے کہ " ۔ تو اے اسرائیل میرے بندے اے یعقوب جس کو میں نے پسند کیا جو میرے دوست ابرہام کی نسل سے ہے ۔ تو جسکو میں نے زمین کی انتہا سے بلایا اور اسکے سوانوں سے طلب کیا اور تجھ کو کہا کہ تو میرا بندہ ہے میں نے تجھ کو پسند کیا اور تجھے رد نہ کیا ۔ تو مت ڈر کیونکہ میں تیرے ساتھ ہوں ۔ ہراساں نہ ہو کیونکہ میں تیرا خدا ہوں ۔ میں تجھے زور بخشونگا ۔ میں یقیناً تیری مدد کرونگا اور میں اپنی صداقت کے دہنے ہاتھ سے تجھے سنبھالونگا "

جس طرح نبیوں کے ساتھ ہوا یرمیاہ بھی اپنی خدمت اور اختیار کے دیئے جانے کا یوں ذکر کرتا ہے کہ " تب خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا اور اس نے فرمایا ۔ اس سے پیشتر کہ میں نے تجھے بطن میں خلق کیا ۔ میں تجھے جانتا تھا اور تیری ولادت سے پہلے میں نے تجھے مخصوص کیا اور قوموں کے لئے تجھے نبی ٹھہرایا " یرمیاہ ۔ ۱ / ۴ ۔ ۵ ۔

اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے خدا نے لاویوں کو کہانت کے کام کے لئے چنا ۔ لکھا ہے کہ " ۔ خداوند تیرے خدا نے اس کو تیرے سب قبیلوں میں سے چن لیا ہے تاکہ وہ اور اس کی اولاد ہمیشہ خداوند کے نام سے خدمت کے لئے حاضر رہیں " استثنا ۔ ۱۸ / ۵ ۔

یسی کے سب بیٹوں میں سے خدا نے داؤد کو چنا اور اسے اپنے لوگوں پر بادشاہ مقرر کیا ۔ ۱ ۔ سموایل ۔ ۱۶ / ۵ ۔ ۱۳ ۔

یسوع نے رسولوں کو بھی خاص خدمت کے لئے چنا۔ "تم نے مجھے نہیں چنا بلکہ میں نے تمہیں چن لیا اور تمکو مقرر کیا کہ جا کر پھل لاؤ اور تمہارا پھل قائم رہے۔۔۔" یوحنا۔ ۱۵/ ۱۶۔

خداوند نے ساؤل کی تبدیلی کے سلسلے میں حننیاہ سے کہا کہ "۔۔۔ تو جا کیونکہ یہ قوموں بادشاہوں اور بنی اسرائیل پر میرا نام ظاہر کرنے کا میرا چنا ہوا وسیلہ ہے" اعمال۔ ۹/ ۱۵۔ گو پولس کو زندگی کی تبدیلی کا تجربہ بعد میں حاصل ہوا تو بھی وہ پرانے عہد کے نبیوں کی طرح اپنی ماں کے پیٹ سے چنا اور علیحدہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ وہ گلتیوں۔ ۱/ ۱۵۔ ۱۶۔ میں لکھتا ہے کہ "۔ جس خدا نے مجھے میری ماں کے پیٹ ہی سے مخصوص کر لیا اور اپنے فضل سے بلا لیا جب اس کی یہ مرضی ہوئی۔ کہ اپنے بیٹے کو مجھ میں ظاہر کرے تاکہ میں غیر قوموں میں اسکی خوشخبری دوں تو نہ میں نے گوشت اور خون سے صلاح لی" عام طور پر اس کا تعلق اس بات سے ہے جو پولس نے کرنتھس کی کلیسیا کو لکھی کہ "اے بھائیو۔ اپنے بلائے جانے پر تو نگاہ کرو کہ جسم کے لحاظ سے بہت سے حکیم۔ بہت سے اختیار والے۔ بہت سے اشراف نہیں بلائے گئے۔ بلکہ خدا نے دنیا کے بیوقوفوں کو چن لیا کہ حکیموں کو شرمندہ کرے۔ اور خدا نے دنیا کے کمزوروں کو چن لیا کہ زور آوروں کو شرمندہ کرے۔ اور خدا نے دنیا کے کمینوں اور حقیروں بلکہ بیوجودوں کو چن لیا کہ موجودوں کو نیست کرے۔ تاکہ کوئی بشر خدا کے سامنے فخر نہ کرے"

چونکہ بلایا جانا اور چننا دو مختلف فعل ہیں اور دو مختلف گروہوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں اس لئے اس امر کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے ہمیں کلام کے پس منظر کو مزید دیکھنے کی ضرورت ہے۔ چنے ہوئے لوگ بھی بلائے ہوئے ہیں لیکن بلائے ہوئے لوگ چنے ہوئے نہیں۔ شادی کی ضیافت کی تمثیل میں ہمارے خداوند نے کہا کہ "بلائے ہوئے تو بہت ہیں لیکن چنے ہوئے تھوڑے" متی۔ ۲۲/ ۱۴۔ ہر کلیسیائی زمانے کے چنے ہوئے لوگ غالب آنیوالوں کا ٹولہ ہے جو ان سب چیزوں کو حاصل کرینگے جو سات کلیسیائی

زمانوں کی کلیسیاؤں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ مکاشفہ۔ ۲ و تیسرا باب۔
بلائے ہوئے لوگ یسوع مسیح کو اپنا شخصی نجات دہندہ تو قبول کرتے ہیں لیکن وہ اسکو تمام سچائی تک رہنمائی کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ پورے طور پر خدا کے کلام کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتے۔ بے شک انکے نام کتاب حیات میں لکھے ہوئے ہیں اور وہ سفید تخت کی عدالت کے وقت ابدی زندگی میں بھی داخل ہونگے۔ مکاشفہ۔ ۲۰/۱۱۔۱۵۔

مکاشفہ۔ ۱۷۔ میں ہمیں برے کو لڑائی کرتے اور غالب آتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں ان غالب آنے والوں کی بہت بڑی بھیڑ کو بھی دکھایا گیا ہے جو اپنے بلند ترین مقام تک پہنچیں گے۔ یہ تینوں اصطلاحیں اس گروہ کے لئے استعمال کی گئی ہیں جو بلایا۔ چنا اور وفادار ہے لکھا ہے کہ "..وہ خداوندوں کا خداوند اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اور جو بلائے ہوئے اور برگزیدہ اور وفادار اس کے ساتھ ہیں وہ بھی غالب آئیں گے" مکاشفہ۔ ۱۷/۱۴

مخلصی دلانے والے اور مخلصی حاصل کرنے والے دونوں کو برگزیدہ کہا گیا ہے۔ لکھا ہے کہ "دیکھو میرا خادم جس کو میں سنبھالتا ہوں۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا دل خوش ہے۔۔" یسعیاہ ۴۲/۱۔ "خداوند فرماتا ہے کہ تم میرے گواہ ہو اور میرا خادم بھی جسے میں نے برگزیدہ کیا ہے" یسعیاہ۔ ۴۳/۱۰۔ ومتی۔ ۱۲/۱۸۔ خدا نے اپنی خوشی کا اظہار سب سے پہلے اپنے برگزیدہ کے لیے کیا اور اس کے بعد اس کے ذریعے تمام برگزیدوں کے ساتھ۔ متی۔ ۳/۱۷ و ۱۷/۵۔ یہی بات ہمارے منجی کی پیدائش کے موقع پر بھی کہی گئی کہ "عالم بالا پر خدا کی تمجید ہو اور زمین پر ان آدمیوں میں جن سے وہ راضی ہے صلح۔ لوقا۔ ۲/۱۴۔ زمین پر ایسے لوگ موجود ہیں جو اس کے فضل کی وجہ سے اسکی خوشی کا باعث ہیں۔

چنے جانا اور ازل سے مقرر ہونا ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ چناؤ صرف ایک ہی ہے اور وہ چھڑائے جانے کیلئے ہے۔ ازل سے تقرر بھی ایک ہے اور اسکا

مقصد بھی ایک ہی ہے ۔ بیٹا بھی جو تقریباً دو ہزار سال قبل پیدا ہوا بنائے عالم سے پہلے چنا ہوا تھا ۔ اسی لئے اس نے اپنے ماضی کو دیکھ کر اس جلال کا جو وہ بنائے عالم سے پیشتر اس کے ساتھ رکھتا تھا یوں ذکر کیا کہ ۔ " ۔ ۔ اے باپ ۔ تو اس جلال سے جو میں دنیا کی پیدائش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا مجھے اپنے ساتھ جلالی بنا دے " یوحنا ۔ ۱۷/ ۵ ۔ نجات کے منصوبے کے تعلق سے دنیا کی پیدائیش سے پیشتر کا محاورہ بار بار دہرایا گیا ہے ۔ دنیا کی پیدائیش سے پیشتر کی اصطلاح اس آغاز کی طرف اشارہ کرتی ہے جب خدا کی ازلی معموری سے لاگوس نکلا جو دراصل خدا کے ساتھ ہی تھا ۔ یوحنا ۔ ۱/۱ ۔ خدا کے تمام بیٹے اور بیٹیوں کو بھی اسی وقت مسیح میں چنا گیا تھا ۔ بدیں وجہ نجات یافتہ لوگوں کو اسکی صورت پر ڈھالنے کی خاطر اسی جلال کے ساتھ جلالی بنایا گیا ہے ۔ لکھا ہے کہ " اے باپ میں چاہتا ہوں کہ جنہیں تو نے مجھے دیا ہے جہاں میں ہوں وہ بھی میرے ساتھ ہوں تاکہ میرے اس جلال کو دیکھیں جو تو نے مجھے دیا ہے کیونکہ تو نے بنائے عالم سے پیشتر مجھ سے محبت رکھی " یوحنا ۔ ۱۷ " ۲۴

جو کچھ نجات دہندہ کے بارے میں کہا گیا ہے وہی نجات یافتہ لوگوں کو بھی کہا گیا ہے ۔ وہ بھی بنائے عالم سے پیشتر چنے گئے تھے ۔ افسیوں ۔ ۱/ ۴ ۔ ۵ ۔ میں یوں لکھا ہے کہ " ۔ اس نے ہمکو بنائے عالم سے پیشتر اس میں چن لیا تاکہ ہم اس کے نزدیک محبت میں پاک اور بے عیب ہوں ۔ اور اس نے اپنی مرضی کے نیک ارادہ کے موافق ہمیں اپنے لئے پیشتر سے مقرر کیا کہ یسوع مسیح کے وسیلہ سے اس کے لے پالک بیٹے ہوں " ازلی خدا نے جس منصوبے کو بنائے عالم سے پیشتر طے کر رکھا ہے اسے اس وقت تک جاری رکھیگا جبتک کہ وقت ابدیت میں مدغم نہ ہو جائے ۔

پطرس رسول بے عیب برے کا یوں ذکر کرتا ہے کہ " اسکا علم تو بنائے عالم سے پیشتر سے تھا مگر ظہور اخیر زمانہ میں تمہاری خاطر ہوا " ۱ ۔ پطرس ۔ ۱/ ۲۰ ۔ چونکہ نجات یافتہ لوگ بھی اس میں پہلے سے مقرر ہو چکے ہیں اسلئے ان کے

نام بھی بنائے عالم سے پیشتر برہ کی کتاب حیات کے اندر پہلے ہی لکھے جا چکے ہیں۔ مکاشفہ۔ ۱۳/۸ میں مرقوم ہے کہ "۔ زمین کے وہ سب رہنے والے جنکے نام اس برہ کی کتاب حیات میں لکھے نہیں گئے جو بنائے عالم کے وقت سے ذبح ہوا ہے اس حیوان کی پرستش کرینگے"

پرانے عہد نامہ میں خدا نے اسرائیل کو اپنی خاص ملکیت کیلئے چنا۔ استثنا۔ ۱۴/۲۔ میں لکھا ہے کہ "۔ تو خداوند اپنے خدا کی مقدس قوم ہے اور خداوند نے تجھ کو روئے زمین کی اور سب قوموں میں سے چن لیا ہے تاکہ تو اس کی خاص قوم ٹھہرے" نئے عہد کی کلیسیا کو جو تمام قوموں سے بنائی گئی ہے پیش نظر رکھتے ہوئے رسول لکھتا ہے کہ "انجیل کے اعتبار سے تو وہ تمہاری خاطر دشمن ہیں لیکن برگزیدگی کے اعتبار سے باپ دادا کی خاطر پیارے ہیں" رومیوں۔ ۱۱/۲۸۔

ازل سے تقرر روح القدس کے ذریعے مخصوصیت اور تقدیس کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اسرائیل نے اپنے آپکو نہ خود بلایا اور نہ اپنے آپکو علیحدہ کیا بلکہ یہ ایک الہی عمل تھا اس لئے وہ خداوند کے لئے مخصوص کئے ہوئے مقدس لوگ تھے۔ خروج۔ ۱۹/۵۔۶ میں لکھا ہے کہ "سو اب اگر تم میری بات مانو اور میرے عہد پر چلو تو سب قوموں میں سے تم ہی میری خاص ملکیت ٹھہروگے کیونکہ ساری زمین میری ہے" جبکہ نئے عہد نامہ کے ایمانداروں کو مخاطب کرکے پطرس رسول یوں لکھتا ہے کہ "۔ تم ایک برگزیدہ نسل۔ شاہی کاہنوں کا فرقہ۔ مقدس قوم اور ایسی امت ہو جو خدا کی خاص ملکیت ہے تاکہ اس کی خوبیاں ظاہر کرو جس نے تمہیں تاریکی سے اپنی عجیب روشنی میں بلایا ہے" ۱۔ پطرس۔ ۲/۹۔

مندرجہ ذیل آیات میں پولس رسول اس مضمون کو بڑے اچھے طریقے سے بیان کرتا ہے کہ "۔ ہمکو معلوم ہے کہ سب چیزیں مل کر خدا سے محبت رکھنے والوں کے لئے بھلائی پیدا کرتی ہیں یعنی انکے لئے جو خدا کے ارادہ کے موافق بلائے گئے۔ کیونکہ جنکو اس نے پہلے سے جانا انکو پہلے سے مقرر بھی

کیا کہ اس کے بیٹے کے ہم شکل ہوں تاکہ وہ بہت سے بھائیوں میں پہلوٹھا ٹھہرے۔ اور جن کو اس نے پہلے سے مقرر کیا ان کو بلایا بھی اور جنکو بلایا ان کو راستباز بھی ٹھہرایا اور جن کو راستباز ٹھہرایا انکو جلال بھی بخشا" رومیوں۔ ۸/ ۲۸۔ ۳۰۔

یقیناً خدا انسان میں ایسی کوئی اچھائی نہیں دیکھتا جس سے وہ کام شروع کرسکے۔ ایسی چیز بالکل نہ تھی۔ نجات مکمل طور پر خدا اور صرف خدا ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اس نے انسانیت کو مسیح میں دیکھا۔ صرف اسی میں چھڑائے ہوئے لوگوں کے لئے ہاں کی گئی۔ اسی میں آمین بھی کہی گئی اور لے پالک ہونے کا حق بھی بخشا گیا۔ ۲۔ کرنتھوں۔ ۱/ ۲۰۔ کلام کی گواہی بڑی صاف اور زبردست ہے۔ وہ اپنے لوگوں کو پہلے دیکھتا ہے اور اس کے بعد انکو ابدی زندگی کے لئے مقرر کرتا ہے۔ سب کچھ جاننے والا ایک ہی وقت میں چنتا اور پہلے سے مقرر بھی کرتا ہے۔ اعمال۔ ۱۳/ ۴۸۔ میں لکھا ہے کہ "غیر قوم والے یہ سنکر خوش ہوئے اور خدا کے کلام کی بڑائی کرنے لگے اور جتنے ہمیشہ کی زندگی کے لئے مقرر کئے گئے تھے ایمان لے آئے چناوکوئی آمرانہ عمل نہیں۔ خدا اپنی مرضی کا اظہار تو کرتا ہے لیکن کسی کو ماننے کے لئے مجبور نہیں کرتا۔ وہ اپنی مرضی یوں ظاہر کرتا ہے کہ "۔۔ سب آدمی نجات پائیں اور سچائی کی پہچان تک پہنچیں"۔ ۱۔ تمتھیس۔ ۲/ ۴۔ چونکہ خدا سب کچھ جانتا ہے اس لئے اس کو علم ہے کہ کون نجات کو قبول کریگا اور کون نہیں۔ جو کوئی خدا کے پاس نہیں آتا وہ اس سے دور رہتا ہے اور جو کوئی بچنے سے انکار کرتا ہے وہ کھویا رہے گا۔ چنانچہ جو اس پر ایمان لائیں گے وہ انکو پہلے ہی سے دیکھ سکتا ہے اور بنائے عالم سے پیشتر ہی نجات کے لئے چن لیتا ہے۔

پولس رسول کا وہ بیان جو اس نے پرانے عہد نامہ سے لیا اور رومیوں کے نویں باب میں بیان کیا اکثر غلط سمجھا جاتا ہے کہ "۔۔ جس پر رحم کرنا منظور ہے اس پر رحم کرونگا اور جس پر ترس کھانا منظور ہے اس پر ترس

کھاؤنگا۔۔۔پس وہ جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے سخت کر دیتا ہے۔" رومیوں۔۸/۱۵۔۱۸۔ جو لوگ اس کے پاس آتے ہیں ان پر رحم کیا جاتا ہے۔ یہ وہ ہیں جن کو وہ اپنا فضل اور پیار دکھاتا ہے۔ ایسے لوگوں کیلئے یہ لکھا گیا ہے کہ "۔ یہ نہ ارادہ کرنے والے پر منحصر ہے نہ دوڑ دھوپ کرنے والے پر بلکہ رحم کرنیوالے خدا پر" رومیوں۔۹/۱۶۔ لیکن جو لوگ اسکے پاس نہیں آتے وہ ان کے لئے رحیم خدا نہیں ہو سکتا۔ یہ وہ ہیں جو اس سے دور رہتے اور اپنے دلوں کو سخت کر لیتے ہیں اور خدا کو اپنی زندگیوں میں کام کرنے کا موقع نہیں دیتے۔ خدا اپنی اصل مرضی کو کبھی تبدیل نہیں کرتا۔ اسکے برعکس جو اس کا یقین کرتے ہیں وہ ان کے اندر اسے پورا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ہم غضب کے برتنوں کے بارے میں بھی پڑھتے ہیں جو ہلاکت کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو بے اعتقادی میں زندگی گزارتے ہیں۔ اگرچہ خدا نے مسیح میں اپنے غضب کو اٹھا لیا مگر جو لوگ خدا کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہتے ان پر وہ قائم رہتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو آزادی کے بیان کو قبول نہیں کرتے اور اسے رد کر دیتے ہیں۔ یوں وہ سزا کے حکم کے نیچے رہتے ہیں۔ جو کوئی مسیح کے پاس نہیں آتا اس پر خدا کا غضب قائم رہتا ہے۔ اس لئے کہ اس نے مخلصی کے لئے کئے ہوئے کام کو قبول نہیں کیا۔

لوسیفر نے اپنی آزاد مرضی کو بغاوت کرنیکے لئے استعمال کیا۔ یوں وہ اور اس کے پیروکار کبھی خدا کی مرضی کے تابع نہ ہونگے۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے آپکو خدا کے منصوبے کے تابع نہیں کریں گے۔ خدا صرف ان لوگوں پر ہی اپنا فضل کرتا اور انکو معاف کر کے مکمل آزادی دیتا ہے جو اسے ایمان ایک نعمت کے طور پر قبول کرتے ہیں۔ انکو مسیح کے ذریعے قائم مقامانہ صلح کو قبول کر لینا چاہیئے۔

ہمیں بتایا گیا ہے کہ "۔ خدا کا وہ فضل ظاہر ہوا ہے جو سب آدمیوں کی نجات کا باعث ہے" ططس۔۲/۱۱ خدا کی بلاہٹ سب کیلئے ہے۔ لکھا ہے کہ

"اے محنت اٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو سب میرے پاس آؤ میں تمکو آرام دونگا۔" متی ۔ ۱۱/ ۲۸ ۔ لیکن سب اسکے پاس نہیں آتے ۔ وہ اس کی بلاہٹ کو نہیں سنتے ۔ حتٰہ کہ جو لوگ اس کے کلام کے متلاشی ہیں انکے درمیان بھی ایسے لوگ ہیں جنکے مقاصد مختلف ہیں اور وہ اپنے خداوند اور بچانے والے کی شخصی رفاقت تک رسائی نہیں کر پاتے ۔ یوحنا ۔ ۵ / ۳۹ تا ۴۰ میں لکھا ہے کہ " تم کتاب مقدس میں ڈھونڈتے ہو کیونکہ سمجھتے ہو کہ اس میں ہمیشہ کی زندگی تمہیں ملتی ہے اور یہ وہ ہے جو میری گواہی دیتی ہے ۔ پھر بھی تم زندگی پانے کے لئے میرے پاس آنا نہیں چاہتے " اگر کوئی شخص خداوند کے پاس آکر ابدی زندگی نہیں حاصل کرتا تو کلام کی تحقیق اور علم الہیات کا حصول محض بیکار ہے ۔ خداوند نے کہا کہ " ۔۔۔ اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آکر پیئے " یوحنا ۔ ۷ / ۳۷ ۔ بہت سے لوگ اسلئے نہیں آتے کہ ان کے اندر پیاس نہیں ہوتی ۔

رومیوں ۔ ۹ / ۱۸ کا یہ بیان کہ " جسے چاہتا ہے سخت کر دیتا ہے " ایک قوت ور فیصلہ ہے ۔ خدا انسان کی مرضی کے بغیر کام نہیں کر سکتا ۔ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی ہلاک ہو ۔ کیونکہ اس کی یہ مرضی ہے کہ ہر شخص نجات پائے اور سچائی کی پہچان تک پہنچے ۔ لیکن جو خدا کی مرضی ہے اگر انسان اسے پورا نہ کرنا چاہے تو خدا اسے اسکی مرضی کے اوپر چھوڑ دیتا ہے ۔ خدا نے شروع ہی سے انسان کو ایک آزاد مرضی بخشی ہے ۔ اس نے بنی نوع انسان کو کبھی مجبور نہیں کیا اور نہ ہی اس نے انسان کو خود بخود چلنے والی مشین بنایا ہے ۔ انسان فرمانبرداری اور نافرمانی ۔ زندگی اور موت کے لئے فیصلہ کر سکتا ہے ۔

انسان اس وقت تک خدا سے جدا ہو کر اپنی ذاتی مرضی کو پورا کرنے کی جد و جہد میں مصروف رہتا ہے جبتک وہ ہوش میں آکر اپنے لئے خدا کے ارادے کو نہیں پہچانتا ۔ وہ اسوقت تک اپنے آپکو ہی نمایاں کرتا رہتا ہے جبتک کہ وہ خدا کے ظہور کا خواہشمند نہ ہو ۔ وہ خود مختار ہونا چاہتا ہے

اور اپنے آپ کو اس کے حوالے نہیں کرنا چاہتا بلکہ اپنی آزادی کی تلاش میں وہ غلامی اور ہلاکت میں گر جاتا ہے۔ جو کوئی خدا سے الگ ہوتا ہے وہ دشمن کے ساتھ مل جاتا ہے۔ اس لئے اس کے لئے رہائی بہت ضروری ہے۔ نجات دہندہ قیدیوں کی رہائی کی منادی کرنے کے لئے آیا۔ لوقا ۴/۱۸

ہمارے لئے ایمان کے باپ ابرہام کو بطور نمونہ دیا گیا ہے۔ جس طرح اس کے ساتھ ہوا ویسے ہی ان سب کیلئے ہوتا ہے جو خدا کے کلام کو سن کر ایمان لاتے اور اس کے مطابق چلتے ہیں۔ وہ خدا کے تمام کاموں کے لئے اس کو تسلیم کر کے اس کی طرف کھڑے ہو کر اس عہد کی تصدیق کرتے ہیں جو اس نے ہمارے ساتھ باندھا ہے۔ برگزیدہ لوگ ہر بات کے لئے خدا کا یقین کرتے ہیں۔ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ اسے کریں گے۔ اور جس بات کا اس نے حکم دیا ہے وہ فرمانبرداری کے ساتھ اسے مانیں گے۔ ایسے لوگوں کے لئے کلام، ایمان اور اعمال باہم مطابقت رکھتے ہیں۔ پیشتر سے چنے ہوئے لوگ اپنی مرضی کے مالک نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنے آپ کو خدا کی مرضی کے حوالے کرتے اور دیانتداری کے ساتھ دعا مانگتے ہیں۔ "جسطرح تیری مرضی آسمان پر پوری ہوتی ہے ویسے ہی زمین پر بھی پوری ہو" متی ۶/۱۰۔ ان کا اپنا کوئی ارادہ نہیں ہوتا بلکہ وہ خدا کی مرضی اور مقصد کا ایک حصہ ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو پطرس رسول یوں نصیحت کرتا ہے کہ "۔ اے بھائیو۔ اپنے بلاوے اور برگزیدگی کو ثابت کرنے کی زیادہ کوشش کرو کیونکہ اگر ایسا کرو گے تو کبھی ٹھوکر نہ کھاؤ گے"۔ ۲۔ پطرس ۱/۱۰۔

جس طرح رسول لکھتا ہے مسیح چنا ہوا قیمتی پتھر ہے۔ وہ کونے کا پتھر ہے۔ لیکن بعض کے لئے وہ ٹھیس لگنے کا پتھر اور ٹھوکر کھانے کی چٹان ہوا۔ جو برگزیدہ اور شاہی کاہنوں کا فرقہ ہیں ان لے لئے وہ کونے کا اور چوٹی کا پتھر ہے۔ جو کوئی اس سے ٹھیس کھاتا ہے وہ ابھی تک خدا کے کلام کا نافرمان ہے۔

۱۔ پطرس ۔ ۲/ ۳ ۔ ۱۰

روحانی تجربہ یہ سکھاتا ہے کہ ہر ایک اس جگہ کو حاصل کرے جو اسکے لئے مقرر

کی گئی ہے۔ جو کوئی پیشتر سے چنے جانے کی تعلیم کو نہیں مانتا وہ یقیناً چنا ہوا نہیں
یہ تبدیلی۔ تازگی۔ نئی پیدائش اور دیگر تجربوں کے ساتھ شروع ہوتی ہے
جسے ہم خدا سے حاصل کرتے ہیں۔ ہر شخص جس بات پر یقین رکھتا ہے وہ
اسے ہی حاصل کریگا۔ ۲۔ تھسل نیکیوں۔ ۲/ ۱۳۔ میں مرقوم ہے کہ "تمہارے
بارے میں اے بھائیو۔ خداوند کے پیارو ہر وقت خدا کا شکر کرنا ہم پر
فرض ہے کیونکہ خدا نے تمہیں ابتدا ہی سے اس لیے چن لیا تھا کہ روح کے
ذریعہ سے پاکیزہ بن کر اور حق پر ایمان لا کر نجات پاؤ"

"چنانچہ اس نے اپنی مرضی کے بھید کو اپنے اس نیک ارادہ کے موافق ہم
پر ظاہر کیا جسے اپنے آپ میں ٹھہرا لیا تھا۔ تاکہ زمانوں کے پورا ہونے کا
ایسا انتظام ہو کہ مسیح میں سب چیزوں کا مجموعہ ہو جائے خواہ آسمان کی
ہوں خواہ زمین کی۔ اسی میں ہم بھی اس کے ارادہ کے موافق جو اپنی مرضی
کی مصلحت سے سب کچھ کرتا ہے پیشتر سے مقرر ہو کر میراث بنے" افسیوں۔

# چھبیسواں باب

## خداوند کے نزدیک ایک دن ہزار برس کے برابر

یہ انکشاف ہمیں بنی نوع انسان کے بارے میں خدا کے اوقات کار سے آگاہ کریگا۔ زبور۔ ۹۰/۴ میں ہم یوں پڑھتے ہیں کہ "۔ تیری نظر میں ہزار برس ایسے ہیں جیسے کل کا دن جو گزر گیا۔۔۔" اسی خیال کو پطرس رسول نے نئے عہد نامہ کے اندر یوں بیان کیا ہے کہ "اے عزیزو۔ یہ بات تم پر پوشیدہ نہ رہے کہ خداوند کے نزدیک ایک دن ہزار برس کے برابر ہے اور ہزار برس ایک دن کے برابر" ۲۔ پطرس۔ ۳/۸۔ جب ہم کلام مقدس کے اندر آخری دنوں کے بارے میں پڑھتے ہیں تو ہمیں اس بات میں امتیاز کرنا چاہیئے کہ جن آخری دنوں کا ذکر کیا گیا ہے انکا تعلق انبیانہ اصطلاح کے ساتھ ہے یا آخری نسل کے ساتھ۔

خدا نے زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا۔ اگر کوئی تخلیق کے بیان کو درست طور پر پڑھے تو وہ یوں لکھا گیا ہے کہ "۔ خدا نے اپنے کام کو جسے وہ کرتا تھا ساتویں دن ختم کیا اور اپنے سارے کام سے جسے وہ کر رہا تھا ساتویں دن فارغ ہوا" پیدائش۔ ۲/۲۔ اسکا انسانی تواریخ کے سات ہزار سالوں کے ساتھ بہت ہی گہرا تعلق ہے۔ سات کا عدد الٰہی تکمیل کو ظاہر کرتا ہے۔ جبکہ آٹھواں دن دوبارہ پہلا دن ہی ہوگا۔

بائبل کے اعداد و شمار یوں کیئے جا سکتے ہیں۔ تقریباً دو ہزار سال کا عرصہ خداوند کے نزدیک آدم سے لیکر ابرہام تک پورا ہوا۔ اس سے اگلے دو ہزار سال ابرہام سے لیکر مسیح تک۔ اور اب ہم مزید دو ہزار سالوں کی تکمیل کے نزدیک ہیں

ساتواں خداوند کے آرام کا دن ہے اور یہ ہزار سالہ بادشاہی کا دن ہو

گا۔ نبیوں اور رسولوں نے اس کو "خداوند کا دن" کہا اور لکھا ہے۔ یوحنا نے جو تجربہ پتمس کے جزیرے میں حاصل کیا اس کا ذکر کرتے ہوئے اس نے کہا کہ "خداوند کے دن روح میں آگیا" مکاشفہ ١/١٠
یہ آخری دن جنگ ہرمجدون کی عظیم جنگ کے ساتھ شروع ہوگا۔ مکاشفہ ١٦/١٤۔١٦۔ اور ہزار سالہ بادشاہت کے بعد یاجوج ماجوج کی عظیم جنگ کے ساتھ ختم ہوگا۔ اس وقت شیطان کو آخری بار چھوڑا جائیگا تاکہ وہ قوموں کو دھوکہ دے۔ مکاشفہ ٢٠/٧-١٠۔
ان دونوں جنگوں کے درمیان ہزار سالہ بادشاہت ہے جس میں بھیڑیا اور برہ۔۔ چیتا اور بکری۔۔۔ بچھڑا اور شیر بچہ۔۔ گائے اور ریچھنی مل کر چرینگی یسعیاہ ١١/٦-١١۔ "۔۔۔ اور وہ اپنی تلواروں کو توڑ کر پھالیں اور اپنے بھالوں کو ہنسوے بنا ڈالیں گے اور قوم قوم پر تلوار نہ چلائے گی اور وہ پھر کبھی جنگ کرنا نہ سیکھیں گے" یسعیاہ ٢/٤ و میکاہ ٤/٣
"اور اس وقت یوں ہوگا کہ لوگ یسی کی اس جڑ کے طالب ہونگے جو لوگوں کے لئے ایک نشان ہے اور اسکی آرامگاہ جلالی ہوگی۔ اور اس وقت یوں ہوگا کہ خداوند دوسری مرتبہ اپنا ہاتھ بڑھائیگا کہ اپنے لوگوں کا بقیہ جو بچ رہا ہو۔۔۔ سمندری اطراف سے واپس لائے" یسعیاہ ١١/١٠-١١۔
انبیاء کی نظر سے ہم نئے عہد کے آغاز کے آخری دو دنوں کے اندر زندگی گزار رہے ہیں۔ اس کو "آخری دو دن" بھی کہا گیا ہے۔ پطرس رسول نے مسیح کے بارے میں یوں لکھا کہ "اس کا علم تو بنائے عالم سے پیشتر سے تھا مگر ظہور اخیر زمانہ میں تمہاری خاطر ہوا" ١۔پطرس ١/٢٠۔ یہ مدت اب تقریباً ختم ہونے کو ہے۔ چونکہ بعض لوگ بائیبل کے مطابق ٣٦٠ دنوں کا سال گنتے ہیں اور بعض ٣٦٥ کا اس لئے صحیح وقت کو بیان کرنا ممکن نہیں۔ اس کے لئے خدا کا شکر ہو۔ ہمارے پاس کلام کی واضح گنتی موجود ہے۔ ہم پیشین گوئیوں۔ واقعات اور وقت کے نشانوں سے کھوج لگا کر سمجھ سکتے ہیں کہ اب ہم آخری دنوں میں زندگی گزار رہے ہیں۔ عظیم واقعات اور بنی نوع

انسان کی تاریخ میں تبدیلی کو ہم پڑھ سکتے ہیں۔

پطرس نے پینتکست کے دن جب روح القدس کی معموری یوایل دوسرے باب کے کلام کے ساتھ وابسطہ کیا تو اس نے دو انبیانہ دنوں کی تصویر پیش کی جو یوں ہے کہ "۔ یہ وہ بات ہے جو یوئیل نبی کی معرفت کہی گئی ہے کہ۔ خدا فرماتا ہے کہ آخری دنوں میں ایسا ہوگا کہ میں اپنے روح میں سے ہر بشر پر ڈالونگا۔ اور تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں نبوت کرینگی۔ اور تمہارے جوان رویا اور تمہارے بڑھے خواب دیکھیں گے" اعمال۔ ۲/ ۱۶۔ ۱۷۔ ان آخری دنوں۔ دو ہزار سالوں کے خاتمے پر وہ بڑی احتیاط کے ساتھ خداوند کے دن کا ذکر کرتا ہے جو صرف نجات کا دن ختم ہونے کے بعد ہی آسکتا ہے۔ کہ " سورج تاریک اور چاند خون ہو جائیگا۔ پیشتر اس سے کہ خداوند کا عظیم اور جلیل دن آئے" اعمال۔ ۲/ ۲۰۔ ملاکی۔ ۴/ ۵ کے مطابق یہ خداوند کا بزرگ اور ہولناک دن ہوگا۔

بعض واقعات دو ہزار سالوں کے خاتمے پر ظہور پذیر ہونگے اور بعض ساتویں دن کے آغاز پر یعنی خداوند کے دن وقوع میں آئیں گے۔ بائیبل کے اندر ایسا ایک حوالہ بھی نہیں جو سبت یا اتوار کو خداوند کا دن کہتا ہو۔ فلپیوں۔ ۱/ ۶ و ۲/ ۱۶ کے مطابق ایمانداروں کے لئے وہ جلالی دن ہوگا لیکن بے ایمانوں کیلیئے ہولناک۔ یسعیاہ۔ ۱۳/ ۶۔ ۱۲۔ جس طرح خدا نے تخلیق کے کام کو ساتویں دن ختم کرکے آرام کیا اسیطرح مخلصی کے کام کی تکمیل پر بھی ہوگا۔

فضل کے دن کو بھی " نجات کا دن " اور " سال مقبول " کہا گیا ہے۔ یسعیاہ ۴۹/ ۸ و ۲۔ کرنتھیوں۔ ۶/ ۲۔ جبکہ یسعیاہ۔ ۶۱/ ۲ و لوقا۔ ۴/ ۱۹۔ میں اسے خداوند کا سال مقبول بھی کہا گیا ہے۔ اصل میں سال مقبول کا مطلب سال یوبلی ہے۔ پرانے عہد نامہ میں یہ خاص سال سالوں کے سات ہفتوں کے بعد یعنی پچاسویں سال آیا کرتا تھا۔ وہ تمام لوگ جو مقروض یا غلام ہوتے یا جن کی جائیداد ضبط ہو چکی ہوتی وہ ہر چیز کی واپسی کا تقاضہ کرسکتے اور

اور سال یوبلی پر اپنی ملکیت میں واپس آسکتے تھے۔ احبار۔ ۲۵۔ کفارے
کے عظیم دن کے موقع پر نرسنگا پھونکا جاتا تھا اور سال یوبلی میں ایک ہی
دن سب آزاد ہو جایا کرتے تھے۔ اس عظیم دن لے بعد جب خدا اور
انسان کے درمیان ملاپ ہوا تو خوشخبری کے نرسنگے کی آواز سنی گئی کہ
اب جو کوئی ایمان لاتا ہے وہ آزادی کے ساتھ جا سکتا ہے۔ فضل کے دن
کی یہ معیاد ہر ایک کیلئے ہے خواہ وہ کسی بھی وقت کسی جگہ رہا ہو۔ یہ یوبلی
کا الٰہی سال ہے جسے ہمارے خداوند نے "سال مقبول" کہہ کر پکارا۔ اس
عرصہ کے دوران جو کوئی مخلصی کے پورے کئے ہوئے کام پر ایمان لاتا
ہے وہ آزاد ہو کر جا سکتا ہے۔ ہمارے خداوند نے اس بات کا دعوی
کیا کہ "۔۔ آج یہ نوشتہ تمہارے سامنے پورا ہوا!" لوقا۔ ۴/۲۱۔ یہ یعنی "
آج "کا دن خدا کے فضل کا دیا ہوا دن ہے۔ عبرانیوں۔ ۴/۷۔

آخری دو دنوں کے بارے میں پطرس رسول نے یوں کہا کہ "سموایل سے
لیکر پچھلوں تک جتنے نبیوں نے کلام کیا ان سب نے ان دنوں کی خبر دی ہے"
اعمال۔ ۳/۲۴۔ نئے عہد نامہ کے بندگان خدا نے نجات کے منصوبے کو
مکاشفہ کے ذریعے جس صحت سے عیاں کیا ہے وہ دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے۔
اسکے بارے میں رسول لکھتا ہے کہ "۔۔۔ خداوند فرماتا ہے دیکھ وہ دن
آتے ہیں کہ میں اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے سے ایک نیا
عہد باندھونگا۔۔" یہ عہد خدا نے صلیب پر مسیح میں باندھا اور بنی اسرائیل
کے ساتھ یہ وعدہ کیا کہ "۔ خداوند فرماتا ہے کہ جو عہد اسرائیل کے
گھرانے سے ان دنوں کے بعد باندھونگا وہ یہ ہے کہ میں اپنے قانون ان
کے ذہن میں ڈالونگا اور ان کے دلوں پر لکھونگا۔ اور میں ان کا خدا ہونگا
اور وہ میری امت ہونگے" عبرانیوں۔ ۸/۸۔۱۰

جہاں تک پرانے عہد نامہ کی معیاد کا تعلق ہے اسے بھی انبیانہ اصطلاح میں
دن کہا گیا ہے اس کے بارے میں ہم عبرانیوں۔ پہلے باب کے اندر یوں
پڑھتے ہیں کہ "اگلے زمانہ میں خدا نے باپ دادا سے حصہ بہ حصہ اور طرح

بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کرکے اس زمانہ کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا۔ ۔" عبرانیوں ۔۱/۱۔ و ۲ اور وہ کے آخری دن ان دنوں میں کم ہو گئے جن میں خدا نے بیٹے کی معرفت کلام کرکے جواب دیا۔ ہمارا واسطہ ان دو ہزار سالوں کے ساتھ ہے جو کلیسیا کو دیئے گئے تاکہ وہ اس زمانہ کے آخر میں اپنے پورے قد تک پہنچ سکے۔ اس کے بعد خدا اسرائیل کے ساتھ اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنائے گا۔ بے شک یہ ساتویں دن کے آغاز ہزار سالہ بادشاہت شروع ہونے سے پہلے ہوگا۔

ہوسیع کے چھٹے باب میں ان انبیانہ دنوں کا حوالہ یوں دیا گیا ہے کہ " آؤ ہم خداوند کی طرف رجوع کریں کیونکہ اسی نے پھاڑا ہے اور وہی ہمکو شفا بخشیگا۔ اسی نے مارا ہے اور وہی ہماری مرہم پٹی کریگا۔ وہ دو روز کے بعد ہمکو حیات تازہ بخشیگا اور تیسرے روز اٹھا کھڑا کرے گا اور ہم اس کے حضور زندگی بسر کریں گے "۔ ہوسیع ۔۶/۱۔۲

موسی اور پرانے عہد نامہ کے دیگر نبیوں کی پیشن گوئیوں کے مطابق سن ستر عیسوی میں رومی فوج نے ٹائیٹس جرنیل کی سرکردگی میں ہیکل کو مسمار کیا اور بنی اسرائیل تمام قوموں میں تتر بتر ہو گئے۔ تاہم موسی نے ان کی واپسی کا بھی ذکر کیا ہے۔ استثنا ۔۴/۲۷۔۲۸۔ اسکے علاوہ خدا نے یرمیاہ نبی کی معرفت وعدہ کیا کہ " اے قومو۔ خداوند کا کلام سنو۔ اور دور کے جزیروں میں منادی کرو اور کہو کہ جس نے اسرائیل کو تتر بتر کیا وہی اسے جمع کریگا اور اسکی ایسی نگہبانی کریگا جیسی گڈریا اپنے گلہ کی۔ ۔ پس وہ آئینگے اور صیون کی چوٹی پر گائیں گے۔ ۔ ۔ کیونکہ میں ان کے غم کو خوشی سے بدل دونگا اور انکو تسلی دیکر غم کے بعد شادمان کرونگا " یرمیاہ ۔۳۱/۱۰۔۱۲ و ۱۳۔ حزقی ایل نے بھی ۳۶ تا ۳۸ ویں باب میں اس کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ۳۷ ویں باب کی اکیسویں آیت میں ہم یوں پڑھتے ہیں کہ " ۔ ۔ کہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ میں بنی اسرائیل کو قوموں کے درمیان سے جہاں جہاں وہ گئے ہیں نکال لاؤنگا اور ہر طرف سے انکو فراہم کرونگا اور ان کو

انکے ملک میں لاؤنگا۔ اڑتیسویں باب کے اندر اس وقت کا ذکر ہے جب یہ سب وقوع میں آئیگا۔ لکھا ہے کہ "۔ بہت دنوں کے بعد تو یاد کیا جائیگا اور آخری برسوں میں اس سرزمین پر جو تلوار کے غلبہ سے چھڑائی گئی ہے اور جس کے لوگ بہت سی قوموں کے درمیان سے فراہم کئے گئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اسکے ساتھ سولویں آئت کو بھی پڑھئے۔

ہوسیع نبی نے کہا ہے کہ اسرائیل کی واپسی اور شفا دو روز یعنی دو ہزار سال کے بعد ہوگی اور تیسرے روز خداوند اسرائیل کو شفا دے کر حیات تازہ بخشے گا۔ مسیح کی امید تمام ایماندار یہودیوں کے اندر اب تک زندہ ہے۔ عام طور پر دیوار گریہ کے سامنے کی جانے والی دعا اس درخواست کے ساتھ ختم ہوگی کہ مسیحا کو آنا چاہیئے کہ ہیکل کی تعمیر ہو۔ اس وقت جو کچھ نبی کی معرفت کہا گیا ہے وہ پورا ہوگا کہ " آؤ ہم دریافت کریں اور خداوند کے عرفان میں ترقی کریں۔ اسکا ظہور صبح کی مانند یقینی ہے اور وہ ہمارے پاس برسات کی مانند یقینی آخری برسات کی مانند جو زمین کو سیراب کرتی ہے آئیگا" ہوسیع۔ ۶/۳۔

چونکہ اس کی غلط تفسیر نہیں کی جاسکتی اسلیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ سن ۱۹۴۸ء میں خدا کے معجزہ کے ساتھ بنی اسرائیل کا ملک دوبارہ وجود میں آیا۔ نجات کے بارے میں خدا کے منصوبے کو پیش نظر رکھتے ہوئے خدا قومی لحاظ سے اسرائیل کے ساتھ صرف ان کے اپنے ملک میں ہی کام کرتا ہے۔ وہ لوگوں کو انفرادی طور پر باہر نکالتا ہے۔ تمام قوموں میں سے کلیسیا کی تکمیل اور اسرائیل کی رہائی کے بارے میں پولس رسول کا کہنا ہے کہ " اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تم اس بھید سے ناواقف رہو کہ اسرائیل کا ایک حصہ سخت ہوگیا ہے۔ اور جب تک غیر قومیں پوری پوری داخل نہ ہوں وہ ایسا ہی رہیگا۔ اور اس صورت میں تمام اسرائیل نجات پائے گا۔ رومیوں۔ ۱۱/۲۵-۲۶۔

یعقوب رسول اسرائیل کے یروشلیم میں خاص طور پر جمع ہونیکی بابت اپنا

اظہار خیال یوں کرتا ہے کہ "اے بھائیو میری سنو۔ شمعون نے بیان کیا ہے کہ خدا نے پہلے پہل غیر قوموں پر کس طرح توجہ کی تاکہ ان میں سے اپنے نام کی خاطر ایک امت بنا لے۔ اور نبیوں کی باتیں بھی اسکے مطابق ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ۔

ان باتوں کے بعد میں پھر آکر داؤد کے گرے ہوئے خیمہ کو اٹھاؤنگا اور اسکے پھٹے ٹوٹے کی مرمت کر کے اسے کھڑا کرونگا" یعقوب۔ ۱۵/ ۱۴۔ ۱۶۔ ۱۱۔

عاموس نبی نے یوں کہا ہے کہ "میں اس روز داؤد کے گرے ہوئے مسکن کو کھڑا کر کے اس کے رخنوں کو بند کرونگا اور اس کے کھنڈر کی مرمت کر کے اسے پہلے کیطرح تعمیر کرونگا" عاموس۔ ۹/ ۱۱۔ اسرائیل کی بابت صفنیاہ نبی یوں لکھتا ہے کہ "اسی روز تو اپنے سب اعمال کے سبب سے جن سے تو میری گنہگار ہوئی شرمندہ نہ ہوگی۔۔ صفنیاہ۔ ۳۔ ۱۱۔ زکریاہ نبی لکھتا ہے کہ "میں اس روز یروشلیم کو سب لوگوں کے لئے لڑکھڑاہٹ کا پیالہ بناؤنگا۔ ۔۔ اور اس روز میں یروشلیم کی سب مخالف قوموں کی ہلاکت کا قصد کرونگا۔ زکریاہ۔ ۱۲/ ۳ و ۹۔

بنی اسرائیل کی اپنے ملک کے اندر واپسی اس حقیقت کو عیاں کرتی ہے کہ غیر قوموں کے لئے فضل کی مدت اب ختم ہونے کے قریب ہے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد خدا پھر اسرائیل کی طرف متوجہ ہوگا۔ لیکن پیشتر اس کے کہ وہ آخری دن آئے خدا کا کلیسیا کے ساتھ کام مکمل ہونا چاہیئے۔ "خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ" دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا" ملاکی۔ ۴/ ۵۔ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ پیشن گوئی خادموں کی توجہ کے بغیر ہی پوری ہو چکی ہو؟ یا یہ اسی طرح ہوگا جب یوحنا بپتسمہ دینے والے کے ساتھ فضل کا دن شروع ہوا تو اس وقت کے یہودی خادموں نے اسے رد کر دیا؟

چونکہ یوحنا بپتسمہ دینے والے نے انبیانہ بیان کا پہلا حصہ پورا کیا کہ "والدوں کے دل اولاد کی طرف پھرے گا" لوقا۔ ۱/ ۱۷، اسے بھی ایلیاہ

کہا گیا۔ اس وقت سے لیکر تقریباً دو ہزار سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن خداوند کا دن ابھی تک نہیں آیا۔ یوحنا ملاکی تیسرے باب کے مطابق وہ پیغمبر تھا جس نے خداوند کی راہ تیار کی۔ متی۔ ۱۱/۱۰ اور مرقس۔ ۱/۱۔ ۳۔

یوحنا سے یہ بھی پوچھا گیا کہ "کیا تو ایلیاہ ہے؟" اس نے بڑی دلیری کے ساتھ جواب دیا کہ "میں نہیں"۔ فضل کے دن کے عین خاتمے کے وقت۔ خدا کے قہر اور عدالت سے پیشتر خدا نے ایلیاہ نبی کی مانند ایک شخص کو بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ اس شخص کا کام خدا کی اولاد کے دل رسولی والدوں کی طرف پھیرنا ہوگا۔ ایلیاہ نے بنی اسرائیل کو کوہ کرمل پر اکٹھا کیا اور خدا کے مذبح کو دوبارہ تعمیر کیا۔ اس نے اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے شمار کے مطابق بارہ پتھر لئے اور خدا نے آسمان پر سے فیصلہ اور جواب صادر فرمایا۔ اس وقت کا ایلیاہ اولاد کے دل بارہ رسولوں کی اصل تعلیم کی طرف جس پر نئے عہد نامہ کی کلیسیا کھڑی کی گئی ہے واپس لائیگا۔ تب صرف زندہ خدا ہی اپنے کلام کو مافوق الفطرت طریقے کے ساتھ ثابت کرے گا اور کلیسیا میں اپنی قوت کو عیاں کریگا۔ یہ مرد خدا کسی فرقے کی نمائندگی نہ کریگا بلکہ خدا کے لوگوں کے لئے براہ راست حکم اور پیغام کے ساتھ خدا کا بھیجا ہوا ہوگا۔

متی۔ ۱۷/۱۱ کے اندر یسوع نے اس خدمت کو مستقبل کے ساتھ منسلک کیا ہے۔ لکھا ہے کہ "اس نے جواب میں کہا ایلیاہ البتہ آئیگا اور سب کچھ بحال کریگا" بائیبل کے مشہور و معروف ترجمان ڈاکٹر سکافیلڈ اس حوالے سے مندرجہ ذیل بیان لکھتا ہے کہ "مسیح ملاکی۔ ۴/۵۔ ۶ کی مخصوص اور پوری نہ ہونے والی پیشن گوئی کی تصدیق کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ایلیاہ البتہ آئیگا اور سب کچھ بحال کریگا۔ یہاں جس طرح ملاکی کی کتاب میں لکھا ہے یہ پیشن گوئی یوحنا بپتسمہ دینے والے کے ذریعے پوری ہوئی لیکن آئندہ کے ایلیاہ میں بھی پوری ہوگی۔ بڑی واضح ہے۔ لیکن یوحنا بپتسمہ دینے والا مکمل طور پر مستقبل کے ایلیاہ کی روح اور قوت میں آیا۔ لوقا۔ ۱/۱۷۔ یوں

ایک مثال کے طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایلیاہ البتہ آ چکا۔
جس شخص نے مسیح کی پہلی آمد کے لئے راستہ تیار کیا وہ ایلیاہ کی روح اور قوت میں آیا۔ جو مرد خدا مسیح کی دوسری آمد سے پہلے آئیگا وہ لازمی طور پر خدا کے نظام کو ابتدائی کلیسیا کے اصلی نمونے کے مطابق قائم کریگا۔ یہ اس کی واپسی سے پیشتر ضرور ہونا چاہئے۔ اس کی آمد کے بارے میں ہم یوں پڑھتے ہیں کہ "ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اس وقت تک رہے جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جنکا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں" اعمال ۳۔ ۲۱
جہاں تک خداوند کے دن کا تعلق ہے اسکے بارے میں پولس رسول لکھتا ہے کہ "اس واسطے کہ تم آپ خوب جانتے ہو کہ خداوند کا دن اس طرح آنے والا ہے جس طرح رات کو چور آتا ہے" ۱۔ تھسلنیکیوں ۵۔ ۲/ ۔ اس کا مطلب ہے کہ بغیر کسی آگاہی کے۔ اچانک۔ اس دن کے حوالے سے رسول مزید کہتا ہے کہ "جس وقت لوگ کہتے ہونگے کہ سلامتی اور امن ہے اس وقت ان پر ناگہاں آفت آئیگی جس طرح حاملہ کو درد لگتے ہیں اور وہ ہرگز نہ بچیں گے" تیسری آیت۔ سلامتی اور امن کے بارے میں کسی اور وقت اتنا زور نہیں دیا گیا جتنا کہ اب۔ سیاست دان امن قائم کرنے کی تڑپ رکھتے ہیں اور امن کے ساتھ قوموں کیلئے سلامتی کی بھی۔ جس وقت امن اور سلامتی کے دو الفاظ عالمگیر اہمیت حاصل کرینگے اسوقت ناگہاں آفت آئیگی۔ وہ وقت اب ہے۔ اس وقت مشرق اور مغرب کو ایک ہی خیال گھیرے ہوئے ہے کہ ہولناک ہتھیاروں کو تلف کر کے عالمگیر امن قائم کیا جائے۔ کلام کو جاننے والوں کے لئے وہ ناگہاں نہیں اٹھائے جائیں گے۔ وہ جانتے ہیں کہ وقت کے نشانات کے مطابق اس نشو نما کا ہونا ضرور ہے۔ اسکے بارے میں لکھا ہے کہ "۔ تم سب نور کے فرزند اور دن کے فرزند ہو۔ ہم نہ رات کے ہیں نہ تاریکی کے" ۱۔ تھسلنیکیوں ۵۔ ۴/ ۔
پولس رسول مسیح کی واپسی اور ہمارے اس کے پاس حاضر ہونیکے مضمون

کو لکھتے ہوئے ہمیں نصیحت کرتا ہے کہ "کسی روح یا کلام یا خط سے جو گویا
ہماری طرف سے ہو یہ سمجھ کر کہ خداوند کا دن آپہنچا ہے تمہاری عقل
دفعتاً پریشان نہ ہو جائے اور نہ تم گھبراؤ" ۲۔ تھسلنیکیوں ۔۲/۲۔ اس
باب اور دیگر کئی حوالوں میں آخری وقت کے بارے میں روحانی
علامتوں اور عمومی حالات کو کلام میں سے واضح طور پر دکھایا گیا ہے۔
یہوداہ کے خط میں لکھا ہے کہ "۔۔۔ آخیر زمانہ میں ایسے ٹھٹھا کرنے والے
ہونگے جو اپنی بیدینی کی خواہشوں کے موافق چلیں گے" یہوداہ۔۱۸۔
پطرس رسول نے بھی تقریباً اسی قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ "اور یہ پہلے
جان لو کہ آخیر دنوں میں ایسے ہنسی ٹھٹھا کرنیوالے آئینگے جو اپنی خواہشوں
کے موافق چلیں گے۔" ۲۔پطرس ۔۳/۳۔
درج ذیل آئیت میں رسول نہ صرف ٹھٹھا کرنے والوں کا ذکر کرتا ہے بلکہ
اس بات کا بھی کہ وہ کس کا ٹھٹھا اڑائیں گے۔ اور یسوع مسیح کی اپنی
واپسی کے بارے میں کہیں گے کہ "۔۔ اس کے آنے کا وعدہ کہاں گیا۔۔
۔؟"
آخری وقت کی عمومی حالت کا ذکر ۲۔ تمتھیس ۔۳/۱۔۹ میں یوں کیا گیا
ہے کہ "۔ یہ جان رکھ کہ اخیر زمانہ میں برے دن آئینگے۔ کیونکہ آدمی خود
غرض۔ زردوست۔ شیخی باز۔ مغرور۔ بدگو۔ ماں باپ کے نافرمان۔ ناشکر
۔ ناپاک۔ طبعی محبت سے خالی۔ سنگدل۔ تہمت لگانے والے بے ضبط۔ تند
مزاج۔ نیکی کے دشمن۔ دغاباز۔ ڈھیٹھ۔ گھمنڈ کرنے والے۔ خدا کی نسبت
عیش و عشرت کو زیادہ دوست رکھنے والے ہونگے۔ وہ دینداری
کی وضع تو رکھینگے مگر اس کے اثر کو قبول نہ کریں گے۔ ایسوں سے بھی کنارہ
کرنا۔۔" خداوند نے بھی نوح اور سدوم کا ذکر کرتے وقت اس کا مقابلہ
آخری وقت کی روحانی اور اخلاقی حالت کے ساتھ کیا۔ لوقا ۱۷۔ نوح کے
دنوں میں سیت اور قائین کی نسلوں کا اختلاط ہوا۔ اور اب دنیا کا سب
سے بڑا مذہبی اختلاط اور ایک دوسرے میں شامل ہونے کا کام

ہو رہا ہے۔

۲۔ تموتھی۔ ۴/ ۱۔ ۵۔ میں ہمیں اس منادی سے خبردار کیا گیا ہے جو سچائی سے تجاوز کر چکی ہے "کیونکہ ایسا وقت آئیگا کہ لوگ صحیح تعلیم کی برداشت نہ کرینگے۔ ۔ ۔ اور اپنے کانوں کو حق کی طرف سے پھیر کر کہانیوں پر متوجہ ہونگے۔ ۔ ۔ " یقیناً جو کچھ رسول ا۔ تمتھیس۔ ۴/ ۱۔ ۳ میں کہہ رہا ہے یہ اس کی اپنی بات نہیں بلکہ خدا کے روح کی آواز ہے جس نے روحانی نشو ونما کو قبل از وقت دیکھا اور کہا کہ "۔ روح صاف فرماتا ہے کہ آئیندہ زمانوں میں بعض لوگ گمراہ کرنیوالی روحوں اور شیاطین کی تعلیم کی طرف متوجہ ہو کر ایمان سے برگشتہ ہو جائینگے۔ ۔ ۔ یہ لوگ بیاہ کرنے سے منع کریں گے (خادموں کو کنوارہ رہنے کی تعلیم) اور ان کھانوں سے پرہیز کرنے کا حکم دینگے (جمعے کے روز گوشت نہ کھانا) جنہیں خدا نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ ایماندار اور حق کے پہچاننے والے انہیں شکر گزاری کے ساتھ کھائیں" جن باتوں کو لوگ مقدس سمجھتے ہیں یعنی بیاہ نہ کرنا پاک کلام اسے شیاطین کی تعلیم کہتا ہے۔

پطرس رسول نے بھی خداوند کے دن کا ذکر کیا ہے لیکن وہ اسے خدا کا دن کہکر پکارتا ہے۔ " لیکن خداوند کا دن چور کی طرح آجائیگا۔ اس دن آسمان بڑے شور وغل کے ساتھ برباد ہو جائینگے اور اجرام فلک حرارت کی شدت سے پگھل جائیں گے اور زمین اور اس پر کے کام جل جائینگے۔ جب یہ سب چیزیں اس طرح پگھلنے والی ہیں تو تمہیں پاک چال چلن اور دینداری میں کیسا کچھ ہونا چاہیئے۔ اور خدا کے اس دن کے آنے کا کیسا کچھ منتظر اور مشتاق رہنا چاہیئے۔ جس کے باعث آسمان آگ سے پگھل جائینگے اور اجرام فلک حرارت کی شدت سے گھل جائیں گے"

۲۔ پطرس۔ ۳/ ۱۰۔ ۱۲۔

دانی ایل نبی نے دوسرے باب کی اٹھائیسویں آیت میں آخری وقت کا بار بار یوں ذکر کیا ہے کہ آسمان پر ایک خدا ہے جو راز کی باتیں آشکارہ

کرتا ہے اور اس نے نبوکد نضر بادشاہ پر ظاہر کیا ہے کہ آخری ایام میں کیا وقوع میں آئیگا" آٹھویں باب کی سترہ تا انیسویں اور چھبیسویں آیت میں اسے یوں بتایا گیا کہ "۔۔اے آدمزاد سمجھ لے کہ یہ رویا آخری زمانہ کی بابت ہے۔۔۔۔ دیکھ میں تجھے سمجھاؤنگا کہ قہر کے آخر میں کیا ہوگا کیونکہ یہ امر آخری مقررہ وقت کی بابت ہے۔۔۔۔ لیکن تو اس رویا کو بند کر رکھ کیونکہ اسکا علاقہ بہت دور کے ایام سے ہے" آخری باب کے اندر دانی ایل نبی کو اس کا خلاصہ بتاتے ہوئے کہا گیا کہ "۔ تو اے دانی ایل ان باتوں کو بند کر رکھ اور کتاب پر آخری زمانہ تک مہر لگا دے۔۔ تو اپنی راہ لے کیونکہ یہ باتیں آخری وقت تک بند و سر بمہر رہینگی" ۱۲/ ۴ و ۹۔

اب تک تاریخ میں انبیا نہ کردار کو کلام کے مطابق پیش کرنا ممکن نہ تھا۔ لیکن اب سیاسی اور روحانی ترقی کی بنیاد پر ایسا کرنا ممکن ہے یورپ کی موجودہ سیاسی اور مذہبی وضع قطع کو ۲۵/ مارچ سن ۱۹۵۷ء کے ایک معاہدے کے تحت پرانی رومی سلطنت کے ڈھانچے پر استوار کیا جارہا ہے۔ مرکزی یورپ کی ناقابل واپسی نشو نما اور دنیا کی عمومی حالت ظاہر کرتی ہے کہ یسوع مسیح کی واپسی اور خداوند کا دن جو اس کے بعد آئیگا اب بہت قریب ہے۔ اب وقت نزدیک نہیں بلکہ وقت آپہنچا ہے۔ آج بائبل کی پیشن گوئیوں کو بیان کرنا ضروری نہیں۔ ہم ان کو حقیقت میں پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ فضل اور نجات کا دن ختم ہورہا ہے اور حساب کتاب شروع ہو چکا ہے۔ صرف ایک عہد اسکو پایۂ تکمیل تک پہنچا دے گا۔ اس کے بعد آخری دن شروع ہو جائے گا۔ ساتواں دن۔ آخری ہزار سال کے بعد وقت ابدیت میں گم ہو جائیگا۔

# ستائیسواں باب

## آخری وقت کا مطلب

رومی سلطنت کو رومی کلیسیا سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ قسطنطین کے عہد میں اس شہنشاہی کلیسیا کا آغاز ہوا۔ پہلے پہل تو اسے عوامی کلیسیا کا نام دیا گیا لیکن آخر کار یہ ایک حکومتی کلیسیا بن گئی۔ روحانی نشو نما حکومتی تنا خت میں گم ہو گئیں یوں ایک مذہبی ادارے سے حکومت اور کلیسیا کا اتحاد وجود میں آیا جسے بعد میں پوپائی کلیسیا کا نام ملا جو سینکڑوں سال سے قائم ہے۔ کسی اور کلیسیا کا ایسا ڈھانچہ نہیں جیسا کہ اسکا ہے۔ نہ تو مشرقی کلیسیا اور نہ ہی عالمگیر کلیسیا نے انگلینڈ کا مذہبی ادارہ کسی حکومتی کردار کا حامل ہے۔ رومی کلیسیا بذات خود ایک سلطنت کے اندر خود مختار سلطنت ہے۔ مکاشفہ ۱۷:۱۱۔ یہ زمین پر ایک نہایت ہی اہم سیاسی قوت بھی ہے۔ ویٹی کن نے اپنے سفرا کے ذریعے ایک سو سے زائد ممالک کے ساتھ سیاسی تعلقات قائم کر رکھے ہیں اور انہیں Holy See Nuntius کے نام سے پکارا جاتا ہے کسی اور کلیسیا کے ایسے سیاسی تعلقات کیوں نہیں؟ یہ صرف رومی کلیسیا کے ہی کیوں ہیں؟ کیونکہ یہ بھی ایک سلطنت ہے جو ان سب پر حکومت کرتی ہے جو اس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں حتہ کہ تمام دوسرے ممالک کے اندر بھی۔ تاہم۔ یہ وہ اصلی کلیسیا نہیں جسے مسیح نے قائم کیا۔

جب کبھی پوپ کسی ملک کا دورہ کرتا ہے تو وہ ایک سلطنت کے سربراہ کی حیثیت سے آتا ہے اور یوں اسکا استقبال پورے اعزاز کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ کیا جب مسیح نے خدا کی بادشاہی کا ذکر کیا تو اس کا اشارہ رومی سلطنت کی طرف تھا جسے پاپاؤں نے تمام دنیا کے سامنے قائم کر رکھا ہے؟ کیا دنیا کی یہ سیاسی۔ معاشی اور مذہبی طاقت یسوع مسیح کی کلیسیا ہو سکتی ہے؟ کیا

خدا کی مرضی یہ تھی؟ کیا جب یسوع مسیح کلوری کی صلیب کے ذریعے نجات لایا تو اسکا یہی ارادہ تھا؟

روحانی اور دنیاوی قوتوں کی ملی جلی اور متبادل تواریخ کو سمجھنے کے لئے چند باتوں کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ جو کچھ دانی ایل نے رویا میں دیکھا اس کے مطابق موجودہ تہذیب کے خاتمے تک دنیا کی چار سلطنتوں کا ہونا ضروری ہے۔ ان میں سے آخری رومی سلطنت ہے۔ دانی ایل۔ دوسرا و ساتواں باب۔ ان دنیاوی طاقتوں کے کردار کو تاریخ کے اندز قلم بند کیا جا چکا ہے۔ بابل کی سلطنت سن ۶۰۶ تا ۵۳۸ قبل از مسیح تک قائم تھی۔ مادی اور فارس کی سلطنت سن ۵۳۸ تا ۳۳۰ قبل لمسیح تک رہی۔ اس کے بعد سکندر اعظم کی یونانی حکومت تھی جو سن ۳۳۰ تا ۳۰ قبل از مسیح تک قائم تھی۔ سن ۳۰ قبل مسیح سے رومی سلطنت کا آغاز ہوا جو اس زمانہ کے خاتمے تک رہے گی۔ ان چار سلطنتوں کو دانی ایل کے ساتویں باب میں چار حیوانوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ بائیبلی پیشن گوئی میں حیوان ایک قوت یعنی سلطنت یا اس پر حکومت کرنے والے کو ظاہر کرتا ہے۔ دانی ایل۔ ۷/۱۷ و ۲۳

جس طرح ان بادشاہوں نے حکومت کی اس کو جاننا بہت ضروری ہے۔ اس کا آغاز جانے پہچانے شخص نبوکدنضر سے ہوا جس نے متعصب لوگوں سے متاثر ہو کر حکم دیا کہ جو کوئی اس کی سلطنت کے اندر مانے جانے والے معبودوں کے علاوہ کسی اور معبود کے آگے جھکے گا وہ جان سے مارا جائیگا۔ ہر شخص ان تین شخصوں کے بارے میں جانتا ہے جنکو اس وجہ سے آگ کی بھٹی میں پھینکا گیا کہ وہ ایک زندہ خدا کو جس کی وہ پرستش کرتے تھے پکارتے تھے۔ یہ الزام دانی ایل نبی کے اوپر بھی جسے شیروں کی ماند میں پھینکا گیا لگایا گیا۔ تب دفعتاً دیوار پر ایک نوشتہ لکھا گیا۔ "منے منے تقیل وفرسین" بادشاہ نے اسے بذات خود آسمان سے لکھا ہوا پایا کہ اسکی مملکت کو ترازو میں تولا گیا اور وہ ختم ہو گئی۔ یہی بات اس نسل کے اختتام پر بھی ہو گی۔

گزشتہ دو ہزار سالوں سے روم کی حکومت کرنے والی طاقت کام کر رہی ہے

قسطنطین کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے اطالوی نوجوانوں کے سکول کو مشورہ دیا کہ ڈیوس (میسولینی) کے کام کے ذریعے خدا نے آسمان سے جواب دیا۔ بارہ جنوری سن ۱۹۳۸ء کو میسولینی نے ۲۷ بشپوں اور دو ہزار تین سو چالیس خدام کا پالازو وینیسیا میں استقبال کیا جہاں آرچ بشپ نوگارہ نے اپنی تقریر کے دوران خدا سے درخواست کی کہ وہ کرسچن اٹلی کی کامیابی کے لئے ڈیوس کو اس کی تمام لڑائیوں میں برکت دے۔۔ مذہبی جوش۔لوگوں کی آواز اور دل کے ساتھ ہم ڈیوس یعنی میسولینی کو خوش آمدید کہکر چلاتے ہیں اس سے قبل سن ۱۹۳۳ء میں سپین کے بشپوں نے اپنے پاسبانی خطوط اور پوپ نے ۳/جون کو عوام کے نام اپنے سرکلر خط میں کلیسیا کے حقوق کی مکمل بحال تک مقدس جہاد کرنے کے لئے کہا۔ فرانکوز کے رشتے کے بھائی سرانو سونر جو پہلے کیتھولک نوجوانوں کی تنظیم کا سکریٹری تھا اور بعد میں سپین کی وزارت داخلہ اور خارجہ کا وزیر بنا میسولینی اور ہٹلر کا دوست تھا۔ جون ۱۹۴۲ء کے آخر میں اسے پوپ نے پوپ پائیس نہم کا صلیبی تغمہ عنایت کیا۔ اس سے دو ہفتے قبل سونر نے ڈنمارک کے ایک اخبار کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ مشرقی سرحد پر سپین کے پندرہ سو سپاہی پہلے ہی جنگ کر رہے ہیں اور اگر جرمنی مناسب سمجھے تو انکی تعداد دس لاکھ تک کی جا سکتی ہے۔ ۳۰/اگست سن ۱۹۳۶ء کو جرمنی کے بشپوں نے کارڈینل سکریٹری پاسیلی کے براہ راست حکم کے ذریعے ایک پاسبانی خط لکھا جس میں سپین کے نقطہ نظر کے مطابق یہ کہا گیا کہ ہمارے لوگوں اور آبائی ملک کیلئے جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے وہ خود بخود سمجھ میں آچکا ہے۔ خدا کرے کہ ہمارے مذہبی رہنما خدا کی مدد سے دفاع کے اس بہت بڑے کام کو غیر متزلزل ثابت قدمی اور لوگوں کی وفاداری سے باہمی امداد کے ذریعے پائیہ تکمیل تک پہنچانے کی کامیابی حاصل کر سکیں۔ اس سے پہلے ۳/جنوری سن ۱۹۳۷ء میں جرمن بشپوں نے سپین کے نظریے کو مد نظر رکھتے ہوئے ایمانداروں کو دوبارہ اکسایا کہ ہمارے عزیز بشپ کے علاقے کے خدام اور حکومت جرمنی کے چانسلر

نے بھی اسی طرح کیا۔ جب جرمنی کو دوبارہ متحد کرنے کا فیصلہ ہوا اور ماہ نومبر سن ۱۹۸۹ء میں اس کو عملی جامہ پہنا دیا گیا تو جرمن چانسلر ہیلمٹ کوہل نے برلن ٹیلی ویژن پر براہ راست سرعام پوپ کا شکریہ ادا کیا۔ دنیا کی سیاست اب اس طریقے سے چل رہی ہے۔

بائیبل کی پیشن گوئی کے مطابق تمام لڑائیوں کے بعد امن کا اعلان کیا جائیگا۔ جس طرح لکھا ہے کہ "جس وقت لوگ کہتے ہونگے کہ سلامتی اور امن ہے اس وقت ناگہاں ہلاکت آئیگی" اب تاریخی دشمن دوست بن رہے ہیں۔ ا۔ تھسلنیکیوں ۔ ۵/۳۔ تمام یورپ کے اندر مشرق اور مغرب میں تبدیلی کے عمل کا خاص تعلق امن اور سلامتی کے ساتھ ہے۔ اسکے لئے لوگ مقررہ الفاظ کے نعرے لگا رہے ہیں۔ "تلوروں کو توڑ کر پھالیں بنائیں" گویا بغیر ہتھیاروں کے امن۔ حال ہی میں غیر مسلح ہونیکے لئے ایک راہ ہموار کرنے کیلئے گفتگو ہوئی ہے۔ اس سیاسی امن کا دعوی کوئی سیاست دان نہیں کریگا بلکہ قائم مقام مخالف مسیح کریگا جو اپنے آپکو امن کا بانی اور درمیانی کے طور پر پیش کرے گا۔ لیکن حقیقی اور دیرپا امن صرف مسیح کے وسیلے سے ہی آئیگا جو دراصل سلامتی کا شہزادہ ہے۔

پادری مارک من نے آخری وقت کو مدے نظر رکھتے ہوئے ایک روسی غیب بین کی پیشن گوئی کے بارے میں یوں بیان دیا ہے کہ "سن ۱۹۰۰ء میں روسی غیب بین ولاڈامیر سولوجو نے اپنی وفات سے چند دن پہلے مخالف مسیح کے بارے میں اپنا بیان شائع کیا۔ اس میں اس نے مستقبل کے اس شخص کو پیش کیا ہے جو دنیا کے نمائندوں کی جماعت میں بیان دیتے ہوئے کہے گا کہ زمین کے لوگو میں اپنا اطمنان تمہیں دیتا ہوں اور مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ اسکو ختم کریگا کہ زمین کے لوگو۔ وعدے پورے ہو چکے ہیں۔ دنیا کا ابدی امن قائم ہو چکا ہے۔۔ اس کے بعد اب دنیا میں صرف ایک ہی مرکزی طاقت ہے جو دنیا کی تمام طاقتوں سے خواہ وہ واحد ہو یا مشترکہ زیادہ طاقتور ہے۔۔ اس کے بعد کوئی قوت جنگ کا نام لینے کی جرآت نہ

کریگی کیونکہ میں کہتا ہوں کہ سلامتی۔ اے زمین کے لوگو تمہاری سلامتی ہو "(او۔ مارکمن

Endzeit Entruckung Antichrist

صفحہ نمبر ۶۷۔ اس قسم کے الفاظ صرف ایک مذہبی سربراہ کے منہ سے جو سیاست سے لگاؤ رکھے نکلیں گے۔ جب مسیحی لوگ آخری وقت کے سرمین کی بات کرتے اور اس کو اہل یہود یا اسلام میں تلاش کرتے ہیں تو وہ محض اپنی لاعلمی کی تصدیق کرتے ہیں۔ یہ شخص دہریہ۔ یہودی۔ مسلمان۔ بدھی یا ہندو نہیں ہوگا بلکہ تاج شاہی کا مالک ہوگا جو تمام دنیا کی رہنمائی کرے گا۔ جو شخص دل کش نظر آئیگا جب اسکے اندر شیطان سما جائیگا جیسے یہوداہ اسکریوطی میں سمایا تھا تو وہ کسی بھی وقت ظاہر ہو جائیگا اور گناہ اور بدی کے پیالے کو لبریز کردیگا۔

آخری وقت کے بارے میں بائیبل کی پیشن گوئی کا تعلق صرف چین یا امریکہ کے ساتھ ہی نہیں بلکہ متحدہ یورپ کے ساتھ ہے۔ پادری مارکمن پھر کہتا ہے کہ " آخری جنگ کے بعد ویٹی کن یورپ کے نئے اتحاد کا مصمم ارادہ کر چکا تھا۔ پوپ پال ششم نے متحدہ یورپ کے خیال کے نیچے متواتر لکیر لگائے رکھی۔ اس سے قبل اسکے پیشرو پائیس بارویں اور جان ۲۳ ویں نے ایک اعلی بین الاقوامی کردار کی حامل یورپین یونین کی درخواست کر رکھی تھی۔ پوپ پال ششم نے اس بات پر زور دیکر کہا کہ " یہ کیتھولک ایمان ہی تھا جو کسی وقت یورپ کو وجود میں لایا۔ اب وہی چیز بغیر کسی مقابلے کے اس مشترکہ بنیادی تہذیب کے اندر نئے سرے سے ایک ایسی روحانی قوت پھونک سکتی ہے جو سیاسی اور سماجی طور پر متحدہ یورپ کے پاس ہونی چاہئیے۔ یورپ کے متحد ہونے کی ضرورت روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ اس بات کا اس نے سن ۱۹۶۳ عیسوی میں اعلان کیا۔ دیکھئے۔ مرکمن کی مندرجہ بالا کتاب صفحہ نمبر ۰۰

روم میں طے پانے والے معاہدے کو کامیاب بنانے میں ویٹی کن کا ہاتھ تھا سن ۱۹۷۰ء میں وہ یورپین یونین برسلز کے ساتھ پہلے ہی سیاسی تعلقات قائم

کر چکا تھا۔ اب مشرقی اور مغربی بلاک کو ملا کر ایک متحدہ یورپ بنایا جائے گا۔ مسٹر گورباچوف جنہیں دنیا نہایت ہی احترام کی نظر سے دیکھتی ہے ایک نیا یورپین ہاؤس تعمیر کرنے کا خیال پیش کر چکے ہیں۔ یہ اصطلاح سن ۱۹۵۷ء میں اس وقت استعمال کی گئی جب معاہدہ روم پر دستخط کئے گئے سیاست کاروں اور مذہبی رہنماؤں کی لغات ایک ہی ہے۔ ان سب آوازوں کا زور تمام یورپ کو فریب سے متحد کرنے پر ہے۔

پوپ یورپ کی سرحدوں کو تسلیم نہیں کرتا۔ پوپ نے ایک ایسے یورپ کی تعمیر کے لئے کہا ہے جس کی کوئی حد بندی نہ ہو اور وہ ان مسیحی بنیادوں کا منکر نہ ہو جو کیتھولک کلیسیا نے قائم کر رکھی ہیں۔ اس نے سرحدوں کے بغیر ایک یورپ کے منصوبے کو خدا کی ماں مریم کی شفاعت کے لئے تفویض کر رکھا ہے۔ اس بات کا انکشاف اس نے سپین کے تین روزہ دورہ کے بعد اپنے آخری سٹیشن آسٹریا کے شہر کو واڈونگا میں سوموار کے دن چھ ہزار لوگوں کے سامنے کیا" (اخبار فرینکفورٹر آلگے مائینے بتاریخ ۲۲/ اگست سن ۱۹۸۹ء)

یہ پوپ ہی تھا جس نے مشرق اور مغرب کے درمیان حائل خلیج کو دور کیا مندرجہ ذیل خبر اس بات کو زیادہ بہتر طریقے سے واضح کرتی ہے۔

"پوپ نے یورپین نمونے کا اعلان کرتے وقت متحدہ یورپ کے اندر کیتھولک مذہبی بنیاد کا اظہار کیا۔ جبکہ قبل ازیں پوپ ششم نورسیا کی برکت کو یورپ کا ایک نمونہ قرار دے چکا ہے۔ اور اب پوپ جان پال دوئم نے دنیا کی کیتھولک کلیسیاؤں کو سری لوس اور میتھوڈئیس کو جو نویں صدی میں رسول اور استاد تھے اور غلاموں کے اندر کام کیا کرتے تھے یورپ کے مقدس بھائی اور سرپرست قرار دیا ہے"

جان پال دوئم کی سینٹ سری لوس اور میتھوڈس کو یورپ کے سرپرست قرار دینے کی سنجیدہ نیت کا مطلب ایک طرح سے یورپ کو پر فریب طریقے سے کھڑا کرنا ہے۔ جبکہ دوسری طرف وہ اس پر زور دینا چاہتا ہے

کہ یورپ کا روحانی اور ثقافتی خاکہ نہ صرف لاطینی روم اور مغرب کی روحانی رسومات کی چھاپ لئے ہو بلکہ بازنطین اور سلاوی بازنطین کی یونانی تقافت کا بھی حامل ہو۔

جرمن بشپ صاحبان کی کانفرنس کے نگہبان کارڈینل جورف ہوفنر نے کولون میں ایک بیان دیتے ہوئے کہا کہ نئے سرپرستوں کے کام کا مقابلہ بحیثیت سلاوی رسول ان مقاصد کے ساتھ کیا جا سکتا ہے جو سینٹ بینی ڈکشن نے مغربی اور وسطی یورپ کے اندر حاصل کیا۔ چنانچہ تینوں سینٹ یورپ کے روحانی معمار ہیں یعنی پورے یورپ کے۔

پوپ کے فیصلے کا تقاضہ ہے کہ سارے یورپ کو کیتھولک اور آرتھوڈکس کلیسیا کے اتحاد کے اس ڈھانچے کو جو سامنے آنیوالا ہے قبول کرنے کے لئے آمادہ ہونا چاہیئے۔ جبکہ ان تینوں مقدسین کی شفاعت کے قطعی اقدام پہلے ہی اٹھائے جا چکے ہیں" (او۔ بار کمن۔ کی کتاب صفحہ نمبر ۲، اور ۳،

اپنی تنظیم کے ذریعے ویٹی کن یورپ کو سیاسی اور مذہبی طور پر متحد کرنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اسکے بغیر آخری وقت کی پیشن گوئی بے معنی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد اس کا طریقہ کار بدل چکا ہے اور اب وہ طاقت کو استعمال کئے بغیر کام کر رہا ہے۔ تاہم اسکا مقصد وہی ہے۔ بعض لوگ دوسری جنگ عظیم کو یورپ کو طاقت کے ذریعے کیتھولک بنانے کے منصوبے سے تعبیر کرتے ہیں۔

بے دین آمریت کو ویٹی کن اور مغربی حکومتیں مغربی مسیحی دنیا کیلئے ایک عظیم خطرہ مجھتی تھیں۔ سن ۱۹۲۹ عیسوی میں جب میسولینی نے ویٹی کن کو ایک اعلیٰ قومی علاقہ تسلیم کیا تو اس نے اپنی خدمات پوپ پایس گیارویں کے سپرد کر دیں۔ اس وقت سے ویٹی کن دوبارہ ایک اعلیٰ اور قانونی ریاست ہے۔

مفکرین نے سن ۱۹۴۵ عیسوی تک کلیسیا کی نازیوں اور فسطائیوں کے ساتھ تعلقات کی تحقیق کی ہے۔ اسکے بارے میں ڈاکٹر کارل ہائینز ڈیشنر کی کتاب

کے ۶۷ ویں باب کے صفحہ نمبر ۵۸ پر ان تواریخی حقائق کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ "اشتراکی نظریے کے سابقہ حامی میسولینی نے ویٹی کن کی پہلی خدمت ایک عرب پانچ کروڑ اطالوی رقم ادا کر کے مالی صورت میں کی۔ اور اس کو دیوالیہ ہونے سے بچایا۔ یہ رقم پوپ کے حکمرانی کرنے والے دفتر اور دیگر اعلیٰ عہدے داران کی تفویض میں تھی۔ اس کے بارے میں کارڈینل وینوٹیلی جو برائے نام مقدس کالج کا نگران تھا اعلان کیا کہ اسے قوم کو بچانے اور تقدیر کو بحال کرنے کے لئے چنا گیا ہے۔

۱۳/ فروری سن ۱۹۲۹ عیسوی کو پوپ پائیس گیارہویں نے ایک بار پھر میسولینی کو پروردگاری کرنے والا شخص کہہ کر پکارا۔ ایک جملہ معترضہ کے طور پر یہ تاثر دیا گیا کہ لیٹرن کے معاہدے پر دستخط کرنے کے بعد کولون میں اس وقت کے میئر کونارڈ آڈے نوئیر نے ایک خاص تار کے ذریعے یہ پیغام بھیجا کہ اسکا نام کیتھولک کلیسیا کی تاریخ میں سنہری حروف کے ساتھ لکھا جائیگا جس وقت تمام دنیا فسطائیت کی زیادتی کی مخالفت کر رہی تھی تو کیتھولک کلیسیا اس نظام کی پشت پناہی کر رہی تھی۔ بلند مرتبت اطالوی پادری میسولینی کی طرفداری کر رہا تھا۔ ۲۷/ اگست سن ۱۹۳۵ عیسوی میں جب اٹلی کے اندر جنگ کی تیاری اپنے عروج پر تھی تو پوپ نے بڑھتی ہوئی آبادی کی وسعت کو درست اور راست ٹھہرانے کی غرض سے اپنے دفاع کی جنگ کا دعویٰ کیا۔ اسکے چند دنوں کے بعد قبضہ کرنے کے چار روز قبل انیس آرچ بشپ اور ستاون بشپوں نے مل کر میسولینی کو ایک تار بھیجی جو اوسروا ٹور رومانو اخبار میں شائع ہوئی۔ اس میں کہا گیا تھا کہ کیتھولک اٹلی اپنی پیاری آبائی زمین کی وسعت اور ترقی کی دعا کرتا ہے جو آپکی زیر حکومت پہلے سے بھی زیادہ متحد ہوئی ہے۔ ٹرانٹو کے بشپ نے ایک آبدوز کشتی میں ماس کی رسم ادا کرنیکے بعد اس زیادتی کو مقدس جنگ اور جہاد کا نام دیا۔ میلان کے آرچ بشپ کارڈینل شوشٹر جس نے سن ۱۹۳۵ کے موسم خزاں میں جنگ پر جانے والے فوجیوں کو برکت دی میسولینی کو سیزر۔ قیصر اوگوستس اور

قسطنطین کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے اطالوی نوجوانوں کے سکول کو مشورہ دیا کہ ڈیوس (میسولینی) کے کام کے ذریعے خدا نے آسمان سے جواب دیا۔ بارہ جنوری سن ۱۹۳۸ء کو میسولینی نے ۲، بشپوں اور دو ہزار تین سو چالیس خدام کا پالازو وینسیا میں استقبال کیا جہاں آرچ بشپ نوگارہ نے اپنی تقریر کے دوران خدا سے درخواست کی کہ وہ کرسچن اٹلی کی کامیابی کے لئے ڈیوس کو اس کی تمام لڑائیوں میں برکت دے۔۔ مذہبی جوش۔ لوگوں کی آواز اور دل کے ساتھ ہم ڈیوس یعنی میسولینی کو خوش آمدید کہکر چلاتے ہیں اس سے قبل سن ۱۹۳۳ء میں سپین کے بشپوں نے اپنے پاسبانی خطوط اور پوپ نے ۳/ جون کو عوام کے نام اپنے سرکلر خط میں کلیسیا کے حقوق کی مکمل بحال تک مقدس جہاد کرنے کے لئے کہا۔ فرانکوز کے رشتے کے بھائی سرانو سونر جو پہلے کیتھولک نوجوانوں کی تنظیم کا سکریٹری تھا اور بعد میں سپین کی وزارت داخلہ اور خارجہ کا وزیر بنا میسولینی اور ہٹلر کا دوست تھا۔ جون ۱۹۴۲ء کے آخر میں اسے پوپ نے پوپ پائیس نہم کا صلیبی تغمہ عنایت کیا۔ اس سے دو ہفتے قبل سونر نے ڈنمارک کے ایک اخبار کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ مشرقی سرحد پر سپین کے پندرہ سو سپاہی پہلے ہی جنگ کر رہے ہیں اور اگر جرمنی مناسب سمجھے تو انکی تعداد دس لاکھ تک کی جا سکتی ہے۔ ۳۰/ اگست سن ۱۹۳۶ء کو جرمنی کے بشپوں نے کارڈینل سکریٹری پاسیلی کے براہ راست حکم کے ذریعے ایک پاسبانی خط لکھا جس میں سپین کے نقطہ نظر کے مطابق یہ کہا گیا کہ ہمارے لوگوں اور اباِئی ملک کیلئے جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے وہ خود بخود سمجھ میں آچکا ہے۔ خدا کرے کہ ہمارے مذہبی رہنما خدا کی مدد سے دفاع کے اس بہت بڑے کام کو غیر متزلزل ثابت قدمی اور لوگوں کی وفاداری سے باہمی امداد کے ذریعے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کامیابی حاصل کر سکیں۔ اس سے پہلے ۳/ جنوری سن ۱۹۳۷ء میں جرمن بشپوں نے سپین کے نظریئے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ایمانداروں کو دوبارہ اکسایا کہ ہمارے عزیز بشپ کے علاقے کے خدام اور حکومت جرمنی کے چانسلر

آڈولف ہٹلر نے انقلاب پرستوں کی زیادتیوں کو بہت دور سے دیکھا ہے۔ اسکا ارادہ اور تعلق اس بات پر مرکوز ہو کر رہ گیا ہے کہ اس خطرے کو جرمن لوگوں اور مغربی ممالک سے دور کیا جائے۔

۱۹۳۳ء میں ہی کیتھولک فون پاپن نے نازی جرمنی اور ویٹی کن کے ساتھ یگانگت کے معاہدے پر دستخط کئے۔ ۱۹۳۳ تا ۱۹۳۸ء تک فون پاپن نے ویانا میں جرمن سفیر ہونیکی حیثیت سے نازیوں کے لیے آسٹریا میں حکومت پر قبضہ کرنے کا راستہ تیار کیا۔

جرمن بشپوں نے کبھی بھی نہ ان ہزارہا مخالفین کے قتل اور نہ ہی لبرل ڈیموکریٹ اور کمیونسٹ لوگوں پر ڈھائے جانے والے ظلم و ستم کے خلاف آواز اٹھائی اور اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ خود اس بات کے حامی تھے۔ انہوں نے نہ کبھی یہودیوں کے بارے میں ہولناک منصوبے کے خلاف احتجاج اور نہ ہی دو سو سے زائد یہودی عبادت گاہوں کو مسمار کرنے یا یہودیوں کو تنگ کرنے اور انکی ملک بدری کیخلاف منہ کھولا جنھیں انکی کلیسیا نے بذات خود ایک ہزار پندرہ سو سال تک ستایا اور قتل کیا۔ انہوں نے نازیوں کے خلاف کبھی احتجاج نہ کیا بلکہ اس کے بر عکس ملک کے بلند مرتبہ کیتھولک پادریوں نے جن میں میونخ کے کارڈینل فاؤل ہابر۔ کولون کے کارڈینل شولٹے۔ ایمرن فریڈ کے بشپ میتھیاس نے سن ۱۹۳۵ء میں نازیوں کے ساتھ پورا اتفاق کرنے کا اعلان کیا اور اپنے تعاون نہ کرنے پر افسوس کیا۔

گیارہ مارچ سن ۱۹۳۸ء میں ہٹلر کی فوج نے اسٹریا پر قبصہ کرلیا۔ ویانا کے کارڈینل انتسا نیزر نے ویٹی کن کی مرضی سے شاؤ شنگ کو ہتھیار ڈالنے کا مشورہ دیا اور بعد ازاں اعلان کیا کہ یہ توسیع غیر محفوظ ہے۔ اس نے فوج کی آمد کی خوشی گرجا گھروں کی گھنٹیوں کو بجا کر اور نازیوں کے جھنڈے کو گرجا گھروں کی عمارتوں پر لہرا کر کیا اور ماتحت پادریوں سے بھی ایسا کرنے کی درخواست کی۔ ۱۲/ مارچ کو اس نے شکر گزاری کی

عبادات کے ساتھ کیا۔ ۱۵/ مارچ کو جب ہٹلر نے کارڈینل کو حاضرین جلسہ کے لئے خوش آمدید کہا تو اس نے اس کو یقین دلایا کہ کلیسیائی حقوق کا تحفظ کیا جائیگا۔ اس وقت تمام آسٹریا کے بشپوں نے ماسوائے بشپ لنز کے لوگوں کو ہٹلر کے حق میں ووٹ دینے کے لئے کہا اور اپنی اس درخواست کے بعد ہٹلر کو سلام کرتے ہوئے مرحبا کہا۔

اس حقیقت کے باوجود کہ اس عالمگیر کلیسیا کا سیاسی نظریہ وہی رہے گا ہمیں ماضی کی باتوں کو مستقبل کے لئے ایک انتباہ سمجھنا چاہیئے۔ برائے نام " رومی حکومت کی مقدس جرمن قوم" سیاسی اور مذہبی قوت پر مبنی ہے۔ ویٹی کن نے جرمنی کو اپنے مقاصد کے لئے ایک خاص طریقے سے استعمال کیا ہے۔ یہاں تک کہ آج بھی یورپ کو متحد کرنیکے عمل میں جرمنی ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ پوری گاڑی کا انجن اور مشرقی اور مغربی یورپ کو تبدیل کرنیکا ذریعہ ہے۔ بہت سے مورخین نے مذہب کے اس تاریک باب پر روشنی نہیں ڈالی۔ شاید اس سے چشم پوشی کر کے یا تو انہوں نے ہوشیاری سے کام لیا یا ان پر کلیسیائی خوف اثر انداز تھا۔

دوسری جنگ عظیم میں ویٹی کن نے جرمنی پر پہلے سے کہیں زیادہ توجہ مرکوز رکھی۔ یہ کیتھولک علاقے میونخ سے جہاں ۱۹۲۳ء میں ہٹلر فوری انقلاب لانے میں کامیاب نہ ہوا شروع ہوئی۔ ۱۹۲۴ء میں ہٹلر نے باویرین علاقے کے ساتھ یگانگت کے ایک معاہدے پر دستخط کئے۔ یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ ان سالوں کے درمیان سابقہ پوپ بار وال میونخ اور برلن میں پوپ کا سفیر بھی رہ چکا تھا۔

سن ۱۹۳۸ء میں تقریباً چالیس ہزار سیاسی مخالفین کو جرمن کیمپ میں جمع کیا گیا۔ اسوقت ایسا کوئی اعلیٰ عہدے دار نہ تھا جو اعلیٰ عہدوں سے دستبردار ہونے والوں کیلئے اپنی آواز بلند کرتا۔ فرانس فون پاپن نے جو ایک وفادار کیتھولک تھا اعلان کیا کہ " نازی ازم سن ۱۷۸۹ء کی روح کے خلاف مسیحیوں کا ردعمل ہے۔" (ای۔پارس۔جیسوٹ کی خفیہ تاریخ صفحہ ۱۴۰)

اس بیان کے ذریعے اس نے فرانس کے اس انقلاب کا حوالہ دیا جس نے کلیسیا اور ریاست کے ساتھ ساتھ جرمن قوم کی مقدس رومی سلطنت کا بھی خاتمہ کر دیا۔ جو کچھ جرمنی میں ہوا اسکی باز گشت جب ہمسایہ ممالک میں سنی گئی تو "شٹورمر" کے اڈیٹر جولئیس شٹرائخر نے دفاعی انداز میں کہا کہ "یہ پروٹسٹنٹ لوگوں کا ہمارے خلاف اینگلو سیکسن پروپیگنڈہ ہے" جس کسی نے پوپ کی ہاں حاصل کر لی اس نے اپنے آپکو مضبوط محسوس کیا۔

اندرونی طور پر بھی لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ ڈیٹ کن بھی انقلاب پرستوں کو سیاسی مخالفین کی حیثیت سے دیکھتا ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ علحیدہ ہونے والی مشرقی کلیسیا کو بھی مذہبی رقیب کے طور پر دیکھا جاتا تھا اس لئے اس کو فتح کرنا ضروری تھا۔ جو لوگ اس بات سے واقف تھے کہ ہٹلر کی ایس ایس فوج کو خاص طور پر جیسوٹ کی وردی پہنا کر بنایا گیا ہے جیسے گوئبل کی گنتی ہی بتائے گی کہ جب جرمن دستے روس میں داخل ہوئے تو اس کو کس طرح منظم کیا گیا تھا۔ یوکرین کے رومن کیتھولک علاقے میں کسی عمارت کو نقصان نہ پہنچایا گیا جبکہ باقی ملک کے اندر سب کچھ برباد کر دیا گیا۔ یہاں ایک بار پھر ہم ڈاکٹر کارل ہائینز ڈیشنر کی کتاب " **Abermals Krahte der Hahn** کے باب ۶۷ اور ۶۸ کے چند حوالے پیش کریں گے۔

"سن ۱۹۴۱ء میں روس پر جرمن فوجوں کی چڑھائی کے وقت کیتھولک فوج کے بشپ (فرانس جسٹس رارکوسکی) جس کے بارے میں کیتھولک لوگ خود تسلیم کرتے ہیں کہ اسکے پاسبانی خطوط نیشنل سوشلسٹ جنگ کی مدد کرتے ہیں اپنے ایک پاسبانی خط کے اندر کیتھولک ممبر وہیر مخٹ کو یوں لکھا کہ" جیسے تاریخ میں ہوا اس وقت جرمنی یورپ کا نجات دہندہ اور سرغنہ ہے۔۔۔ بہت سی یورپین حکومتیں جانتی ہیں کہ روس کیخلاف جنگ یورپین جہاد ہے۔۔۔ مشرق میں آپکے منصوبے کا یہ مضبوط اور ممنوں کرنے والا تجربہ بتائے گا کہ ہم جرمن کس قدر ناقابل بیان عظیم اور خوش قسمت ہیں"

۱۰/ دسمبر سن ۱۹۴۱عیسوی کو جرمنی کے کیتھولک بشپوں کی لکھی ہوئی ایک یاداشت میں کلیسیا کے معززین نے اس بات کا اقرار کیا کہ "ہم بڑے اطمنان کے ساتھ! نقلاب پرستوں کی قوت کے خلاف اس جنگ کو لڑ رہے ہیں جسکے بارے میں ہم جرمن بشپوں نے جرمن کیتھولک لوگوں کو سن ۱۹۲۱ سے لیکر سن ۱۹۳۶ء تک لکھے گئے بہت سے پاسبانی خطوط میں خبردار کیا تھا کہ وہ تیار رہیں۔ یہ بات رائشزرے گیرنگ کو بھی معلوم ہے"

"امن کا عظیم پوپ خاموش رہا۔ وہ اس وقت بھی خاموش رہا جب ۲۰۰۰ عبادت خانوں اور ۵۰۰ یہودی ہیکلوں کو مسمار کیا گیا اور بہت سے خادموں کو مشرقی یورپ کی جنگ کے دوران قتل کر دیا گیا۔ ویٹی کن کا ارادہ یہ تھا کہ جس طرح جن علاقوں کو ہٹلر کی فوج نے فتح کیا ہے وہاں ہوا ہے ویسے ہی آرتھوڈکس روس میں بھی کیتھولک مذہب پھیل جائے۔ جیسوٹ سیکرٹ سروس اور گیسٹاپو کے اتفاق کے بارے میں سن ۱۹۴۰ء سے جیسوٹ جنرل گراف لیڈو خولوسکی ۱۸۶۶ء تا ۱۹۴۲ کے ذریعے ہٹلر کی خفیہ سروس کے نائیبین کے ساتھ بات چیت چل رہی تھی (۱۹۱۵ سے آرڈر جنرل) ۱۹۱۹ء سے جس طرح کہ کاغذات بتاتے ہیں ویٹی کن نے اشتراکی حکومت کو گرانے کی کوشش کی۔ ویٹی کن کی نیت یہ تھی کہ روس کے مفتوحہ علاقے میں روس کے بارے میں ویٹی کن کے آئیندہ منصوبوں اور سیاست کے لئے زمین تیار کرنے کیلئے زیادہ سے زیادہ کیتھولک پادریوں کو بھیجا جائے۔ آٹھ نومبر سن ۱۹۴۱ء میں وہیر مخٹ کے اعلیٰ افسران نے مشرقی علاقوں کے اندر جرمن فوج کے تمام کمانڈروں کو مشورہ دیا کہ وہ ویٹی کن کے ساتھ معاہدے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مقبوضہ علاقوں میں کیتھولک مشنریوں کی مدد کریں۔۔ جرمن سیکرٹ سروس مین (ایس۔ ایس اور بڑے فادر شیلن برگ نے دفتر خارجہ کو پوپ کے ساتھ اپنی بات چیت کی رپورٹ پانچ صفحوں میں پیش کی کہ "پوپ جرمنی کی فتح کے لئے پوری مدد کرے گا۔ اس کا مدعا روس کو تباہ کرنا ہے"

ڈاکٹر آڈے نوئیر نے بیس سال کے بعد کہا کہ "ہم مشرقی یورپ کے بارے میں جو ہمارا اصل دشمن ہے بڑے محتاط ہیں ... ہمارا واسطہ صرف سوویٹ علاقے کے ساتھ ہی نہیں بلکہ مشرقی یورپ کے پورے کمیونسٹ نظام سے رہائی ہے۔ جرمنی بے دین اشتراکیوں کا شکار نہیں ہو سکتا بلکہ اس کو گرادیگا"

جب جرمن فوجوں نے اپریل سن ۱۹۴۱ء میں یوگوسلاویہ پر چڑھائی کی تو رومن کیتھولک لوگوں کو کوئی زق نہ پہنچایا گیا لیکن آرتھوڈکس سربوں کی بہت بھاری تعداد کو قتل کر دیا گیا۔ کروشیا کی فسطائی کیتھولک تحریک نے کیتھولک کے زیر اثر اعلی کمان کے ساتھ اتحاد کیا۔ یہ ایک جانی پہچانی حقیقت ہے کہ آرچ بشپ سٹیپی نک نے تمام چیزوں کو منظم کیا۔ وہ پوپ کو یہ اطلاع دینے کے قابل ہوا کہ دو لاکھ پچاس ہزار سربوں کو طاقت کے ذریعے کیتھولک بنا لیا گیا ہے۔ ایک سرکاری بیان کے مطابق کروشیا کے بیس لاکھ آرتھوڈکس باشندوں میں سے چھ لاکھ کو قتل کر دیا گیا۔ لیکن بعض لوگ اس تعداد کا اندازہ آٹھ لاکھ لگاتے ہیں۔ نہ صرف یہودی اور دیگر نسلی اقلیتوں کو ذبح کیا گیا بلکہ انہی لوگوں میں سے جن کا ایمان مختلف تھا ان کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

جب جرمن فوجوں نے پولینڈ پر چڑھائی کی تو جرمن پروٹسٹنٹ لوگوں کا کثیر تعداد میں قتل عام ہوا۔ بروم برگ میں خون میں نہاتے جانے کا واقعہ بہت جانا پہچانا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اس وقت چالیس ہزار مردوں کو پلیٹوں پر ہی قتل کر دیا گیا۔ لیکن آج سن ۱۹۹۰ء میں قتل ہونے والوں کی تعداد بہت کم بتائی جاتی ہے۔

جو کچھ ہٹلر نے بیان دیا اس سے اسکے مطلب تک پہنچنا کوئی مشکل بات نہیں کہ "ایک عظیم سیاسی تحریک چلانے کے لئے مجھے باویریہ کے علاقے کے کیتھولک اور پروشیا کے پروٹسٹنٹ لوگوں کی ضرورت ہے۔ اس سے اگلا کام بعد میں ہوگا۔ دیکھئے کے ڈیشنر کی کتاب بنام

EinJahrhundert der Heilsgeschichte Vol.1, page 360

علاوہ ازیں بہت سے نامی گرامی بشارتی مفکرین نے بھی خداوند کا اقرار کرنے والی کلیسیاؤں کی مانند اتفاق کیا۔ اور خدا کی ابدی برکت میں رہنے کی بجائے انہوں نے اس وقتی لعنت کو قبول کیا جو بعد میں ہٹلر کی فتح کے تجربے کے ساتھ ملتی۔ جبکہ یہودیوں۔ نسلی اقلیتوں اور سیاسی مخالفین کے خلاف کارروائی کے بعد پروٹسٹنٹ لوگوں پر بھی تشدد کیا جاتا۔

جنگ ختم ہونے سے ایک ماہ پہلے ۹/۱ اپریل سن ۱۹۴۵ء کو کیتھولک فرقہ کے ہملر کے حکم سے ایک لوتھرن پاسٹر ڈیٹرش بان ہوفر کو دو سال قید کاٹنے کے بعد فلوسن برگ میں قتل کر دیا گیا۔ جبکہ جنگ کے دوران تمام پروٹسٹنٹ انجمنوں کو ممنوع قرار دے دیا گیا۔ سب سے پہلے جو لوگ اقرار کرنے والی کلیسیا کے اندر نیشنل سماجی آمریت کے خلاف بولتے ان کا بند و بست کیا جاتا اس کے بعد مختلف آزاد کلیسیاؤں کے ایمانداروں کے ساتھ نمٹا جاتا۔ رومی کلیسیا اور برسر اقتدار لوگ جنہوں نے اپنی خدمات اسکے حوالے کر رکھی تھیں یہ سوچتے تھے کہ کسی اور ایمان کو قائم رہنے کا حق نہیں۔۔ اور وہ گویا لوگوں کے لئے موت کا باعث تھا۔

تاہم بڑے ادب کے ساتھ یہ بتانا ضروری ہے کہ کیتھولک کلیسیاؤں کے اندر سے ایسے لوگوں کی آوازیں بھی سنی گئیں جن کے ضمیر ناراست کاموں کے ساتھ متفق نہ تھے۔

ان تمام حقائق کو جاننے کے بعد یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ اگر یورپ پر ہٹلر والے جرمنی کی حکومت ہوتی تو کیا وہاں پروٹسٹنٹ اور دیگر آزاد کلیسیائیں قائم رہتیں۔ جبکہ مخصوص شدہ جیسوٹ (یسوع کی سوسائیٹی کے ممبر) اور ان کی انجمنیں جو اصلاحی زمانے سے ایک ایسی پاک کیتھولک رسولی کلیسیا بنانے میں مصروف تھیں جسے انہوں نے اپنے عقیدے کے مطابق ترتیب دے رکھا ہے۔ پوپ بینی ڈکٹ پندرویں نے ۱۹۱۵ء میں عارضی صلح بندی کے دوران بشارتی کلیسیاؤں کا اقرار کرنے

والے فرقوں کو شیطان کے ایلچی چور اور پلپٹوں کی طاعون کہا۔ (میکنا مارا کی کتاب صفحہ نمبر ۲۲) سب لوگوں کے لئے مندرجہ ذیل بیان ناقابل فہم ہوگا کہ "انگول سٹڈ کے جیسوٹ مایا ہوفر نے منادوں کے آئینہ میں سبق دیا کہ اگر ہم پروٹسٹنٹ لوگوں کو قتل کرنے کی بات کریں گے تو ہماری عدالت نہیں ہوگی۔ یہ بالکل ایسے ہی ہوگا جیسے ہم کسی چور۔ قاتل یا انقلاب برپا کرنیوالے کو موت کی سزا دینے کا تقاضہ کرتے ہیں۔ (ا۔ پارس کی کتاب۔ جیسوٹ کی خفیہ تاریخ صفحہ۔ ۳۵)

کیتھولک کلیسیا نے دوسری جنگ عظیم کے اندر جو کردار ادا کیا وہ بہت سی جلدوں میں لکھا ہوا ہے۔ اس کا ذکر مندرجہ ذیل حوالے یوں کرتے ہیں ۳/ مئی سن ۱۹۴۵ عیسوی کو ہٹلر کی موت کے بعد ویٹی کن نے سپین کے جنرل فرانکو کو میڈرڈ میں سپینی زبان میں یہ اعلان کرنیکو کہا کہ "آڈولف ہٹلر۔ کیتھولک کلیسیا کا فرزند مسیحت کا تحفظ کرتے ہوئے مر گیا۔ اس لئے یہ بات قابل فہم ہے کہ جب بہت سے لوگ اس کی زندگی کو سربلند کرنا چاہتے تھے تو اس کی موت کا اظہار کرنے کیلئے موزوں الفاظ نہیں مل سکتے۔ اس کے فانی بدن پر فتح کا اخلاقی نشان قائم رہیگا۔ شہادت کے امتیازی نشان کے ساتھ خدا ہٹلر کو فتح سے سرفراز کرے" ای۔ پارس۔ جیسوٹ کی خفیہ تاریخ صفحہ نمبر ۱۶۳۔

جو لوگ ہٹلر زندہ باد کے نعرے لگاتے تھے وہ اس بات سے واقف نہ تھے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ تاہم بلند مرتبت لوگوں کو یہ ضرور جاننا چاہئیے تھا۔ وہ اپنے ہاتھ بڑھا کر کہتے تھے کہ ہٹلر زندہ باد۔ گویا خدا کی بجائے اب وہی ان کا نجات دہندہ ہے۔ چونکہ میں سن ۱۹۲۳ عیسوی میں پیدا ہوا اس لئے میں نے ان سب باتوں کا غور سے مشاہدہ کیا ہے۔ کتنی دفعہ مجھے ملٹری پریڈ دیکھنے کا موقع ملا۔ جب بہت سے لوگ ہم آواز ہو کر کہتے تھے کہ "ہٹلر زندہ باد۔ ہٹلر فاتح ہے

ہٹلر کی آمریت کے خاتمے کے بعد بہت لوگوں نے تسلیم کیا کہ وہ بہت بری

طرح سے فریب خوردہ نسل سے تعلق رکھتے ہیں جس طرح جنگ کے دوران یہودیوں کا قتل عام کیا گیا جب اسکا ذکر لوگوں کے سامنے کیا گیا تو وہ سن کر گنگ ہو گئے۔ حتٰی کہ آج بھی ایسے لوگ ہیں جو ان باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اور اس کا سبب صرف یہ ہے کہ وہ اس قسم کے ظلم جس میں معصوم عورتوں۔ مردوں اور بچوں کو گیس کے ذریعے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا سمجھنے سے قاصر ہیں۔ خدا اور جرمن قوم کے نام سے بیسویں صدی میں سب سے اندوہناک جرائم کئے گئے۔ بہت سے لوگوں کے کانوں میں نازی زمانے کے نشرو اشاعت کے الفاظ ابھی تک گونج رہے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں کو "تمام دنیا کے لئے ایک ہی ایمان" کا دعوی بھی یاد ہے۔ فوجی سپاہیوں کی بکلس پر "خدا ہمارے ساتھ" کے الفاظ لکھے ہوئے تھے یہ کیسا کفر تھا۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران ساڑھے پانچ کروڑ لوگ اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ لیکن جن لوگوں نے اس کام میں حصہ لیا انکو بچا لیا گیا۔ جرمنی کے شہر کلون کے کارڈینل فرینجز نے ۱۶/ دسمبر سن ۱۹۴۵ عیسوی کو ریڈیو پر یہ اعلان کیا کہ وہ چاہتا ہے کہ مغرب کا طرز زندگی مسیحی دنیا کی مانند ہو۔ بے شک اس سے مراد رومن کیتھولک طرز زندگی تھا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے ۲۳ جون سن ۱۹۵۰ عیسوی کو بون میں منعقد ہونے والی کیتھولک جنرل میٹنگ کے اندر سر عام درخواست کی کہ جرمنی کو دوبارہ مسلح کیا جائے۔ خدا کے نظم و ضبط کے تحت امن کے ساتھ آرام کرنے والے بشپ میونخ نے سن ۱۹۴۵ء کو پائیس بارویں کی حیثیت سے ایک پاسبانی خط میں جرمنی کے جنگی مجرموں کے بارے میں درگزر کرنے کے لئے کہا۔ ۱۹۵۱ء میں اسے جرمنی کے صدر نے ایک عظیم وفاقی خدمت کی صلیب کے ساتھ نوازا۔ اس کے بعد پوپ جان ۲۳ ویں نے اسے کارڈینل کے عہدے پر ترقی دے دی۔ (اقتباس از کتاب کے ڈیشنر صفحہ نمبر ۶۴ تا ۶۵)

ان باتوں کے علاوہ مندرجہ ذیل حوالہ بھی قابل توجہ ہے کہ کیتھولک رجمنٹ کے پسپا ہوجانیکے بعد قاتلوں کی بہت بڑی تعداد فرانسسکن کی خانقاہوں کلاگن فیورٹ آسٹریا۔ موڈینا اٹلی اور فرانس کی طرف بھاگ گئی اقتباس ازکتاب۔ کے۔ ڈیلیٹنر صفحہ ۶۲۵۔ بظاہروہ پناہ حاصل کرنے کے لئے اردگرد کے علاقوں سے واقف تھے۔ انہوں نے نہ صرف کھلے دروازوں کو دیکھا بلکہ کھلے ہاتھوں کو بھی پایا۔ یہاں تک کہ کثیر تعداد میں قتل کرنے والوں کے فرانسیسی مددگار کلاؤس باربی۔ لےاون کے قصائی پال ٹاؤرونیر کو مئی سن ۱۹۸۹ء میں جنوبی فرانس کی کیتھولک کالونی سے جہاں اس نے بہت خوشگوار دن گزارے تھے گرفتار کرلیا گیا۔

سٹالن گراڈ میں جرمن فوجوں کی شکست کے بعد پوپ نے امریکہ کو اپنی طرف کرکے انقلاب پرستوں کے خلاف جنگ کرنیکے لئے استعمال کرنیکی کوشش کی لیکن اسکے لئے صدر روزویلٹ نے یہ شرط رکھی کہ ہٹلر کو حکومت چھوڑنی ہوگی۔ پوپ نے جانتے بوجھتے ہوئے اسکی وکالت کی۔ لیکن اب قوت ور آمر کنگال ہوچکا تھا۔ کیتھولک فرقہ کے جن بشپوں نے ہٹلر کو اپنے باہمی اتحاد کا یقین دلایا تھا انہوں نے جو کچھ مارچ سن ۱۹۳۳ء میں کہا وہ سن ۱۹۴۵ء کے بیان سے بالکل مختلف تھا۔ اس کے بعد انہوں نے متحدہ یورپ کے مذہبی اور سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے ایک نئی ترکیب متعارف کرائی۔

جو کچھ جنگ اور قوت کے ذریعے حاصل نہ ہوسکا وہ اب حکمت عملی کے ذریعے حقیقت بن چکا ہے۔ اس وقت جب لاکھوں پناہ گزین اور جنگی قیدی مشقتی کیمپوں کے اندر جنگی صعوبتوں کا شکار تھے تو کیتھولک پادریوں نے اپنا رخ موڑ کر جھنڈے کو ہوا کے نئے رخ کی طرف کر دیا ہے۔ معصوم لوگوں کو دکھ اٹھانا پڑا لیکن جو مجرم محفوظ تھے انہوں نے اپنا کام بڑے فخر کے ساتھ جاری رکھا۔

۱۹۶۲ء تا ۱۹۶۵ء تک ہونے والی ویٹی کن کونسل کے اندر ایک نئی نشوونما کا آغاز ہوا۔ پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں کو اب مزید لعنتی نہیں کہا جاتا بلکہ اب

انہیں کھلے دل اور جدا بھائیوں کی طرح قبول کیا جاتا ہے۔ اصلاحی تحریک اب ختم ہو چکی ہے۔ یہ ایک حیران کن بات ہے کہ پروٹسٹنٹ کلیساؤں پر جو لعنتیں بھیجی گئی تھیں اب ان کو واپس لے لیا گیا ہے۔ آج تک پوپ یا کلیسیا نے یہودیوں۔ پروٹسٹنٹ کلیساؤں اور دیگر ایمان کے لوگوں سے معافی کا ایک لفظ تک بھی نہیں کہا

اہل روم نے کسی اور کی زندگی کو کبھی کوئی اہمیت نہیں دی۔ جو لوگ ان کے راستے میں آئے بالغ تھے یا بچے۔ سیاسی دشمن تھے یا مذہبی ان کو کچل کر رکھ دیا گیا۔ نیرو۔ ڈائیو کلوشین۔ قسطنطین اور کئی دوسرے لوگ ایسا کر چکے ہیں۔ بعد میں یہی رخ پاپاؤں نے بھی اپنایا۔ جس کسی نے اپنے آپکو تابع نہ کیا خواہ وہ بت پرست تھا یا یہودی۔ مسلم تھا یا پروٹسٹنٹ مسیحی اس پر تشدد کر کے قتل کر دیا گیا۔ انکا جرم یہ تھا کہ وہ اپنے ایمان کا اقرار رومن کیتھولک کلیسیا کے اندر کیوں نہیں کرتے۔

رومی ریاستی کلیسیا اور اس کی بے رحمانہ قوت کا اصل بانی قسطنطین تھا۔ اس نے آسمان پر ایک روشن صلیب کو جس پر لکھا تھا کہ "تم اس نشان کے ساتھ فتح پاؤ گے" دیکھنے کا دعوی کیا۔ یہ قاتل۔ جس نے اپنے خاندان میں اپنے دو نسبتی بھائیوں لی سینئس اور باسا تیس کو اپنے بھانجے لاسینئیس کے بیٹے۔ اس کے سسر میکسی میلیان۔ اس کے بیٹے کرسپس اور اس کی بیوی فاؤسٹا کو قتل کیا۔ تاہم اس کے ساتھ وہ ایک گھاک سیاست دان بھی تھا۔ اس کی نظر میں کلیسیا قوت کا منبع تھی جسے اس نے خود بخود حاصل کیا۔ شروع میں تو اس نے بے دینوں کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھایا لیکن بعد میں ایک بے دین مسیحی ریاستی کلیسیا وجود میں آئی جس نے ظلم و تشدد اور قتل کرنا شروع کیا۔ اس کے بارے میں ستر سال کے بعد آگسٹین نے جو کلیسیائی تواریخ میں ایک اہم مقام کا حامل ہے اس کو خدا کی ریاست کہہ کر تعریف کی۔ آگسٹین کی تعلیم کے مطابق شیطان باندھا گیا ہے جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ وہ پورے طور پر کھول دیا گیا ہے۔

سورج دیوتا کے دن کو خدا کے بیٹے کا جنم دن بنا دیا گیا پطرس۔ مریم اور دیگر لوگوں کو مقدسین کا درجہ دیکر جیو پیٹر۔ ارتمس اور دوسرے دیوی دیوتاؤں کی جگہ مقرر کر دیا گیا مسیحی ممالک کو اس نمونے پر ڈھالنے کیلئے تمام یونانی اور رومی عقائد کو بغلگیر کیا گیا جنہیں ابتک مسلسل مانا جا رہا ہے بت پرستوں کے دیوتاؤں کو زبردستی مقدسوں اور سرپرستوں کا درجہ دے دیا گیا اور انکے باشندوں کو سیاسی اور مذہبی قوت کے ذریعے تابع بنایا گیا لیکن جرمنی نے اپنے ضمیر کے خلاف اسکو قبول نہ کیا انکا صفایا کر دیا حکومت اور کلیسیائی اتحاد نے دوسرے ایمان کے لوگوں کو کوئی موقع نہ دیا کاروباری زندگی ان پر سختی کرنا اور تعلقات کو منقطع کرنا انکے ایجنڈے میں شامل تھا پوپ اور رومن کیتھولک کلیسیاء کو استقاط حمل کے خلاف بولنے کا حق اس وقت ہو گیا جب انکے کروڑوں لوگوں کی موت کے بارے میں جو انکے اثر و رسوخ سے ہوئیں تو بہ کر کے اسکے موافق پھل لائیں گے پیدا ہونے والے بچوں کو تو ضائع نہیں کرنا چاہیے لیکن جو لوگ زندہ ہیں انکی کچھ قدر و قیمت نہ تھی کیا پاپاؤں نے صلیبی جنگوں کا حکم نہ دیا۔ کیا انہوں نے ان لوگوں کو برکت نہ دی جو ان لوگوں کو قتل کرنے کے لیے گئے جن کی ان کی نظروں میں کوئی قدر و قیمت نہ تھیں ان مجاہدوں نے ان حاملوں عورتوں بچوں اور انسانوں کی طرف توجہ دی؟

ہرگز نہیں جب کیتھولک خانقاہوں کے قریب بہت سے بچوں کے سر کی کھوپڑیاں پائی گئیں تو یہ کس قدر ہولناک منظر تھا کیتھولک مشن کے سوالوں جواب کی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۵۶ کے اندر کلیسیاء کو ایک ساکرامنٹ قرار دیا گیا ہے یہ ایک جانی پہنچانی حقیقت ہے رومن کیتھولک کلیسیاء کے سات ساکرامنٹ ہیں لیکن اب کلیسیاء بذات خود ایک ساکرامنٹ

مانی جانے لگی ہے " کلیسیا روح کی ایک ساکرامنٹ ۔ کلیسیا کے اندر مشکلات ۔ روح کے انڈیلے جانیکے بعد اٹھنے والے سوالات اور کلیسیائی عقائد کا جواب اس بیان کے ساتھ دیا گیا کہ " میں ایمان رکھتا ہوں پاک کیتھولک رسولی کلیسیا پر " یہ کلیسیا اس بات کا دعوی کرتی ہے کہ تاریخی ادوار میں یسوع کی روح اسی کے ذریعے کام کرتی رہی ہے اس کا ایمان ہے کہ یہ ایک مقام ہے ۔ ہاں ۔ ایک ساکرامنٹ جسکا مطلب روح القدس کے کام کا نشان اور ذریعہ ہے " ہونٹوں کے اقرار اور حقیقت کے درمیان آسمان اور زمین کا فاصلہ ہے ۔ یہ مسیح کا روح نہیں تھا جس نے کلیسیائی تاریخ میں اس قدر ظلم کے ساتھ کام کیا ۔ چونکہ یہ کلیسیا ان سب باتوں سے واقف ہے جو اسکے زیر اثر وقوع پذیر ہوئیں اس لئے ان کو اسی صفحہ کے اندر کیتھولک بالغوں کی سوال و جواب کی کتاب میں یہ لکھنا پڑا کہ کسی اور ایمان کی ادائیگی نے اس قدر ناقابل فہم ۔ تضاد اور عداوت پیدا نہیں کی جتنی کہ اس نے ۔ اسکے علاوہ بہت سے کیتھولک مسیحیوں کو کلیسیا کے ساتھ مشکلات در پیش ہیں ۔ یسوع کو ہاں اور کلیسیا کو نہ کہنے والے تھوڑے نہیں ۔ کلیسیا کے خلاف سب سے بڑی شکایت یہ ہے کہ اس نے اپنی تواریخ کے اندر یسوع کے اصل پیغام کی مخالفت کی ہے ۔ وہ بحث کرتے ہیں کہ چونکہ یسوع غریب تھا اور اس نے غریبوں کیلئے آواز اٹھائی جبکہ اس کے برعکس کلیسیا امیر ہے اسلئے وہ امیروں کے ساتھ عہد و پیمان کرتی ہے اور سماجی عزت و احترام کرنے میں ناکام ہو چکی ہے ۔ یسوع نے محبت کی منادی کی یہاں تک کہ دشمنوں سے محبت کرنے کی ۔ جبکہ اسکے برعکس کلیسیا میں برداشت کا فقدان ہے اور پہلے کی طرح تشدد کر رہی ہے جیسا کہ تحقیق اسکے مخالفوں پر بے رحم ظلم کو ظاہر کرتی ہے ۔ ۔ اس قسم کے گناہوں کی فہرست کے متعلق کیتھولک مسیحی کو کیا کہنا چاہیئے ؟ اسکو ان باتوں پر پردہ ڈالنے کی ضرورت نہیں ۔ جو کلیسیا گناہوں کی معافی کی دعویدار ہے اس کو خدا پر مکمل اعتماد کے ساتھ اپنے جرم کا اقرار

کر کے خدا کی معافی پر بھروسہ کرنا چاہئیے جیسا کہ پوپ ہارڈرئین ششم نے
سن ۱۵۲۲ تا ۱۵۲۳ء میں نیورمبرگ کے شاہی بین الاقوامی کانفرنس میں
کہا۔ اس کے علاوہ پوپ پال ششم نے ویٹکن کونسل کے اندر کہا کہ "
مسیحی کو تاریخ کی اس قسم کی کمزوریوں سے منکر نہ ہونا چاہئیے۔

جس طرح کیتھولک کلیسیا کی کتاب میں لکھا ہے یہ یقیناً خدا کے نزدیک کوئی
معمولی بات نہیں۔ معافی صرف اسی وقت مل سکتی ہے جب حقیقی توبہ کی
جائے۔ وہ ظالمانہ کاموں کو درگزر نہ کریگا۔ چونکہ یہ ارادتاً کئے گئے اس
لئے وہ بے گناہوں کے خون کا بدلہ ضرور لے گا۔ مکاشفہ ۔ ۹/۶ ۔ ۱۰ ۔ و
۱۸/۷ ۔ ۸ ۔ اگر بائبل کو ماننے والے مسیحوں پر یہ ظلم نہ ڈھائے جاتے تو
اس باب کو بند کیا جاسکتا تھا۔ لیکن بائبل کی پیشن گوئی کے مطابق مذہبی
اور سیاسی اتحاد کے نتیجے میں تشدد کے ساتھ میل جول بھی منقطع کر دیا جائیگا
تاکہ "کوئی شخص خرید و فروخت نہ کر سکے"۔ مکاشفہ ۔ ۱۳/ ۱۷ ۔ جس طرح
دوسری جنگ عظیم کے آخر تک مختلف اوقات میں ظلم ڈھائے گئے اسیطرح
مسیحوں کو بھی ایک قلیل عرصہ کے لئے تشدد کا سامنا کرنا پڑے گا۔ انکا جرم
یہ ہوگا کہ وہ کسی ایسی مشن یا تنظیم کے ممبر نہ ہونگے جو بین الکلیسیائی کونسل
(ورلڈ کونسل آف چرچز) یا کیتھولک کلیسیا کے ساتھ ہیں۔ انکو ملحد قرار دیا
جائیگا۔ گویا وہ میل جول کے قابل ہی نہیں۔ اگر کوئی ملازمت حاصل کرنا
چاہے گا تو اس کے مذہبی الحاق کے بارے میں پوچھ کر فیصلہ کیا جائیگا کہ
اسے ملازمت دی جائے یا نہ۔ کیا اس وقت سیاست دان متفرق ایمان
کے لوگوں کی عزت و ناموس کی حفاظت کر سکیں گے؟

کلام مقدس بتاتا ہے کہ ایک سلطنت جسے "حیوان" کہا گیا ہے اس پر تلوار
کے ذریعے زخم کاری لگایا گیا۔ مکاشفہ ۔ ۱۳/ ۱۴ ۔ روح کی تلوار خدا کا
کلام ہے۔ اصلاح کے ذریعے خدا کے کلام کے ساتھ یہ زخم کاری لگا۔ چونکہ
اصلاح کاروں نے اس دنیاوی قوت میں ہلچل اور خطرہ پیدا کر دیا اس
لئے ان پر شیطان کے خادموں کا ٹھپا لگایا گیا۔ بائبل کی پیشن گوئی کے

مطابق یہ زخم کاری اچھا ہو گیا اور ساری دنیا نے اس پر تعجب کیا۔ مکاشفہ ۱۳/۱۲۔ شفا کا یہ عمل اب تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔

تمام پروٹسٹنٹ کلیسیائیں اور تحریکیں شروع میں انجیل کی منادی کو اپنا مرکزی نکتہ بناتی ہیں۔ لیکن آج ان میں سے بیشتر کے پاس صرف ایک روایت ہی رہ گئی ہے۔ کلیسیاؤں کے رہنماؤں کی نظر کمزور ہو چکی ہے اور وہ اس قابل نہیں رہے کہ جس غلط سمت کی طرف وہ چل نکلے ہیں اس کو دیکھ سکیں۔ حتہ کہ جو اپنے آپکو بنیاد پرست کہتے ہیں ان کے سامنے بھی کوئی واضح سمت نہیں ہے۔ وہ منکشف انبیانہ کلام کی روشنی میں وقوع آنے والی باتوں کو نہیں سمجھ سکے۔ بعض لوگ اناجیل کے خفیہ رازوں کو کھولنے کے کلیہ کا شکار ہو چکے ہیں جبکہ بعض آزاد خیالی کے۔ اسکے علاوہ پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں میں برائے نام مسیحوں کی حکومتی اور قومی کلیسیائیں بھی ہیں۔ ان میں سے بہت تھوڑے ہیں جن کے پاس مسیحی تجربہ ہے اور انہیں بائیبل کے حقیقی ایماندار کہا جا سکتا ہے۔

سن ۱۹۶۰ء میں پوپ جان تیرویں نے کونسل آف ویٹی کینم سکونڈم کے سامنے مذہبی سوالات کے سکریٹریٹ کا افتاح کیا جس کا رہنما کارڈینل آگسٹین بیا کو مقرر کیا۔ ایک اچھا کام کیا گیا۔ علیحدہ ہونے والی کلیسیاؤں کے لئے بہت اچھے اصول وضع کیئے گئے کہ وہ بغیر کسی دقت کے اپنی زبان سن سکیں اور تمام تنازعات کے آر پار چل سکیں (اقتباس از کتاب لیکسی کون فیوئیر تھیالوجی اور کلیسیا۔ جلد نمبر ۱۳ / صفحہ نمبر ۱۲ تا ۲۶) ہرڈر پبلشنگ ہاؤس نے ویٹی کن کی دوسری کونسل میں مذہبی اتحاد کے مضمون کے بارے میں لکھا ہے کہ جو لوگ اسطرف توجہ مبذول کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ ایک مشعل راہ ہے۔

" یہ سکریٹریٹ جسے پوپائی اختیار کے حامل لوگوں نے قائم کیا ہے اطلاعات کا ایک ذریعہ اور وسیلہ ہے جس کے ذریعے باہمی تعاون کے تمام قابل فہم ذرائع کے وسیلہ سے پورا تعاون حاصل کیا جا سکتا ہے ... جب کارڈینل

اسی سوچ کے ساتھ ہی پال ششم رخصت ہوا۔ جب سات جون سن ۱۹۶۳ء میں اس نے کارڈینل کی حیثیت سے جان ۲۳ ویں کا میلان میں جنازہ کرتے وقت کیتھولک ایمان کے عالمگیر ہونے اور رومن کلیسیا کے مذہبی اتحاد کا ذکر کیا۔۔ اس کے خیال کے مطابق کیتھولک لوگوں کا اندرونی مذہبی اتحاد کلیسیائی تاریخ میں از سر نو بہت بڑی مذہبی یگانگت کے امکان کی نشان دہی کرتا ہے۔"

دفعہ، کے مندرجہ ذیل حصے میں علیحدگی اور تقسیم کرنے کے بارے میں کہا گیا ہے۔ انسانی کمزوری۔ لڑائی۔ ایک دوسرے کے بارے میں کم واقفیت نے جماعت کے اندر یسوع مسیح کے بارے میں اجنبیت کو جنم دیا ہے۔ یوں کلیسیا کے کچھ حصوں نے الگ ہوکر اپنے خود کفیل گروپ بنالئے ہیں۔ اس طرح یسوع مسیح کی کلیسیا کو نہایت ہی بے دردی کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے کردیا گیا ہے۔ چونکہ کلیسیا ایک ہی ہو سکتی ہے اس لئے جو کلیسیا پطرس کی گدی پر بیٹھی ہے اس کے علاوہ اور کوئی کلیسیا نہیں جو حقیقی اور واحد کہلانے کی مستحق ہو۔ جو کلیسیا پطرس کی گدی سے الگ ہو چکی ہے وہ نہ اس طرز کی ہے اور نہ اس دیدنی اور آسمانی کلیسیا کی ہو سکتی ہے۔ سیکشن آٹھ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ سر کے ساتھ پیوستگی بدن کے بہت سے حصوں کو الگ نہیں کرتی بلکہ زیادہ میل جول بدن کی خوبصورتی کو واضح کرتا ہے۔ لہذا انکی اپنی روایات کی ایک الگ اہمیت ہے بالخصوص مشرق کی قابل احترام کلیسیاؤں کی۔ جب اکثریت کو زیادہ جگہ دی جاتی ہے تو ایک با اختیار شخصیت کی زیادہ ضرورت پیش آتی ہے۔

"جو کوئی الگ ہونیوالی کلیسیاؤں میں پورے ایمان کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اصل کلیسیا کو انہیں اجنبی خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ شق نمبر ۹۔ تاہم ایسا شخص نجات کے کئی وسائیل کو کھو دیتا ہے۔ خاص طور پر سکھانے والی خدمت کے ذریعے رہنمائی کو جو ایمان اور تہذیب کی حفاظت کرنے میں مکمل طور پر مدد کرتی ہے۔ علیحدگی خدا کے خاندان کے اندر اور باہر ترقی کو روک دیتی

دیتی ہے ۔ چنانچہ کونسل کی یہ خواہش ہے کہ مخالف رائے رکھنے والے سب لوگوں کا تعلق مسیح کے گلے کی مکمل یگانگت کے ساتھ ہو تاکہ وہ سب ایک گلہ بن جائیں ۔ شق نمبر ۱۰ ۔ تاہم اسکے لئے مشترکہ مفاد کا ہمیشہ خیال رکھا جانا چاہیئے اور اس کے ساتھ موجودہ روحانی بندش کا جسکے ذریعے ہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں "

" ماضی کی غلطیوں کے باعث جو دونوں طرفین سے سرزد ہوئیں مسیحی بھائی ایک دوسرے سے الگ ہوکر مختلف سمتوں کی طرف چل نکلے اور انکے راستے الگ ہوگئے ۔ لیکن تمام مسیحوں کی توبہ اور میل کی روح کے باعث یوں ہوگا کہ سب ایک ہی باپ کے گھر میں متحد ہو جائیں گے ۔ "

" مسیحی آنے والی دہریت اور اشتراکیت کے خلاف مل کر محاذ بنائیں گے شق نمبر ۲۵ "

" کلیسیا کا متحدہ حصہ ایک ہی سربراہ کے ماتحت باہم پرورش پائیگا ۔ اس کا مطلب ہے کہ مشرقی اور مغربی امتیاز ختم ہو جائیگا ۔ اور وہ سب کا باپ ہوگا ۔ شق نمبر ۲۷ "

" اتحاد کے لئے مندرجہ ذیل مضبوط شرائط کو نافذ کیا گیا ہے اور اس کا طریقہ بھی بتایا جا رہا ہے ۔ مشرقی لوگ اس بات کو جانیں گے کہ وہ اپنی جگہ حاصل کرنے کے لئے کب شامل ہونا چاہتے ہیں ۔ ایسے لوگوں سے اپنے گھر میں واپس آنے اور کلیسیا کے ممبر بننے کے لئے ضرورت سے زیادہ کسی بات کا تقاضہ نہ کیا جائیگا ۔ شق نمبر ۲۸ " وہ اس عقیدے کو پڑھیں گے جسکے اندر نہایت ہی سادہ طریقے سے اپنی بدعتوں کو ترک کئے بغیر کلیسیا کے اتحاد کا اقرار موجود ہے ۔ مشرقی لوگوں کو اپنا نظم و نسق قائم رکھنے کی اجازت ہوگی ۔ شق نمبر ۵۰ ۔ ان کی نذر و نیاز مستند ہیں اور انہیں مزید جاری رکھا جا سکتا ہے ۔ شق نمبر ۵۱ چنانچہ ہمیں اپنے بھائیوں کے ساتھ بشارتی زبان میں جسے وہ سمجھتے اور جو ان کو متاثر کرتی ہے بات کرنی ہوگی ۔ ہمیں ان کو یہ ضرور بتانا چاہیئے کہ پطرس کی

"پہلی اسقفی خدمت پاسٹر (چرواہے) کی تھی جسے رسولوں کے لیڈر نے مسیح سے حاصل کیا۔ تسلط یا اختیار جتانے کے لئے نہیں بلکہ مسیح کے گلہ کی گلہ بانی کرنیکے لئے۔ بہرحال پطرس کا قانونی اختیار اسکو پاسٹر کی خدمت سرانجام دینے کی رہنمائی کرتا ہے۔۔۔ یہ کلیسیا میں سردار گلہ بان کی حقیقی تصویر ہے جو جدا ہونے والے بھائیوں کے لئے جنہیں صرف محبت اور مضبوط ہاتھ کے ذریعے ہی مسیح کی عجیب پناہ۔ کیتھولک کلیسیا میں لانے کے لئے پیچھے چلایا جا سکتا ہے۔"

"آج اتحاد کی خاطر خدا کی متحرک خواہش کے مطابق جدا ہونے والی تمام مسیحی رفاقتوں کو لازمی طور پر دکھایا جانا چاہئیے کہ اصل نشان کلیسیا ہے جو سب کے لئے شفا دینے والا واحد ادارہ ہے۔"

"اگلے پہرہ میں شق نمبر۵ میں ہر ایک مسیحی سے انفرادی طور پر درخواست کی گئی ہے کہ وہ ماں کلیسیا کے دعوت نامے کی پیروی کرے۔ اس سلسے میں وہ کلیسیا کے عناصر کی موجودگی کو سمجھتے ہیں کہ وہ کیتھولک کلیسیا کے اتحاد میں واپس آجائیں۔ یہ بات پاک کلام اور ان ساکرامنٹ پر بھی ہے جو کلیسیا کی ملکیت اور اتحاد کا ذریعہ ہیں۔ اس میں مسیحی لوگوں کو انفرادی انداز سے نہیں بلکہ باہمی رفاقت میں متحد دیکھتے ہیں۔"

"جو لوگ اپنے پورے دل سے مسیح کی فرمانبرداری کرنا اور مسیح کے پاک روح کی رہنمائی کے ماتحت عالمی رفاقت کی حدود میں رہتے ہوئے ترقی کرنا چاہتے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ کلیسیا کے جو بہت سے مکانوں کے ساتھ خدا کا گھر ہے نزدیک آئے اور ایمان میں ایک ہونے کے لئے وکر جنزل رومی پوپ کی سرابرہی میں قدم اٹھائیں۔"

"جو لوگ بپتسمہ لے چکے ہیں وہ پہلے ہی مسیح میں ایک رفاقت بن چکے ہیں۔ اس کے علاوہ کیتھولک کلیسیا کو بھی اس تفریق کے بارے میں اپنے قصور کا اقرار کر کے خدا سے دعا کرنی چاہئیے کہ وہ اپنے طریقے سے اپنے تقسیم ہونے والے لوگوں کو مکمل اتحاد تک پہنچنے کے لئے رہنمائی کرے۔"

ایک حقیقی کلیسیا کا ممبر ہونیکی ضرورت کو بین الاقوامی کلیسیائی کتاب کے صفحہ نمبر ایک پر بنیادی اصول بتایا گیا ہے اور اسے ایک ایسے انداز سے منکشف کیا گیا ہے کہ لوگ جدا ہونے والے بھائیوں کی مشکلات اور تعلقات پر غالب آ سکیں"

بین الاقوامی کلیسیائی تحریک کا کام ایک ایسا راستہ تیار کرنا ہے جو بالآخر خدا کے گلہ میں تمام مسیحوں کے درمیان اتحاد کو بحال کر سکے۔"

سیکونڈ میں منعقد ہونے والی ویٹی کن کونسل کے بیانات اور دستاویزات جن کا ذکر ہر ڈر کے کاموں کی کتاب کے صفحہ نمبر ۴۰ میں کیا جا چکا ہے پڑھنا دلچسپی سے کم نہیں۔ اس کے آخر میں مندرجہ ذیل بیان پایا گیا ہے "روم۔ از قلم مقدس پطرس۔ سات دسمبر سن ۱۹۶۵ء۔ بین پال۔ بشپ آف کیتھولک کلیسیا" ہر بات کو اس طرح تیار کیا گیا ہے کہ علیحدہ ہونے والی کلیسیاؤں کے لئے ماں کلیسیا کے دروازے اور بازو کھلے ہوئے ہیں۔ جن لوگوں نے تثلیثی بپتسمہ لے رکھا ہے ان کو کلیسیا مستند بپتسمے کے حامل مسیحیوں کے طور پر تسلیم کرتی ہے۔ جبکہ چند سال پہلے اسطرح نہیں تھا۔ اسوقت جو لوگ کیتھولک کلیسیا میں شامل ہوتے ان کو دوبارہ بپتسمہ دیا جاتا تھا۔

فیصلے کا وقت آ چکا ہے۔ وہ لمحہ آ پہنچا ہے جس کے بعد واپسی کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ آسمان سے خبردار کرنے کی آخری آواز یوں ہے کہ "اے میری امت کے لوگو۔ اس میں سے نکل آؤ تاکہ تم اس کے گناہوں میں شریک نہ ہو اور اس کی آفتوں میں سے کوئی تم پر نہ آ جائے" مکاشفہ ۱۸/۴۔ جو کوئی مکمل اتحاد کے وقت عظیم کلیسیا کے ساتھ منسلک ہوگا وہ یسوع مسیح کی کلیسیا کا نہیں ہو سکتا۔ یہ بات ان تمام پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں۔ رفاقتوں اور مشنوں کے لئے بھی ہے جو عالمی کلیسیا کے ذریعے رومن کیتھولک کلیسیا کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ ہر فرقہ (مشن) خود بخود ماں کلیسیا کا نشان اور پہچان لئے ہوئے ہے۔ دراصل جو کوئی رومن کیتھولک کی تثلیثی تعلیم کو قبول کرتا اور تثلیثی بپتسمہ حاصل کرتا ہے وہ اس کلیسیا سے تعلق رکھتا ہے اور اسے اس میں شامل

کی ضرورت نہیں"

اتحاد کے لئے جدید خیال بہت غلط سمجھا جا رہا ہے۔ ہمارے خداوند مسیح یسوع مسیح نے اپنی خاص دعا میں ایک ہونے کے لئے دعا کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے صرف اپنے لوگوں کا ذکر کیا نہ کہ مختلف عقائد کے ان لوگوں کا جو پوپ کے ساتھ رومن کیتھولک کلیسیا میں شامل ہوتے ہیں۔ اسکی دعا کے الفاظ یوں ہیں "۔۔۔ اور وہ ایک ہوں جیسے ہم ایک ہیں۔ میں ان میں اور تو مجھ میں تاکہ وہ کامل ہو کر ایک ہو جائیں اور دنیا جانے کہ تو ہی نے مجھے بھیجا اور جسطرح کہ تو نے مجھ سے محبت رکھی ان سے بھی محبت رکھی" یوحنا ۱۷/۲۲ ۔ ۲۳ ۔ جو لوگ حقیقی طور پر نئے سرے سے پیدا ہو چکے ہیں وہ ایک ہونے کا تجربہ حاصل کریں گے۔ ایک طرف تو ہم مسیح اور اس کی کلیسیا کے ساتھ ایک ہونے کا نظارہ دیکھتے ہیں اور دوسری طرف رومن کلیسیا کا عالمگیر سطح پر بائیبل کے برعکس اتحاد۔ ہر شخص کو خود فیصلہ کرنا چاہئیے کہ اسے کس میں شریک ہونا چاہئیے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# اٹھائیسواں باب

## آخری نتیجہ اور چھ سو چھیاسٹھ کا پر اسرار عدد

کوئی اس بات کو نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیونکر ممکن ہوا کہ پادریوں کی اکثریت تاریخی نشو نما کو نظر انداز کرتے ہوئے آگے گزر جائے۔ اس سلسلے میں یا تو وہ اپنی آنکھوں کو جان بوجھ کر بند کئے ہوئے ہیں یا وہ سچائی کو جاننے میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ یہ صرف خدا ہی جانتا ہے۔ وہ ترقی جو قسطنطین کے دور سے شروع ہوئی اسے رومن ریاستی کلیسیا کے آغاز تک کلیسیائی تاریخ کے اندر بڑے واضح انداز سے لکھا گیا ہے۔ پانچویں سے گیارویں صدی عیسوی میں بادشاہوں نے پاپاؤں کو نامزد کرنا شروع کیا۔ لیکن اس کے بعد برائے نام کلیسیائی رہنماؤں نے یہ کام خود سنبھال لیا۔

پاپاؤں کے چناؤ کے سلسلے میں پوپ نکلاؤس دوئم نے سن ۱۰۵۹ء میں منعقد ہونے والی ایسٹر کی کلیسیائی مجلس میں رومن جرمن شہنشاہوں اور رومن قصبہ کے شرفا کو نظر انداز کرتے ہوئے پوپ کے الیکشن کا حکم جاری کیا۔ اس حکم کے تحت اس الیکشن کا پورا حق کارڈینل کالج کے سپرد کر دیا گیا۔" (بی۔ ہیرن برگ کی کتاب صفحہ نمبر ۲۸۷) چونکہ اسکے بعد جہنم کے خوف کی وجہ سے لوگوں کا ہجوم ان کا پیروکار تھا اسلئے پوپ دنیاوی فرمانرواؤں کے لئے ایک عظیم قوت بن گئے۔ لیکن یہ کافی نہ تھا۔ اب ان باتوں کو کلیسیا کی بھلائی کے لئے بہتر بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اور اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ اب بجائے اسکے کہ بادشاہ پاپاؤں کو مقرر کرتے پاپاؤں نے بادشاہوں کو مقرر کرنا شروع کر دیا۔

روم مارچ ۱۰۷۵ء فرمان پوپ۔ پوپ کے اس نام نہاد فرمان میں رومن روزوں کے دوران منعقد ہونیوالی کلیسیائی مجلس میں پوپ گریگری ہفتم نے بشپ آف روم کو عالمگیر کلیسیا پر تسلط کرنے کا لامحدود اختیار دے دیا۔

پوپ ہی وہ واحد شخص ہے جسے امتیاز کا شاہی نشان پہننے کا حق حاصل ہے۔ وہ بادشاہوں کو بے تاج اور فرمانبرداری کے حلف سے آزاد کر سکتا ہے۔ ناراستی سے حکومت کرنے والے کی کوئی عدالت نہیں کر سکتا۔ (بی۔ ہرڈر صفحہ نمبر ۲۸۸) اس قسم کی دنیاوی۔ سیاسی اور مذہبی قوت کے حامل لوگوں کا یسوع مسیح کی کلیسیا اور اس کی خوشخبری اور خدا کی بادشاہی کے ساتھ کیا واسطہ ہے؟ تسلط کرنے والے تمام لوگوں نے خواہ وہ چوغے میں تھے یا بغیر چوغے کے صرف اپنی بادشاہت قائم کی ہے۔

پوپ اس اعلیٰ منصب پر جسے انہوں نے خود ایجاد کیا ہے مقرر کیئے گئے ہیں۔ اس کے بعد انکو ایک خاص گاڑی میں بٹھا کر ادھر ادھر لے جایا جاتا ہے۔ اب تمام دنیا انکی طرف دیکھتی اور اپنی بھلائی طرفداری اور شفاعت کی طلبگار ہے۔ اگر اسکا مضبوط لاخطا ہونے کا دعوی ثابت کرے کہ اس عالمگیر کلیسیا کے اندر کوئی بات خدا کے پاک کلام کے ساتھ نہیں ملتی تو کیا یہ چیز لوگوں سے چھپا کر خدا کے مجرم بن سکتے ہیں؟ یہاں ہم ان لوگوں کو مورد الزام نہیں ٹھہراتے جو اس عالمگیر کلیسیا کے ممبر ہیں۔ نہ ہی ایک رحمدل پوپ کو بحثیت ایک انسان کے بلکہ اس ادارے اور اس کے نظام کو۔ ہمیں یہ بات ثابت کرنے کی اجازت دی جائے کہ ہم غیر ارادی طور پر انسانی تاریخ کے سب سے بڑے فریب اور جعل سازی کا شکار ہو چکے ہیں۔

بائیبل کے نظام العمل کے مطابق اس وقت ہم روحانی جنگ سے قبل کے دنوں میں زندگی گزار رہے ہیں۔ اس سلسلے میں کلیسیائی مورخوں نے وقتاً فوقتاً کچھ نہ کچھ لکھا ہے۔ ڈاکٹر مارٹن لوتھر نے اپنے زمانے کے پاپائی نظام کے خلاف بہت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اسکے استعمال کئے ہوئے الفاظ ہمارے وقت میں استعمال کرنا مناسب نہیں۔ اس لئے ہم اسکی طرف سے معافی کے خواستگار ہیں۔ اس کے نظریئے مطابق پروٹسٹنٹ اور کیتھولک دو نظام برسرپیکار ہیں۔ اس نے ان باتوں کو ہلکے انداز سے نہیں لیا۔ اسے خدا نے بلایا کہ وہ پرانے عہد کے نبیوں کی طرح اپنی آواز بلند کرے

اس نے اصلاح شدہ بائیبل کے دوسرے ایڈیشن میں دانی ایل کے پیش لفظ میں لکھا کہ "یہاں پوپ کی جو اپنی تقریر میں بڑی بے ادبی کے ساتھ گرجتا ہے کہ تمام کلیسیائیں اور تخت و تاراج کی وہ عدالت کرتا ہے لیکن اس کی کوئی عدالت نہیں کر سکتا بڑی صاف تصویر پیش کی گئی ہے۔ جس طرح سورج چاند سے بلند ہے اسی طرح پوپ تمام شہنشاہوں سے بلند ہے۔ جہاں اختیار ہے وہاں اس کے پیچھے حکم جاری کرنے کی قوت بھی موجود ہے۔ باقی لوگوں کیلئے اسکی فرمانبرداری کرنا واجب ہے۔۔۔ جب پوپ بے شمار زندگیوں کو جہنم میں فریب دیتا ہے تو کوئی یہ نہ کہہ سکے گا کہ تم کیا کر رہے ہو۔ یہ سب کچھ نہ صرف سکھایا جاتا ہے بلکہ عملی طور پر کیا جاتا ہے اور وہ اسلئے کہ شہنشاہ شہنشاہ نہیں بلکہ پوپ ہے جسکے سامنے اسے ایک خادم کی طرح پیش ہونا اور اپنے سارے اختیارات کے ساتھ اس کے پاؤں کو چومنا چاہیئے۔ مقدس پطرس نے اس بات کا اعلان ۲۔ پطرس ۳۔ ۳ میں کیا ہے کہ آخیر دنوں میں ایسے لوگ آئیں گے جو اپنی خواہشوں کے موافق چلیں گے۔ اس سلسلے میں اس نے دانی ایل ۔ ۳۶/۱۱ کو بیان کیا ہے۔ کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق چلے گا اور تکبر کریگا اور سب معبودوں سے بڑا بنے گا اور الہوں کے الہ کے خلاف بہت سی حیرت انگیز باتیں کہے گا اور اقبالمند ہوگا یہاںتک کہ قہر کی تسکین ہو جائیگی کیونکہ جو کچھ مقرر ہو چکا ہے واقع ہوگا۔

چنانچہ پوپ اس چیز کا منظر پیش کرتا ہے کیونکہ اپنے حلقوں میں وہ اپنے آپکو پاک کلام سے افضل جتانے کا تکبر کرتا ہے۔ اور اس کی تصدیق اسکی اس کرسی کے ذریعے ثابت ہونی چاہیئے کہ وہ کتنی قدر و قیمت کی حامل ہے۔ تاہم وہ اپنی قوت کو عملی طور پر اس سے کہیں زیادہ مضبوطی کے ساتھ استعمال کرتا ہے۔ کیونکہ جس کسی نے بھی کلام مقدس میں سے اسکے خلاف بات کی اس کو لعنتی۔ رد کیا ہوا۔ بدعتی اور شیطان کی اولاد کہکر جلا دیا جاتا۔ حتیٰ کہ یہ کام اب بھی روز بروز کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کا ذاتی

اس کا رونا اب اور ہمیشہ یہ رہا ہے کہ کلیسیا (پوپ) کلام مقدس سے افضل ہے۔ اس کا مطلب وہی ہے جو دانی ایل نے کہا کہ وہ الہوں کے الہ کے خلاف بہت سی حیرت انگیز باتیں کریگا۔

جن دوسرے ظالموں نے خدا کے کلام کو اذیت پہنچائی انہوں نے یہ کام لاعلمی سے کیا۔ لیکن یہ کام جانتے بوجھتے کیا گیا اور خدا کے روح اور پاک کلام جس سے وہ اپنے آپ کو اعلیٰ اور افضل بنانا چاہتا ہے اسے جب اور جہاں چاہے رد کر کے شیطان کی تعلیم کہہ دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے آپکو زمین کا خدا بلکہ الہوں کا الہ۔ خداوندوں کا خداوند اور بادشاہوں کا بادشاہ کہتا ہے۔ وہ محض ایک انسان نہیں بلکہ خدا انسان ہے جس طرح کہ مسیح خود خدا اور انسان ہے۔ یہ اسی کا نائب بننے کی خواہش کے ساتھ اپنے آپکو سب سے بلند کرتا ہے۔

مقدس پولس نے ۲۔ تھسلنیکیوں۔ ۲/ ۳۔ ۴۔ میں دانی ایل کی عبارت کا حوالہ دیا ہے کہ گناہ کا شخص۔ ہلاکت کا فرزند جو مخالفت کرتا اور ہر ایک سے جو خدا اور معبود کہلاتا ہے اپنے آپکو بڑا ٹھہراتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے مقدس میں بیٹھ کر اپنے آپکو خدا ظاہر کرتا ہے۔ اگرچہ دنیا میں کوئی چیز اپنے آپکو خدا اور اس کے جاہ و جلال سے افضل نہیں کر سکتی مگر یہ خدا سے افضل کہلاتا ہے۔ لوگ اس خدا کی منادی اور احترام کرتے ہیں جو خدا اور اس کی عبادت سے افضل ہے۔

گناہ کے شخص اور ہلاکت کے فرزند کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بذات خود گنہگار یا کھویا ہوا شخص ہے بلکہ دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ گناہ اور ہلاکت میں کھینچتا ہے۔ اس طرح کے گناہ کا کام پوپ نے دو طریقوں سے سرانجام دیا ہے۔

اول۔ اس نے بہت سی نئی باتوں کو متعارف کرایا ہے جیساکہ بعد میں اس کے مقبرے۔ پادریوں کے خاص حقوق۔ پاک پانی۔ مقدسوں کی عزت و تکریم۔ زیارت۔ خانقاہوں اور پادریوں کا تقرر۔ ماس۔ روزہ۔ اور

عیدیں وغیرہ۔ علاوہ ازیں عبادتوں۔ خدا کے کلام۔ ایمان اور مذہبی رسومات کی بے حرمتی وغیرہ۔

دوئم۔ اس نے مسیحوں کو اپنے لامحدود اختیار کے ذریعے مطیع بنا رکھا ہے۔ اور یوں جسے خدا گناہ نہیں کہتا اسے یہ کہہ کر گناہ ٹھہرایا جاتا ہے کہ اس نے خدا کی ساری مخلوق کو گناہ آلودہ پایا ہے۔ وہ جہاں اور جب چاہے کسی چیز کو گناہ ٹھہرا سکتا ہے۔ چنانچہ اس کے فتواہ کے مطابق مکھن۔ انڈے۔ پنیر۔ دودھ۔ گوشت کا کھانا پینا گناہ سمجھا جانا چاہیئے جبکہ یہ سب پاک چیزیں خدا نے ہمیں آزادی کے ساتھ کھانے کو دی ہیں کہ ہم ان سے لطف اندوز ہو سکیں۔ وہ جب اور جہاں چاہے وقت اور دنوں کے اوپر بھی گناہ کا ٹھپہ لگا دیتا ہے۔ اسکے لئے ہر ایک شخص کو روزہ رکھنا اور مذہبی رسومات ادا کرنی چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی مختلف کھانوں کو جس میں روٹی بھی شامل ہے کھانا گناہ قرار دیا ہے۔

اس نے مقامات اور اوزاروں پر بھی گناہ کا ٹھپہ لگا رکھا ہے۔ اس نے گرجا گھروں اور پاک مقامات کی اس حد تک تقدیس کر رکھی ہے کہ کوئی اس کے پتھروں لکڑی۔ قربانگاہ اور اس کی چیزوں کو بھی نہیں چھو سکتا۔ یہ ایک ہولناک بات تھی۔ ایک عام آدمی کے لئے اپنے ہاتھوں سے پیالے۔ عشائے ربانی کی روٹی رکھنے والی پلیٹ یا بدن کو دھوئے جانے کے بعد چھونا ہولناک بات تھی۔ یہاں تک کہ ایک پاک راہبہ کو بھی اسے چھونے کی اجازت نہیں تھی۔ کاہن کو پہلے اس پیالے کو جو گناہ اور شریعت سے بھرا ہوتا دھونا پڑتا تھا۔ اسکے علاوہ خدا نے شادی بیاہ کی آزادی دے رکھی ہے لیکن جب یہ کسی ممنوعہ وقت پر کی جاتی تو اس کو بھی گناہ قرار دے دیا جاتا۔ مزید یہ کہ وہ جب چاہے بستر عروسی کو گناہ ٹھہرا سکتا ہے۔

... کوئی چیز اس کی غارت گری سے محفوظ نہیں۔ اس نے خدا کے کلام کے برعکس بیاہ کرنا نہ صرف خادموں کے لئے ممنوع قرار دے رکھا ہے بلکہ اسے کفر۔ تمسخر۔ حقیر ٹھہرا کر ناپاک۔ جسمانی اور بے دینی قرار دے رکھا ہے

اور اس حالت میں کوئی خدا کی خدمت نہیں کر سکتا۔ اس نے اس بات پر کوئی توجہ نہیں دی کہ خدا نے شادی پر برکت ڈالی ہے اور اسے ایک عہد اور خوشی کہا ہے۔ گناہ کی معافی کے وسیلہ سے شادی کے بستر کو پاک قرار دیا گیا ہے اور اس میں جسم کی بری خواہش کا شمار نہیں ہوتا۔ آخری مسیح ان چیزوں پر لعنت بھیجے گا جنہیں خدا نے برکت دی ہے۔ اور جن کو خدا نے جوڑا ہے انکو جدا کرے گا۔ جس کی خدا تعریف کرتا ہے اس کی وہ بے حرمتی کرتا ہے۔ گویا خدا کے ہر کام کے برعکس اور بڑھ چڑھ کر کام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ شادی کی ممانعت کی نصیحت کسی پیار سے نہیں کرتا بلکہ یہ ظاہر کرنیکے لئے کہ وہ بغیر کسی رکاوٹ کے جو چاہے کر سکتا ہے اور اس کے لئے وہ کسی کے سامنے جوابدہ نہیں۔ (مارٹن لوتھر بائیبل ایڈیشن نمبر ۲ صفحہ نمبر ۸۲۶) مارٹن لوتھر کی یہ تشریح نئی نہیں اور اصلاح کے وقت وجود میں نہ آئی تھی تاہم بائیبل کے علما کو اس کا کم و بیش علم ضرور تھا۔

اسی سلسلہ میں ایک اور کتاب کے اندر یوں لکھا گیا ہے کہ "پرانی پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں کے اندر پوپ کو مخالف مسیح قرار دینے کا نظریہ ہمیشہ اثر انداز رہا ہے۔ جسے بعد میں فرانس کی اصلاحی کلیسیا نے اپنے عقیدے میں شامل کر لیا۔ تاہم اسے محض پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں کے سر ہی نہیں تھوپا جانا چاہیئے کیونکہ یہ اصلاحی تحریک کے شروع ہونے سے قبل ہی نویں صدی میں شروع ہو چکا تھا۔ اور بعد میں مارٹن لوتھر نے اس کی محض دہرائی کی۔ (اقتباس از کتاب۔ مارک من صفحہ نمبر ۶۲۔

کلام کے ساتھ موازنہ کرنے کے بعد یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عملی طور پر ہر چیز کو تبدیل کر دیا گیا۔ تمام عبادت کو بدل دیا گیا۔ اور جس اصلی ایمان کا یہوداہ نے یوں ذکر کیا کہ "اس ایمان کے واسطے جانفشانی کرو جو مقدسوں کو ایک ہی بار سونپا گیا تھا" یہوداہ ۳۔ کا کوئی نام و نشان نہ رہا۔ جب کبھی کوئی عقیدہ گھڑا گیا پہلے کلام کو ایکطرف کرنا پڑا۔ کسی نئی تعلیم کی ایجاد

سے پہلے بائیبل کی اصلی تعلیم کو غیر معتبر قرار دینا پڑا۔ اسکا ہمارے پاس یہ ثبوت ہے کہ جب ہم ان دعووں کا موازنہ کلام مقدس کے ساتھ کرتے ہیں تو یہ بالکل برعکس ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کلام مقدس میں لکھا ہے کہ "۔ آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوا اسکے جو آسمان سے اترا یعنی ابن آدم جو آسمان میں ہے" یوحنا ۳:۱۳۔ لیکن خدا کے کلام کے اس صاف بیان کے باوجود بھی مریم کا بدن میں اوپر اٹھائے جانے کا عقیدہ کلام مقدس کے برعکس بیان کیا اور مانا جاتا ہے۔ کیا کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ خدا کے ساتھ متفق ہو اور پاپاؤں کے تمام دعووں کو رد کرتے ہوئے انہیں مخالف مسیح کے طور پر دیکھے۔ اس لئے کہ وہ حقیقت میں مسیح کی تعلیم کے مخالف ہیں۔

چونکہ انسان کو خدا کے ساتھ رفاقت رکھنے کے لئے خلق کیا گیا ہے اسلئے اس دعوے نے بھی لوگوں کے اندر خوف وہراس پیدا کر رکھا ہے کہ "جس کسی کے پاس کلیسیا بطور ماں نہیں اس کے پاس خدا بھی بحیثیت باپ نہیں ہو سکتا۔ جب یہ سکھایا جاتا ہے کہ اس کلیسیا کی بنیاد خدا نے رکھی ہے اور سب کیتھولک ہی تھے۔ حتیٰ کہ مریم بھی کیتھولک تھی تو یہ بالکل غلط ہے۔ کلیسیا کی پوری تاریخ اس کی نشو نما کی توثیق کرتی ہے۔ پہلی مسیحی صدیوں میں کوئی منظم رومن کیتھولک کلیسیا نہ تھی اور نہ ہی اسکی مانند دوسری جیسا کہ اس کتاب میں بتایا گیا ہے۔ رسولوں کے بعد کا وقت صرف ایمان کی مختلف سمتوں کو جاتا ہے نہ کہ کسی متحدہ کلیسیا کو جو قسطنطین کے دور میں وجود میں آئی۔ ان دنوں میں نہ کوئی پوپ ہوتے تھے نہ کارڈینل وغیرہ۔ یہ افسوس ناک بات ہے کہ ابتدائی صدیوں کے بارے میں پروٹسٹنٹ کلیسیا نے بھی محتاط اور مفصل تحقیق نہیں کی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون کو کسی نہ کسی وجہ سے نظر انداز کیا گیا ہے۔ شاید اتحاد کے خیال سے اصل نشو نما پر وفاداری کے ساتھ توجہ نہیں دی گئی۔ دکھ کی بات ہے کہ جب پروٹسٹنٹ لوگ رومن کیتھولک کلیسیا سے باہر نکلے تو ان میں بیشتر اس نظریے کے حامی

تھے کہ وہ یسوع مسیح کی کلیسیا تھی اسلئے انہوں نے پہلی مسیحی صدیوں کو اجاگر کرنیکی تکلیف گوارہ نہ کی۔ اسے محض ماضی کی خطا اور رز نجیدگی خیال کیا گیا تحکم پسند پوپ اپنے آپ کو پطرس کے اور بشپ صاحبان رسولوں کے جانشین کہتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ کیا ہیں؟ پطرس کی نہ کبھی یروشلیم میں اور نہ ہی روم میں کوئی گدی تھی۔ علاوہ ازیں پطرس کا کوئی جانشین بھی نہ تھا۔ کلام کے اندر یہ بات بڑی واضح ہے کہ یروشلیم میں رسولوں کی مجلس کی صدارت یعقوب نے کی تھی۔ جب پطرس۔ برنباس اور پولس نے بات ختم کر لی تو یعقوب نے روح القدس کی ہدائت سے نبیوں کے کلام کے مطابق خلاصہ پیش کیا۔ اعمال۔ ۱۵/ ۱۳۔ اسی باب کی اٹھائیسویں آئت کے اندر ہم یوں پڑھتے ہیں کہ "۔ روح القدس اور ہم نے مناسب جانا کہ ان ضروری باتوں کے سوا تم پر اور بوجھ نہ ڈالیں" خدا جسے چنتا ہے اسے استعمال کرتا ہے۔ اگر ایک مرتبہ وہ ایک شخص کو استعمال کرتا ہے تو دوسری دفعہ کسی اور کو۔ جب خداوند نے پطرس۔ پولس یا دوسرے لوگوں کو استعمال کیا تو ان کو استعمال کرنے کی کچھ وجوہات تھیں۔ ان کے درمیان کسی کی سرداری یا اہمیت سے کوئی واقف نہ تھا۔ یہ خیال بائیبل کی بنیاد پر نہیں بلکہ ذاتی اختراع کو اجاگر کرنے کے لئے پیش کیا گیا۔

پوپ اپنے آپکو مسیح کے قائم مقام کہتے ہیں جب کہ پاک کلام میں اس کا کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ وہ اپنے آپکو عالمگیر بشپ بھی کہتے ہیں جبکہ خدا کی بادشاہی میں اس قسم کا کوئی عہدہ نہیں۔ جب پطرس رسول نے کہا کہ "۔ پہلے تم بھیڑوں کی طرح بھٹکتے پھرتے تھے۔ مگر اب اپنی روحوں کے گلہ بان اور نگہبان کے پاس پھر آگئے ہو" ۱۔ پطرس۔ ۲/ ۲۵۔ تو اس کا اشارہ مسیح کی طرف تھا نہ کہ پوپ کی طرف۔ پوپ سردار گلہ بان ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔ یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے؟ مسیح کے بارے میں ہم یوں پڑھتے ہیں کہ وہ اچھا چرواہا ہے اور وہ بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے۔ یوحنا۔ ۱۰ اس کے علاوہ وہ اپنی کلیسیا کا سردار بھی ہے۔ افسیوں۔ ۱/ ۲۲۔ اس کے

اس کے بعد کسی اور سردار کی گنجائش کہاں ہے؟ ہاں یہ اس کی اپنی کلیسیا میں ہو سکتی ہے لیکن یسوع مسیح کی کلیسیا میں نہیں۔

پاپاؤں کو تمام دنیا کے اندر مقدس باپ کہکر مخاطب کیا جاتا ہے۔ کلام کہتا ہے کہ "۔ زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے" متی ۲۳/۹۔ اس کے باوجود ہر روز لاکھوں لوگ جو لقب خدا کے لئے روا ہے اسے ایک انسان کے لئے استعمال کر کے کفر کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ یہ مقدس باپ کہاں پر ہے۔ کیا وہ آسمان پر ہے یا روم میں؟ خدا کے تمام بچوں کا باپ آسمان پر ہے۔ اسکے مبارک نام کی تعریف ہو۔

کلیسیا کے اعلیٰ عہدے دار ہر جگہ اعلیٰ کرسیوں پر براجمان ہوتے ہیں۔ کسی کو انکی مخالفت کرنیکی ضرورت نہیں۔ وہ وقت آرہا ہے جب وہ خود پہاڑوں اور چٹانوں کو پکاریں گے کہ ان پر گر پڑیں۔ مکاشفہ ۶/۱۶۔

رومن کیتھولک کلیسیا دنیا کو یہ منوانے میں کامیاب ہو گئی ہے کہ یہ زمین پر خدا کا ادارہ ہے۔ خصوصاً کلیسیا جسے مسیح زمین پر وجود میں لایا اور اسی کے اندر نجات ہے۔ یہ سچ نہیں۔ تواریخ پہلی تین مسیحی صدیوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کے اس دعوے کو مسترد کرتی ہے۔ انکے مطابق مسیح نے کسی اور کلیسیائی ادارے کی بنیاد نہیں رکھی اور نہ ہی کوئی اور نجات کو پیش کر سکتا ہے۔ پہلی صدیوں میں علم الٰہیات کے سکولوں کو طاقت کے زور پر ایک کلیسیائی ادارے کے ساتھ ملحق کر دیا گیا۔ جبکہ اصلاحی دنوں سے مختلف مذہبی فرقوں کے ذریعے کئی تعلیمیں پھوٹ نکلیں۔ اب زور اصلی تعلیم کے ساتھ کھڑے اور متحد ہونے پر نہیں دیا جا رہا بلکہ تعلیمی امتزاج کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سبکو ایک کرنے پر دیا جا رہا ہے۔ تاہم اس ساری ترقی کے باوجود یسوع مسیح اپنی کلیسیا تیار کر رہا ہے۔ وہ ابدی خوشخبری کے ذریعے تمام قوموں اور اہل زبان سے لوگوں کو باہر نکال رہا ہے۔ جو اس کی آواز کو سنیں گے وہ باہر نکل آئیں گے۔ ان کو اس کے کلام کے مطابق

اور انہیں خدا کے کلام کے ساتھ آراستہ کیا جائیگا۔ تاکہ مسیح کی کلیسیا کے اندر رہ کر اس کی واپسی کے جلالی دن کا تجربہ حاصل کریں۔
خداوند یسوع مسیح کی کلیسیا زمینی چیزوں سے مالدار نہیں۔ یہ جس طرح پطرس رسول نے کہا سونا اور چاندی تو نہیں رکھتی البتہ روحانی طور پر بڑی دولت مند ہے۔ شیطان نے یسوع کو دنیا کی شان و شوکت کی پیشکش کی لیکن اس نے یہ جانتے ہوتے کہ وعدہ کے مطابق ایک دن وہ اس دنیا کی بادشاہی کا حاکم ہوگا اسے رد کر دیا۔ یہاں بھی مسیح کے مقابلے میں ایک بہت بڑا تضاد ہے۔ پاپاؤں کے بغیر بنی نوع انسان کی تاریخ بالکل مختلف ہوتی۔ صلیبی جنگیں لڑنے والے نہ ہوتے نہ بہت سی جنگیں۔ ایذا رسانیاں اور لاکھوں کی تعداد سے شہید ہوتے۔ اسکے علاوہ غلامی کرانیکی ذمہ داری بھی انہی کے حساب میں ڈالی جاتی ہے۔ اس کے نام نہاد مشنریوں نے غلاموں کے خریداروں کے لئے راستہ ہموار کیا۔
ویٹی کن کی دولت کا اندازہ ماہر معاشیات بھی نہیں کر لگا سکتے۔ جو کوئی سینٹ پیٹر کے خزانے کو دیکھتا ہے تو اس میں پڑے ہوئے سونے اور قیمتی موتیوں کو دیکھ کر اس کی آنکھیں مبہوت ہو جاتی ہیں۔ (مکاشفہ ۱۷/۴)
بیرونی دنیا کے لئے روم ایک متبرک شہر ہے۔ جو کوئی اسکے بین الاقوامی ائیرپورٹ پر اترتا ہے اس کی آنکھیں "بانکو ڈی سانٹو سپرٹو" جس کا مطلب ہے روح القدس کا بینک پر پڑتی ہے۔ یہ ناقابل بیان دولت کیتھولک لوگوں کے گھروں میں نہیں بلکہ لبشپی علاقوں اور ویٹی کن میں ہے۔
رومن کیتھولک کلیسیا مکمل طور پر دنیا کی سیاسی اور مذہبی طاقت ہے۔ جو ہر سطح پر کام کر رہی ہے اور جیسوٹ کی فرمانبرداری کے طریقہ سے اپنا اثر و رسوخ پیدا کر رہی ہے۔ اس کے ممبران پہلے ہی کلیدی عہدوں پر قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ ان کو حکومت کے مختلف اداروں۔ یونیورسٹیوں۔ سماجی اداروں۔ ہسپتالوں۔ کنڈر گارٹن اور سکولوں وغیرہ میں دیکھا جا سکتا

ہے وہ بڑی جانفشانی کے ساتھ رومن کیتھولک مذہب کو پھیلانے کی محنت کر رہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے تمام حکومتی ذرائع کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔ وہ مشرق اور مغرب میں سیاستدانوں کے مشیر اور ان کے لئے مسودے تیار کرنیوالے ہیں۔ یہ پروٹسٹنٹ اور اشتراکیوں کے درمیان بھی پھیلے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے تھا ویسا ہی اب بھی ہو رہا ہے۔

گو کیتھولک کلیسیا کا دعوی ہے کہ نجات صرف ان کے ذریعے ہی مل سکتی ہے۔ تو بھی اس کے ممبران موت کے بعد ابھی تک پاک صاف ہونے کی جگہ جاتے ہیں۔ گویا تمام زندگی ساکرمنٹ حاصل کرتے رہنے کے باوجود بھی وہ نجات حاصل نہیں کر سکے۔ جس کلیسیا کے ممبران کا یہ حال ہو وہ لوگوں کو کیا نجات دے گی؟ مردوں کیلئے بھی پاک ماس پڑھی جاتی ہے۔ بائبل کے اندر اس کے بارے میں کچھ لکھا ہوا نہیں ملتا۔ قبرستانوں میں ماتم کرنے والوں سے کہا جاتا ہے کہ "خداوند کو یہ پسند آیا کہ وہ ہمارے اس بھائی یا بہین کو اپنے جلال میں لے جائے" قبروں پر نصب کئے ہوئے پتھروں پر لکھا ہوتا ہے کہ "یہاں فلاں فلاں شخص امن کے ساتھ آرام کر رہا ہے یا خدا میں آرام کر رہا ہے" تو بھی مردوں کی پاک ماس کے وقت یہ کہا جاتا ہے کہ "یہ خداوند کو پسند نہیں آیا کہ وہ مرحوم کو اپنے جلال میں اٹھا لے جائے اس لئے اسکو پہلے روحوں کے پاک کئے جانے والی جگہ جانا ہوگا۔ جو کوئی اس خیال پر توجہ دیگا وہ یہ ضرور معلوم کرے گا کہ اس میں کوئی ایسی بات ہے جو درست نہیں ہو سکتی

یسوع مسیح نے اپنے زمانے کے لوگوں سے پوچھا کہ "یوحنا کا بپتسمہ آسمان کی طرف سے تھا یا آدمیوں کی طرف سے" لوقا۔ ۲۰/۴۔ لیکن آج وہ یہ پوچھے گا کہ "اصلاح اور اس کے بعد آنے والی بیداریاں آسمان کی طرف سے تھیں یا آدمیوں کیطرف سے" تو عالموں کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔ لیکن آج کے علما کے بارے میں کیا خیال ہے؟ یہ کیا جواب دیں گے؟ کچھ بھی نہیں۔ ان شہیدوں کا خون جنہوں نے اپنی زندگیاں

اس لئے قربان کر دیں کہ اس بائیبل کو پڑھا جا سکے اور جو سچائی اسکے اندر موجود ہے وہ شمعدانوں کو روشن کر سکے۔ ان کا خون عدالت کے دن اس زمانہ کے ان مذہبی لیڈروں کے خلاف چلا اٹھے گا جو پروٹسٹنٹ کلیساؤں کو رومی ماں کلیسیا کے اندر کھینچ رہے ہیں۔ تاریخی اہمیت کی بڑی بڑی کلیسیاؤں کے علاوہ دورِ حاضرہ کی کلیسیاؤں کو بھی بڑی مہارت کے ساتھ دھوکا دیا جا رہا ہے۔ چند سال پہلے نام نہاد عقیدے کے اندر یوں لکھا ہوا تھا کہ "پاک عام رسولی کلیسیا"۔ لیکن اب وہ کہتے ہیں کہ "پاک کیتھولک اور رسولی کلیسیا" کلام کے نقطہ نظر سے یہ کون شخص ہے جس پر لوگوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ اور جو کاسابلانکا کے فٹ بال گراؤنڈ میں پچاسی ہزار مسلمانوں کے ساتھ بات کرتا ہے۔ جو آذربائیجان میں بے جان چیزوں کو برکت دیتا ہے۔ اور نیویارک میں یو۔ این۔ او۔ یا ورلڈ کونسل آف چرچز جینوا اور یورپین یونین کی پارلیمنٹ شٹراس برگ میں خطاب کرتا ہے۔ جو تمام دنیا کے اندر جانا پہچانا ہے اور وہ سکینڈے نیوین ممالک کا جہاں اس کا کوئی استقبال نہیں کرتا دورہ کرتا ہے۔

اس عہدے کو اور جو اختیار اسکے ساتھ وابسطہ ہے اسے پاک کلام کے اندر بیان کیا گیا ہے خصوصاً مکاشفہ کی کتاب میں۔ اس کی تفصیل لاخطا ہے اور اسے ۶۶۶ کے عدد میں بیان کیا گیا ہے۔ مکاشفہ۔ ۱۳/ ۱۷۔ ۱۸۔ وہاں ہمیں بڑی صفائی کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ "۔۔ وہ آدمی کا عدد ہے اور اسکا عدد چھ سو چھیاسٹھ ہے" یہ عدد مکمل طور پر اس شخص کے لاطینی لقب پر پورا اترتا ہے اور اسے زمین پر کسی اور کے ساتھ نہیں جوڑا جا سکتا۔ یہ ہے خدا کے بیٹے کا قائم مقام۔

| V | I | C | A | R | I | V | S | F | I | L | I | I | D | E | I |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 5 | 1 | 100 | | | 1 | 5 | | | 1 | 50 | 1 | 1 | 500 | | 1 |

666

یہ کوئی حادثہ نہیں کہ رومی بادشاہ "لاطینس ریکس ساکیرڈوس" کا لقب استعمال کیا کرتے تھے۔ اس کا مطلب ہے لاطینی کاہن بادشاہ۔ اس کے بعد بت پرست روم بدل کر پاپائی روم بن گیا۔ اس لقب کا عدد بھی ۶۶۶ ہے جو یوں ہے۔

L A T I N V R E X S A C E R D O S

50 1 5 10 100 500

میزان: 666

مکاشفہ۔ ۱۷ باب میں دنیا کے اس ادارے کو ماں کہا گیا ہے۔ چونکہ ساری دنیا کو فریب دے کر اس پر جادو کا اثر کر کے غلط سمت کی طرف لے جایا گیا اس لئے وہ اس کی جادوگری کا شکار ہو گئی۔ بدیں وجہ خداوند نے خود اس کی عدالت کا اعلان کیا۔ مکاشفہ کے اٹھارویں باب میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ گھڑی بھر میں ہی یہ نام نہاد ابدی شہر برباد ہو گیا۔ لکھا ہے کہ "جس قدر اس نے اپنے آپکو شاندار بنایا اور عیاشی کی تھی اسی قدر اس کو عذاب اور غم میں ڈالدو۔ کیونکہ وہ اپنے دل میں کہتی ہے کہ میں ملکہ ہو بیٹھی ہوں بیوہ نہیں اور کبھی غم نہ دیکھونگی۔ اس لئے اس پر ایک ہی دن میں آفتیں آئیں گی یعنی موت اور غم اور کال اور وہ آگ میں جلا کر خاک کر دی جائیگی۔ کیونکہ اس کا انصاف کرنے والا خداوند خدا قوی ہے" مکاشفہ۔ ۱۸/ ۷۔ ۸۔ اب تک خدا کا ہر کلام اپنے وقت پر ضرور پورا ہوا ہے اور یہ بھی پورا ہو کر رہے گا۔

جو لوگ دیانتدار ہیں انکو خدا کے مسلمہ کلام کے اختیار کے ساتھ للکارا جا رہا ہے کہ وہ خدا کے کلام کے پاس واپس آئیں اور جس طرح کلام کہتا ہے اس کے مطابق اس کا یقین کریں۔

اس کا مطلب حجت کرنا نہیں۔ قطعی عدالت خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اور

وہ اپنے کلام کے مطابق عدالت کریگا۔ ہماری فکر ان آٹھ ارب کیتھولک لوگوں کے بارے میں ہے جو تمام دنیا میں بستے ہیں۔ ان سب کو جو کچھ سکھایا گیا ہے وہ اسی کو مانتے ہیں اور اس بات سے ناواقف ہیں کہ دنیا کے اس بہت بڑے ادارے یا مشن کو مسیح نے قائم نہیں کیا اور نہ ہی یہ کسی وقت یسوع مسیح کی کلیسیا تھی۔ اس کے مقابلے میں پروٹسٹنٹ لوگ بھی تقریباً اسی تعداد میں ہیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ بڑی جانفشانی کے ساتھ نجات کی تلاش کررہے ہیں۔ لوگ نجات کی خاطر مذہبی تعلیم اور کسی کلیسیا کی رکنیت پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ ان کو دھوکا دیا گیا ہے اور تمام ابدیت کے لئے جعلسازی کی گئی ہے۔ اگر کسی مذہب کے اندر مسیح کی طرف اشارہ کئے بغیر اس قسم کا فریب رونما ہو تو یہ بڑی سنجیدہ بات ہے۔ لیکن اگر یہ سب کچھ یسوع مسیح کے نام سے کیا جائے تو اس کی معافی نہیں مل سکتی۔ جو کچھ خدا نے نئے عہدنامہ کی کلیسیا کے افتتاح کے موقع پر اپنے چنے ہوئے شخص کے منہ سے کہا وہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ "یوں ہوگا کہ جو کوئی خداوند کا نام لیگا نجات پائیگا" اعمال۔ ۲/۲۱۔ و۔ یوایل۔ ۳/۵
جس نجات کا تعلق خداوند کے ساتھ ہے اور جو اس کو لے کر آیا اسے اس سے الگ کرکے مشنوں (مذہبی اداروں) اور اعمال کے سپرد کردیا گیا ہے۔ شاید پادری صاحبان اس سے واقف نہیں۔

بڑی بڑی پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں کا دعوی ہے کہ انہوں نے صرف پاک کلام کو ہی لیا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو انہوں نے بھی ایسی بہت سی روایات کو اپنایا ہوا ہے جن کا بائیبل کے اندر کوئی ذکر نہیں؟ کیتھولک کلام اور روایات دونوں کو پکڑے ہوئے ہیں۔ ایک قریبی جائیزے کے مطابق روایات کو بائیبل کی آیات کے ساتھ سجا ہوا دیکھا جاسکتا ہے۔ جہاں تک روایات کا تعلق ہے انکے بارے میں ہمارے خداوند نے عبادت کرنے والوں کے ساتھ کلام کرتے ہوئے انہیں باطل کہا۔ "اور یہ بیفائدہ میری پرستش کرتے ہیں۔ کیونکہ انسانی احکام کی تعلیم دیتے ہیں۔۔۔ اور اس نے

ان سے کہا کہ "تم اپنی روایت کو ماننے کے لئے خدا کے حکم کو بالکل رد کر دیتے ہو" مرقس ۔ ۷/۹ + ۱۰۔ کلام مقدس کی اس آئت اور دیگر حوالوں کی بنیاد پر یہ بخوبی کہا جا سکتا ہے کہ اگر مذہبی روایات خدا کے کلام اور اس کی مرضی کے مطابق نہیں تو وہ سب باطل ہیں۔ روزری کا پڑھنا ۔ سلام مریم کہنا ۔ زیارتوں پر جانا اور دیگر تمام مذہبی رسومات باطل ہیں۔ خدا کی مرضی پاپاؤں نے نہیں بلکہ نبیوں اور رسولوں نے متعارف کرائی ہے۔ اور یہ ہمیشہ کے لئے خدا کے کلام میں محفوظ ہے۔

لیکن اب کیا ہے ؟ کیا یہ ممکن ہے کہ سچائی کو اجاگر کرنے کے بعد جب فریب خدا کے منکشف کلام کی روشنی میں صاف اور واضح ہو چکا ہے تو مزید غیر جانبدار رہا جائے ؟ اس بھید کے کھل جانے کے بعد ہر شخص خدا کے سامنے شخصی طور پر جوابدہ ہے۔ "پس خدا جہالت کے وقتوں سے چشم پوشی کر کے اب سب آدمیوں کو ہر جگہ حکم دیتا ہے کہ توبہ کریں" اعمال ۔ ۱۷/۳۰ ۔ جو کوئی اس تشریح کو پڑھتا ہے اس کے پاس عدالت کے دن کے لئے کوئی جواز نہیں رہے گا ۔ لیکن جن پر اس نے اپنے آپکو ظاہر کیا ہے وہ ان کے وسیلہ سے اپنی پرستش کرائیگا ۔ وہی ہیں جن پر وہ اپنے کلام ۔ نام اور مرضی کو عیاں کرتا ہے ۔ یہ وہ ہیں جن کو خدا کے فضل کے سبب نجات کا شخصی تجربہ ملا ہے۔

اس بات کا بہت کم امکان ہے کہ پوپ اور دیگر خادم سچائی کے ساتھ بات چیت کرنے کی جرات کریں ۔ لیکن جو روحانی عہدوں پر کام کر رہے ہیں ایک گاؤں کے کاہن سے لیکر اعلیٰ عہدوں کے خدام تک اس کتاب کو پڑھنے کے بعد صاف ضمیر کے ساتھ خدمت نہ کر پائیں گے ۔ جن کو مذہبی طور پر مطیع کر کے فریب میں رکھا ہوا ہے انکو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنا اعزاز واپس لیں اور مسیح کیلئے ذاتی فیصلہ کر کے سچائی کو قبول کریں ۔ جن بچوں کو اقرار کے نام سے غیر شعوری طور پر بپتسمہ دیا جاتا ہے ان سے یہ نہیں پوچھا جا سکتا کہ وہ مسیحی ہونا چاہتے ہیں یا نہیں ۔ انکو انکی مرضی اور

اور رائے کے بغیر ہی ممبر بنا دیا جاتا ہے۔ یہ بیسویں صدی کے انسانی حقوق اور اعزازات ہیں۔ یہ انسانی آزادی کے برخلاف ہے اور نام نہاد بپتسمے کا تسلسل ہے جو پندرویں صدی میں شروع ہوا۔ دیگر بڑی بڑی کلیسیاؤں نے بھی یہی طریقہ کار اپنا رکھا ہے۔ یوں وہ بھی خدا کے سامنے مجرم ہیں۔ تاہم یہ فیصلے کا وقت ہے جو ہر شخص کو شخصی طور پر خدا کے سامنے کرنا چاہئیے

اس تحریر کا مقصد قارئین کو ضروری اطلاعات فراہم کرنا ہے۔ کسی کو اس کی اندھادھند پیروی کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ہر ایک کو کلام اور کلیسیائی تاریخ کی تحقیق کرکے خود نتیجے پر پہنچنا چاہئیے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# حرفِ آخر

روحانی اور سیاسی عمل عموماً ایک دوسرے کے متوازی چلتا ہے۔ حالیہ دنوں میں بہت سی قوموں کا ابھرنا معنی خیز بات ہے۔ انسان آزادی چاہتا ہے۔ وہ اپنے فیصلے خود ہی کرنا چاہتا ہے اور مزید کسی کے تابع نہیں رہنا چاہتا۔ ہر جگہ تبدیلیاں کی جا رہی ہیں۔ بولنے کی آزادی اور مل کر فیصلے کرنے کا حق مانگا جا رہا ہے۔

کاش یہی بات روحانی ماحول کی بھی ہو۔ اور بلا شرکت غیرے اپنے لئے بائیبل کی سچائیوں کو تلاش کر سکیں۔ اس سلسلے میں شاید یہ مشکل کتاب معاون ثابت ہو سکے۔

میں نے اپنی ذمہ داری کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حتہ الوسع کوشش کی ہے کہ اپنے ساتھیوں کے سامنے بائیبل کی سادہ اور واضح سچائی کو پیش کروں۔ شاید اس تحریر کے ذریعے خدا فضل کے وقت کے خاتمے پر ایک آخری بلاہٹ دے رہا ہے۔ جس کے کان ہوں وہ سنے کہ روح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے۔ باقی سب کچھ خداوند کے ہاتھ میں ہے جو اپنے روح کے وسیلہ سے سب میں کام کر سکتا اور ذا نہیں ایمان دیکر ہر چیز کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکتا ہے۔ خدا اس کتاب کے پڑھنے والوں کو برکت بخشے۔

"جب تک خداوند مل سکتا ہے اس کے طالب ہو۔ جب تک وہ نزدیک ہے اسے پکارو۔ شریر اپنی راہ کو ترک کرے اور بدکردار اپنے خیالوں کو اور وہ خداوند کی طرف پھرے اور وہ اس پر رحم کریگا اور ہمارے خدا کی طرف کیونکہ وہ کثرت سے معاف کریگا۔ خداوند فرماتا ہے کہ میرے خیال تمہارے خیال نہیں اور نہ تمہاری راہیں میری راہیں ہیں۔ کیونکہ جس قدر آسمان زمین سے بلند ہے اسی قدر میری راہیں تمہاری راہوں

سے اور میرے خیال تمہارے خیالوں سے بلند ہیں۔ کیونکہ جس طرح آسمان سے بارش ہوتی اور برف پڑتی ہے اور پھر وہ وہاں واپس نہیں جاتی بلکہ زمین کو سیراب کرتی اور اس کی شادابی اور روئیدگی کا باعث ہوتی ہے تاکہ بونے والے کو بیج اور کھانے والے کو روٹی دے۔ اسی طرح میرا کلام جو میرے منہ سے نکلتا ہے ہوگا۔ وہ بے انجام میرے پاس واپس نہ آئیگا بلکہ جو کچھ میری خواہش ہوگی وہ اسے پورا کرے گا اور اس کام میں جس کے لئے میں نے اسے بھیجا ہے موثر ہوگا"۔ یسعیاہ۔ ۵۵/۶۔۱۱۔

---